معارف الاسماء

شرح اسماء الحسنیٰ

اپنے موضوع پر
ایک مشہور و معروف اور تحقیقی کتاب

تصنیفِ لطیف

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

ناشر
ادارہ اسلامیات
۱۹۰- انار کلی- لاہور
۷۲۲۳۹۹۱
۳۵۳۲۵۵

لِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا (القرآن)

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ نام

اُن کا ترجمہ اور تشریحات

معارف الاسماء

شرح اسماء الحسنٰی

اپنے موضوع پر

ایک مشہور و معروف اور تحقیقی کتاب

○

تصنیفِ لطیف

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

ناشر

ادارہ اسلامیات ۰ ۱۹۰- انار کلی ۰ لاہور

۷۲۴۳۹۹۱ — ۳۵۲۲۵۵

Marfat.com

نام کتاب ——— اسماء الحسنیٰ
عکسی طباعت ———
باہتمام ——— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ——— ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
فون نمبر ۳۵۳۲۵۵ ، ۷۲۴۳۹۹۱
قیمت ———

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۔ ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
ادارۃ المعارف، جامعہ دارالعلوم کورنگی، کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم، جامعہ دارالعلوم، کورنگی کراچی ۱۴
دارالاشاعت، اردو بازار کراچی ۱
بیت القرآن، اردو بازار، کراچی ۱
ادارۃ القرآن، چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی ۵
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	فہرست	۳
۲	خطبۂ کتاب	۷
۳	یہ مختصر رسالہ اسماء اللہ الحسنیٰ کے متعلق ہے	۷
۴	اصل اس بارہ میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد	۸
۵	صحیح بخاری میں ہے	۹
۶	صحیح مسلم میں ہے	۹
۷	صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے	۱۰
۸	ترمذی کی حدیث ہے	۱۰
۹	ترمذی کی دوسری حدیث ہے	۱۱
۱۰	ابن ماجہ میں ہے	۱۲
۱۱	طریقِ دوم	۱۳
۱۲	طریقِ سوم	۱۳
۱۳	نقشہ روایت اسماء اللہ الحسنیٰ	۱۳
۱۴	نقشہ انتخاب اسماء اللہ الحسنیٰ بجمع روایات	۱۵
۱۵	نقشہ دوم	۲۰
۱۶	فصل	۲۳
۱۷	نقشہ نود و نہ نام پاک اللہ عزّ و جلّ مندرجہ باب اوّل	۲۶
۱۸	شرح	۳۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۹	باب اوّل	۳۳
۲۰	(۱) اَللّٰہُ جلّ جلالہٗ	۳۳
۲۱	خواص لفظی	۳۹
۲۲	(۲) اَلرَّحْمٰنُ	۴۲
۲۳	(۳) اَلرَّحِیْمُ	۴۶
۲۴	(۴) اَلْمَلِکُ	۵۰
۲۵	(۵) اَلْقُدُّوْسُ	۵۳
۲۶	(۶) اَلسَّلَامُ	۵۴
۲۷	(۷) اَلْمُؤْمِنُ	۵۶
۲۸	(۸) اَلْمُهَیْمِنُ	۵۸
۲۹	(۹) اَلْعَزِیْزُ	۵۹
۳۰	(۱۰) اَلْجَبَّارُ	۶۱
۳۱	(۱۱) اَلْمُتَکَبِّرُ	۶۲
۳۲	(۱۲) اَلْخَالِقُ	۶۳
۳۳	(۱۳) اَلْبَارِیُٔ	۶۴
۳۴	(۱۴) اَلْمُصَوِّرُ	۶۴
۳۵	(۱۵) اَلْغَفَّارُ	۶۶
۳۶	(۱۶) اَلْقَهَّارُ	۶۷
۳۷	(۱۷) اَلْوَهَّابُ	۶۹
۳۸	(۱۸) اَلرَّزَّاقُ	۷۰
۳۹	(۱۹) اَلْفَتَّاحُ	۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰	(۲۰) اَلْعَلِیْمُ	۷۲
۴۱	(۲۱) اَلسَّمِیْعُ	۷۶
۴۲	(۲۲) اَلْبَصِیْرُ	۷۷
۴۳	(۲۳) اَللَّطِیْفُ	۷۹
۴۴	(۲۴) اَلْخَبِیْرُ	۸۰
۴۵	(۲۵) اَلْحَلِیْمُ	۸۱
۴۶	(۲۶) اَلْعَظِیْمُ	۸۲
۴۷	(۲۷) اَلْغَفُوْرُ	۸۴
۴۸	(۲۸) اَلشَّکُوْرُ	۸۵
۴۹	(۲۹) اَلْعَلِیُّ	۸۶
۵۰	(۳۰) اَلْکَبِیْرُ	۸۹
۵۱	(۳۱) اَلْحَفِیْظُ	۹۰
۵۲	(۳۲) اَلْمُقِیْتُ	۹۲
۵۳	(۳۳) اَلْحَسِیْبُ	۹۲
۵۴	(۳۴) اَلْکَرِیْمُ	۹۴
۵۵	(۳۵) اَلرَّقِیْبُ	۹۵
۵۶	(۳۶) اَلْقَرِیْبُ	۹۵
۵۷	(۳۷) اَلْمُجِیْبُ	۹۸
۵۸	(۳۸) اَلْوَاسِعُ	۹۹
۵۹	(۳۹) اَلْحَکِیْمُ	۱۰۱
۶۰	(۴۰) اَلْوَدُوْدُ	۱۰۴
۶۱	(۴۱) اَلْمَجِیْدُ	۱۰۷
۶۲	(۴۲) اَلشَّهِیْدُ	۱۰۸
۶۳	(۴۳) اَلْحَقُّ	۱۱۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۴	(۴۴) اَلْوَکِیْلُ	۱۱۴
۶۵	توکّل	۱۱۶
۶۶	(۴۵) اَلْقَوِیُّ	۱۱۷
۶۷	(۴۶) اَلْمَتِیْنُ	۱۱۹
۶۸	(۴۷) اَلْوَلِیُّ	۱۲۰
۶۹	(۴۸) اَلْحَمِیْدُ	۱۲۲
۷۰	(۴۹) اَلْحَیُّ	۱۲۶
۷۱	(۵۰) اَلْقَیُّوْمُ	۱۲۷
۷۲	(۵۱) اَلْوَاجِدُ	۱۲۸
۷۳	(۵۲) اَلْاَحَدُ	۱۳۴
۷۴	(۵۳) اَلصَّمَدُ	۱۳۶
۷۵	(۵۴) اَلْقَادِرُ	۱۳۷
۷۶	(۵۵) اَلْمُقْتَدِرُ	۱۳۹
۷۷	(۵۶) اَلْاَوَّلُ	۱۳۹
۷۸	(۵۷) اَلْاٰخِرُ	۱۳۹
۷۹	(۵۸) اَلظَّاهِرُ	۱۳۹
۸۰	(۵۹) اَلْبَاطِنُ	۱۳۹
۸۱	(۶۰) اَلْوَالِیُ	۱۴۲
۸۲	(۶۱) اَلْمُتَعَالِیُ	۱۴۲
۸۳	(۶۲) اَلْبَرُّ	۱۴۴
۸۴	(۶۳) اَلتَّوَّابُ	۱۴۵
۸۵	توبہ کا اصول	۱۴۶
۸۶	(۶۴) اَلْعَفُوُّ	۱۴۸
۸۷	(۶۵) اَلرَّؤُوْفُ	۱۵۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۸	(۶۶) اَلْجَامِعُ	۱۵۱	۱۱۱	(۸۴) اَلْقَاهِرُ	۱۸۳
۸۹	(۶۷) اَلْغَنِیُّ	۱۵۲	۱۱۲	(۸۵) اَلْغَافِرُ	۱۸۳
۹۰	(۶۸) اَلنُّوْرُ	۱۵۴	۱۱۳	(۸۶) اَلْفَاطِرُ	۱۸۴
۹۱	(۶۹) اَلْهَادِیُ	۱۵۷	۱۱۴	(۸۷) اَلْمَلِیْكُ	۱۸۵
۹۲	اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے چار مراتب	۱۵۷	۱۱۵	(۸۸) اَلْحَفِیُّ	۱۸۶
۹۳	(۷۰) اَلْبَدِیْعُ	۱۶۰	۱۱۶	(۸۹) اَلْمُحِیْطُ	۱۸۷
۹۴	(۷۱) رَبّ	۱۶۰	۱۱۷	(۹۰) اَلْمُسْتَعَانُ	۱۸۹
۹۵	(۷۲) مُبِیْن	۱۶۳	۱۱۸	(۹۱) اَلرَّفِیْعُ	۱۹۱
۹۶	(۷۳) اَلْقَدِیْر	۱۶۴	۱۱۹	(۹۲) اَلْکَافِی	۱۹۲
۹۷	(۷۴) اَلْحَافِظ	۱۶۵	۱۲۰	(۹۳) غَالِبٌ	۱۹۵
۹۸	اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے	۱۶۵	۱۲۱	(۹۴) اَلْمَنَّانُ	۱۹۶
۹۹	اناجیل کو لیجئے	۱۶۶	۱۲۲	(۹۵) اَلْجَلِیْلُ	۱۹۸
۱۰۰	(۷۵) اَلْکَفِیْل	۱۶۸	۱۲۳	(۹۶) اَلْمُحْیِ	۱۹۹
۱۰۱	(۷۶) اَلشَّاکِرُ	۱۶۸	۱۲۴	(۹۷) اَلْمُمِیْتُ	۲۰۱
۱۰۲	شکر	۱۶۹	۱۲۵	(۹۸) اَلْوَارِثُ	۲۰۲
۱۰۳	بزرگانِ دین کے اقوال بھی شکر کے متعلق شنیدنی ہیں	۱۶۹	۱۲۶	(۹۹) اَلْبَاعِثُ	۲۰۴
			۱۲۷	(۱۰۰) اَلْبَاقِیْ	۲۰۶
۱۰۴	(۷۷) اَلْاَکْرَمُ	۱۷۱	۱۲۸	**باب دوم**	۲۰۸
۱۰۵	(۷۸) اَلْاَعْلٰی	۱۷۲	۱۲۹	نقشہ اسمائے حسنیٰ مندرجہ باب دوم	۲۰۸
۱۰۶	(۷۹) اَلْخَلَّاق	۱۷۳	۱۳۰	(۱-۲) اَلْقَابِضُ اَلْبَاسِطُ	۲۰۹
۱۰۷	(۸۰) اَلْمَوْلٰی	۱۷۵	۱۳۱	(۳-۴) اَلْخَافِضُ الرَّافِعُ	۲۱۰
۱۰۸	(۸۱) اَلنَّصِیْر	۱۷۷	۱۳۲	(۵-۶) اَلْمُعِزُّ الْمُذِلُّ	۲۱۲
۱۰۹	(۸۲) اَلْاِلٰه	۱۸۰	۱۳۳	(۷) اَلْحَکَمُ	۲۱۳
۱۱۰	(۸۳) اَلْعَلَّام	۱۸۱	۱۳۴	(۸) اَلْعَدْلُ	۲۱۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۵	(۹) اَلْمُحْصِیُ	۲۱۵	۱۵۹	(۳۵) اَلتَّامُّ	۲۳۴
۱۳۶	(۱۰) اَلْمُبْدِئُ	۲۱۶	۱۶۰	(۳۶) اَلْعَالِمُ	۲۳۵
۱۳۷	(۱۱) اَلْمُعِیْدُ	۲۱۶	۱۶۱	(۳۷) اَلْاَبَدُ	۲۳۵
۱۳۸	(۱۲) اَلْوَاجِدُ	۲۱۷	۱۶۲	(۳۸) اَلْوِتْرُ	۲۳۵
۱۳۹	(۱۳) اَلْمَاجِدُ	۲۲۰	۱۶۳	(۳۹) اَلنَّاظِرُ	۲۳۶
۱۴۰	(۱۴-۱۵) اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ	۲۲۰	۱۶۴	(۴۰) اَلْحَنَّانُ	۲۳۶
۱۴۱	(۱۶) اَلْمُنْتَقِمُ	۲۲۱	۱۶۵	(۴۱) اَلْفَاتِحُ	۲۳۶
۱۴۲	(۱۷) اَلْمُقْسِطُ	۲۲۲	۱۶۶	(۴۲) اَلْمُثِیْبُ	۲۳۷
۱۴۳	(۱۸) اَلْمُغْنِیُ	۲۲۴	۱۶۷	(۴۳) اَلْمُدَبِّرُ	۲۳۷
۱۴۴	(۱۹) اَلْمَانِعُ	۲۲۶	۱۶۸	(۴۴) فَرْد	۲۳۷
۱۴۵	(۲۰-۲۱) اَلضَّارُّ۔ اَلنَّافِعُ	۲۲۶	۱۶۹	(۴۵) اَلْعَادِلُ	۲۳۸
۱۴۶	(۲۲) اَلرَّشِیْدُ	۲۲۷	۱۷۰	(۴۶) اَلْقَابِل	۲۳۸
۱۴۷	(۲۳) اَلصَّبُوْرُ	۲۲۸	۱۷۱	(۴۷) اَلسَّرِیْع	۲۳۸
۱۴۸	(۲۴) رَازِق	۲۲۹	۱۷۲	(۴۸) اَلْمُتَفَضِّلُ	۲۳۸
۱۴۹	(۲۵) صَادِق	۲۳۰	۱۷۳	(۴۹) اَلْمُعِیْن	۲۳۸
۱۵۰	(۲۶) اَلْجَمِیْل	۲۳۰	۱۷۴	(۵۰) اَلْمُنْعِمُ	۲۳۹
۱۵۱	(۲۷) بُرْهَان	۲۳۱	۱۷۵	(۵۱) اَلشَّافِی	۲۴۱
۱۵۲	(۲۸) اَلشَّدِیْدُ	۲۳۲	۱۷۶	باب سوم	۲۴۵
۱۵۳	(۲۹) اَلْقَائِمُ	۲۳۳	۱۷۷	فصل	۲۴۶
۱۵۴	(۳۰) اَلْوَافِی	۲۳۳	۱۷۸	مماوح سلبیہ کے بیان میں	۲۴۶
۱۵۵	(۳۱) اَلْمُنِیْرُ	۲۳۴	۱۷۹	باب چہارم	۲۴۹
۱۵۶	(۳۲) اَلْقَدِیْم	۲۳۴	۱۸۰	اسم اعظم کا بیان	۲۵۳
۱۵۷	(۳۳) اَلسَّامِعُ	۲۳۴	۱۸۱	الاسماءُ الحسنٰی	۲۵۷
۱۵۸	(۳۴) اَلْمُعْطِی	۲۳۴		حالات حضرت قاضی محمد سلیمان صاحب	۲۶۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین اکمل الحمد علیٰ جمیع
ھدایاہ ومعارفہ وعطایاہ وعوارفہ وافضل
صلوٰتہ وسلامہ وتحیاتہ الطیبات المبارکات
واکرامہ علیٰ رسولہ وحبیبہ وصفوتہ
محمد الامین خاتم النبیین وسید المرسلین
وصلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ الطیبین الطاھرین
ورضی اللہ عن الصحابۃ الذین اختارھم اللہ تعالیٰ لصحبۃ
نبیہ الصادقین السابقین الاولین والذین جاءوا
من بعدھم من التابعین لھم باحسان الی یوم الدین[1]
اما بعد!

یہ مختصر رسالہ اسماء اللہ الحسنیٰ کے متعلق ہے جس میں ان اسماء پاک کی مختصر تشریح بھی
کی گئی ہے۔

---

[1] اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ حمد اس کے لئے ہے۔ کامل مکمل حمد۔ ان ہدایات
(باقی صفحہ ۹ پر دیکھیں)

Marfat.com

اصل اس بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

"اے نبی بتا دیجئے کہ اے لوگو اللہ کہو یا رحمٰن کہو۔ ان میں سے کوئی نام بھی لو بس اللہ کے نام تو سب پاک ہیں"

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ۔

(سورۃ الاعراف ع ۲۲)

"اللہ کے بہت پاک نام ہیں بس لوگو اللہ کو اپنے ناموں کے ساتھ پکارا کرو۔ اور جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں اُسے چھوڑ دو"

آیاتِ بالا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفیہ ہیں یعنے جن اسماء کو اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے اسماءِ الٰہی بتایا ہے۔ اُن کے سوا۔ اللہ تعالیٰ کو کسی اور نام سے یاد کرنا پکارنا یا اُسے اللہ تعالیٰ کا پاک نام سمجھنا جائز نہیں۔

ہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کفر والحاد جو عرفانِ الٰہی سے بے خبر اور معرفتِ ربّانی سے دُور ہوتے ہیں، اگر کبھی حمد لکھنے پر آمادہ بھی ہوتے ہیں تو ان کی کلام ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ کیسے ضالّ و مضلّ کا کلام ہے۔ ایک کافر کہتا ہے ؎

بنام آنکہ او نامے ندارد ٭ بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

پہلا جھوٹ تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نام ہے ہی نہیں۔ دوسرا حماقت بھرا جھوٹ

(حاشیہ صفحہ نمبر ۵) اور معارف اور عطاء وعوارف پر جو اس نے مخلوق پر کی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے درود و سلام اور مبارک و پاکیزہ تحیات اور تحفے اللہ تعالیٰ کے رسول اور حبیب برگزیدہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں جو نبیوں کے خاتم ہیں اور مرسلین کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی آل پر بھی جو طیّب وطاہر ہیں اور صحابہ پر بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی مصاحبت کے لئے چُن لیا ہے۔ جو صداقت والے۔ اولیّت والے۔ سبقت والے تھے، نازل فرمائے اور ان لوگوں پر بھی۔ جو قیامت تک آل وصحابہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

یہ کہ وہ ہر ایک نام کو اپنا ہی نام سمجھتا اور ہر ایک نام پر بول اُٹھتا ہے۔

یہی شعر بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اسماء و اعلام کے متعلق جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ ہی کے بتائے ہوئے عرفان سے استفادہ نہیں کرتا تو وہ ضرور بھٹک جاتا ہے فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى کی تفسیر میں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ ایسے ۹۹ نام ہیں جن کی یاد انسان کو جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ احادیث صحیحہ میں تو اسی قدر ہے اب احادیث کے طبقہ ثانیہ کی کتابوں میں اسماء الحسنیٰ کو بزرگانِ دین نے فراہم بھی کیا ہے۔

لوگوں میں زیادہ تر مشہور وہ روایت ہے جو سُنن ترمذی میں ہے۔ صاحب جامع الاصول نے بھی اس روایت کو لیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا کہ ترمذی کے سوا۔ اور کسی نے تفصیل بیان نہیں کی۔ اس قول کی توجیہہ یہ ہے کہ علامہ ابن اثیر صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ موطاء امام مالک کو شمار کرتے ہیں۔ اگر یہ شرط نہ ہوتی تو یہ امر مخفی نہ تھا کہ روایت ابن ماجہ میں بھی بیان اسماء موجود ہے۔ مستدرک حاکم میں بھی تفصیل اسماء موجود ہے مگر یہ کتاب بھی داخل صحاح نہیں لہٰذا صاحب جامع الاصول نے صرف ترمذی کے حوالہ پر اکتفا کی۔ صحیح بخاری میں ہے۔

حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا سفیان قال حفظنا عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ روایۃً قال اِنَّ لِلّٰہِ عزوجل تسعۃ وتسعین اِسمًا مائۃً اِلّا واحدۃً لا یحفظھا احدٌ اِلّا دخل الجنۃ وھو وتر یحب الوتر

(جلد ۷ صفحہ ۵۷)

وہ ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ ہم نے ابی الزناد سے۔ انہوں نے اعراج سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ سے یہ یاد کر لیا ہے کہ ابو ہریرہ روایت کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو جس نے ان کو حفظ کر لیا۔ وہ داخل جنت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے۔"

صحیح مسلم میں ہے:۔

حدثنا عمرو الناقد وزھیر بن

عمرو ناقد۔ اور زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر

Marfat.com

حرب وابن ابی عمر جمیعًا عن سفیان واللفظ لعمرو۔ حدثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ان لله تسعة وتسعین اسماء من حفظها دخل الجنة والله وتر یحب الوتر۔ وفی روایت ابن ابی عمرو من احصاها دخل الجنة۔

تینوں نے ہم کو سفیان سے حدیث سنائی (اس میں لفظ عمرو ناقد کے ہیں) کہ سفیان نے ابی الزناد سے حدیث بیان کی! انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابی ہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو حفظ کر لیا۔ وہ داخل جنت ہوا۔ اللہ تو وتر ہے وتر کو اللہ دوست رکھتا ہے ابن ابی عمرو نے حفظها کی جگہ احصاها کہا تھا"

صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے۔

حدثنا محمد بن رافع نا عبد الرزاق نا معمر عن ایوب عن ابن سیرین عن ابی هریرة وعن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ان لله تسعة وتسعین اسماء مائة الا واحدا من احصاها دخل الجنة۔ وزاد همام عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه وتر یحب الوتر۔

ہم سے محمد بن رافع نے ان سے عبد الرزاق نے۔ اُن سے معمر نے حدیث بیان کی انہوں نے ایوب سے۔ اُنہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ نیز ایوب نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جس نے ان کو گن رکھا۔ وہ جنت میں پہنچا۔

ہمام کی روایت میں ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ زیادہ کیا ہے کہ اللہ وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے۔

Marfat.com

حدثنا ابن ابی عمرو نا عثمان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اِنَّ لِلّٰہِ تسعۃ وتسعین اسمًا من احصاھا دخل الجنّۃ۔

”ہم سے ابن ابی عمر و نے انہوں نے عثمان سے حدیث بیان کی کہ ابن الزناد نے اُن سے اعرج نے۔ ان سے ابی ہریرہ نے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے نام ۹۹ ہیں جس نے اُن کو گن رکھا۔ وہ داخل جنت ہوا۔“

ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس میں اسماء کی تفصیل نہیں۔ ابوالیمان نے بھی اس روایت کو شعیب ابن ابی حمزہ سے۔ انہوں نے ابی الزناد سے بیان کیا ہے۔ اسماء کا ذکر اس میں بھی نہیں۔

ترمذی کی دوسری حدیث ہے۔

حدثنا ابراھیم بن یعقوب نا صفوان بن صالح نا ولید بن مسلم نا شعیب بن ابی حمزہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰہِ تسعین وتسعۃ اسما مائۃ غیر واحدۃ من احصاھا دخل الجنّۃ وھو الذی لَآ اِلٰہ اِلَّا ھُو الرَّحمٰن الرَّحیم ..... الخ

”ہم سے ابراہیم بن یعقوب نے اُن سے صفوان بن صالح نے اُن سے ولید بن مسلم نے ان سے شعیب نے ان سے ابی الزناد نے۔ ان سے اعرج نے ان سے ابوہریرہ نے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جس نے ان کو گھیر لیا۔ وہ داخل جنت ہوا۔ وہ نام اللّٰہ، رحمٰن، رحیم..... الخ ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ صفوان بن صالح سے اس کی روایت ہم سے ایک سے زائد نے کی ہے اور ہمارے نزدیک یہ اسی صفوان ہی کے طریق سے معروف ہے۔ یہ اہل حدیث کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یہ حدیث ابی ہریرہ سے اور اور طریق سے بھی مروی ہے اور اکثر روایات میں اسماء کا ذکر نہیں آتا۔ ہاں اسی حدیث میں آیا ہے۔ اس حدیث کو معہ بیان اسماء آدم بن ابی ایاس نے بھی بیان کیا ہے۔ وہ بھی ابوہریرہ

Marfat.com

ہی سے روایت ہے۔ اسناد اور ہے لیکن وہ اسناد صحیح نہیں۔ (ترمذی جلد سوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ابن ماجہ میں ہے۔ حدثنا ھشام بن عمار نا عبد الملك بن محمد صنعانی نا ابو المنذر نا زھیر بن محمد بن التمیمی نا موسیٰ بن عقبه حدثنی عبد الرحمٰن الاعرج عن ابی ھریرۃ اِنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لله تسعة وتسعين اِسْمًا مائة الا واحدۃ انه الوتر و يحب الوتر من حفظها دخل الجنة وھی۔

"ہم سے ہشام بن عثمان نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم سے عبد المالک بن محمد نے۔ ان سے ابو المنذر نے ان سے زہیر بن محمد التیمی نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے عبد الرحمٰن اعرج نے حدیث بیان کی ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو۔ وہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا ہے جس نے ان ناموں کو حفظ کر لیا۔ وہ داخل جنت ہوا۔ وہ نام آگے بتائے گئے ہیں کہ یہ ہیں۔

ان احادیث کی رُو سے جن میں تفصیل اسماء موجود ہے۔ تین طریقے ہیں۔ جو محدثین میں مشہور ہیں۔ طریق اوّل ترمذی کا ہے اور یہی سب سے زیادہ شہرت یافتہ ہے۔ اس طریق کو محدثین کی زبان میں طریق صفوان بن صالح کہتے ہیں۔

اسی طریق کو ترمذی علیہ الرحمۃ کے سوا طبرانی و ابن حبان و ابن خزیمہ نے بھی بیان کیا ہے اور ان میں کسی قدر جو اختلافات بعض بعض اسماء کی بابت ہے وہ درج ذیل ہے۔

ترمذی	طبرانی	ابنِ حبان	ابن خزیمہ
القابض	القائم		
الباسط	الدائم		
الرّشید	الشدید		
ودود	اعلیٰ		

Marfat.com

ترمذی	طبرانی	ابن حبان	ابن خزیمہ
حکیم	مالک یوم الدین		الحاکم
مانع		الرافع	
رقیب			قریب
والی			مولی
مغنی			احد

یہ اختلاف تو صرف صفوان سے روایت کرنے والوں میں تھا۔ مگر بیہقی و ابن متدہ نے اپنی روایت ولید بن مسلم سے بیان کی ہے، جو اسی طریق میں صفوان سے اوپر کا راوی ہے۔ وہ روایت ترمذی سے صرف یک نام میں اختلاف کرتے ہیں یعنی المقیت کی جگہ المغیث بیان کرتے ہیں۔

طریق دوم زہیر بن محمد کا ہے۔ جسے ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ اس میں ترمذی کے ناموں سے زیادہ اختلاف ہے۔

طریق سوم عبدالعزیز بن حصین کا ہے جسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ یہ بعض اسماء میں ترمذی و ابن ماجہ دونوں سے مختلف ہے[ل]۔

ان طریق حدیث کو بخوبی واضح و دلنشین کرنے کی غرض سے روایان حدیث کے نام ایک شجرہ میں نمایاں کئے جاتے ہیں۔

نقشہ روایت اسماء اللہ الحسنیٰ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن سیرین	ہمام بن منبہ	اعرج						
ایوب		ابی الزناد						موسیٰ بن عقبہ
عبدالعزیز بن حصن	معمر			سفیان	شعیب بن عمرو			زہیر بن محمد
	عبدالرزاق	علی بن عبداللہ	زہیر بن حرب	عمرو الناقد	ابن ابی عمرو	ابوالیمان	ولید بن مسلم	ابوالمنذر

ل میں نے مستدرک حاکم کو خود نہیں دیکھا۔ فتح الباری سے جسقدر سمجھا گیا ہے وہ درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

							صفوان بن صالح ابراہیم بن یعقوب	عبدالملک بن محمد ہشام بن عثمان
حاکم و مستدرک	امام مسلم	امام بخاری	امام مسلم	امام مسلم	امام ترمذی	امام ترمذی	امام ترمذی	امام ابن ماجہ
روایت نمبر ۱ مع تفصیل	روایت نمبر ۶ بلا تفصیل	روایت نمبر ۱ بلا تفصیل	روایت نمبر ۳،۲ بلا تفصیل	روایت نمبر ۴ بلا تفصیل	روایت نمبر ۵ بلا تفصیل	روایت نمبر ۷ بلا تفصیل	روایت نمبر ۸ مع تفصیل	روایت نمبر ۹ مع تفصیل

محمد سلیمان کان اللہ لہٗ

ہر سہ طرق روایات اور اسماء مبیّنہ پر غور کرنے کے بعد ایک متحقق متجسّس بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اسماء حسنیٰ کی تعیین و تفصیل۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ غالباً اسے بھی ایسے ہی مصالح دینیہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جیسے لیلۃ القدر کی تاریخ یا یوم الجمعہ کی ساعت مقبولہ کو ترک کیا گیا۔

علماء کرام نے اپنے اپنے فہم و علم سے۔ ان اسماء کو قرآن پاک کے بحر ذخّار لآلی شاہوار کی طرح نکال لیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے (فتح الباری جزء ۲۶ من صحیح البخاری صفحہ ۱۸ مطبوعہ انصاری دہلی) تحریر فرما دیا ہے کہ تعیین اسماء مُدرج ہے۔ ابن العربی اور ابو الحسن قابسی نے بھی ایسے ہی اقوال درج کئے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر جزء رابع مطبوعہ بولاق مصر ۱۲۷۱ھ چند ائمہ سے یہی ثابت کیا ہے کہ اسماء کو اہل علم نے فراہم کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ابو زید لغوی نے اسماء حسنیٰ کا استخراج قرآن مجید سے کیا۔ پھر اس فہرست میں امام سفیان بن عیینہ نے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایزادی فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے ہر ایک سورۂ قرآنیہ کے پتہ سے اسماء مستخرجہ کا اندراج کیا ہے اور پھر خود ہی ایک فہرست اسماء پیش کر دی ہے۔ ذیل میں ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے جو ان جملہ روایات و استخراجات کی حالت ہیئت مجموعی ظاہر کرے گا۔

Marfat.com

نقشہ انتخاب اسماء اللہ الحسنیٰ بجمع روایات

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابو زید لغوی	امام ابو سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۱	اللہ الذی لا الہ الا ھو	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
۲	الرحمٰن	رحمٰن	رحمٰن	رحمٰن	رحمٰن	رحمٰن	رحمٰن
۳	الرحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم
۴	الملک	ملک	ملک			ملک	ملک
۵	القدوس		قدوس	قدوس	قدوس	قدوس	قدوس
۶	السلام	سلام	سلام	سلام	سلام	سلام	سلام
۷	المومن	مومن	مومن	مومن	مومن	مومن	مومن
۸	المھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن
۹	العزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز
۱۰	الجبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار
۱۱	المتکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر
۱۲	الخالق	خالق	خالق	خالق	خالق	خالق	خالق
۱۳	الباری	باری	باری	باری	باری	باری	باری
۱۴	المصوّر	مصوّر	مصوّر	مصوّر	مصوّر	مصوّر	مصوّر
۱۵	الغفّار		غفّار	غفّار	غفّار	غفّار	غفّار
۱۶	القہّار						قہّار
۱۷	الوہاب	وہاب		وہاب	وہاب	وہاب	وہاب
۱۸	الرزّاق	رزّاق		رزاق	رزاق	رزاق	رزاق

Marfat.com

نمبرشمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید بغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۱۹	الفتاح			فتاح	فتاح	فتاح	فتاح
۲۰	العلیم	علیم		علیم	علیم	علیم	علیم
۲۱	القابض	قابض		قابض	قابض	قابض	
۲۲	الباسط	باسط		باسط	باسط	باسط	
۲۳	الخافض	خافض					
۲۴	الرافع	رافع					
۲۵	المعز	معز					
۲۶	المذلّ	مذل					
۲۷	السمیع	سمیع		سمیع	سمیع	سمیع	سمیع
۲۸	البصیر	بصیر		بصیر	بصیر	بصیر	بصیر
۲۹	الحکم						الحکم
۳۰							
۳۱	اللطیف	لطیف	لطیف		لطیف	لطیف	لطیف
۳۲	خبیر	خبیر	خبیر	خبیر	خبیر	خبیر	خبیر
۳۳	حلیم	حلیم		حلیم	حلیم	حلیم	حلیم
۳۴	عظیم	عظیم	عظیم	عظیم	عظیم	عظیم	عظیم
۳۵	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور
۳۶	شکور	شکور	شکور				شکور
۳۷	علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی
۳۸	کبیر		کبیر	کبیر	کبیر	کبیر	کبیر

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۳۹	حفیظ		حفیظ	حفیظ	حفیظ	حفیظ	حفیظ
۴۰	مقیت		مقیت	مقیت	مقیت	مقیت	مقیت
۴۱	حسیب		حسیب	حسیب	حسیب	حسیب	حسیب
۴۲	جلیل	جلیل	جلیل				
۴۳	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم
۴۴	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب
۴۵	مجیب	مجیب		مجیب	مجیب	مجیب	مجیب
۴۶	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع
۴۷	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم
۴۸	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود
۴۹	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید
۵۰	باعث	باعث	باعث			باعث	
۵۱	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید
۵۲	حق	حق	حق	حق	حق	حق	حق
۵۳	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل
۵۴	قوی	قوی				قوی	قوی
۵۵	متین	ذوالقوۃ المتین	متین	متین	متین	متین	متین
۵۶	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی
۵۷	حمید		حمید	حمید	حمید	حمید	حمید
۵۸	محصی		محصی				

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابو زید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۵۹	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	
۶۰	معید	معید	معید	معید	معید	معید	
۶۱	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی
۶۲	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت
۶۳	الحیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ
۶۴	القیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم
۶۵	الواجد	واجد					
۶۶	الماجد	ماجد					
۶۷	الواحد	واحد	واحد	واحد	واحد	واحد	واحد
۶۸	الصمد	صمد	صمد	صمد	صمد	صمد	صمد
۶۹	القادر	قادر	قادر	قادر	قادر	قادر	قادر
۷۰	المقتدر		مقتدر	مقتدر	مقتدر	مقتدر	مقتدر
۷۱	المقدّم		مقدّم				
۷۲	المؤخّر		موخّر				
۷۳	الاوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل
۷۴	الآخر	اخر	اخر	اخر	اخر	اخر	اخر
۷۵	الظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر
۷۶	الباطن	باطن	باطن	باطن	یاطن	باطن	باطن
۷۷	الوّالی	والی					
۷۸	المتعالی	متعال	متعالی	متعال	منعال	متعال	متعال

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۷۹	البرّ	بار	بر	بر	بر	بر	بر
۸۰	التوّاب	توّاب	توّاب	توّاب	توّاب	توّاب	توّاب
۸۱	المنتقم		منتقم				منتقم
۸۲	العفوّ	عفوّ	عفوّ		عفوّ	عفوّ	عفوّ
۸۳	الرؤوف	رؤوف	رؤوف	رؤوف	رؤوف	رؤوف	رؤوف
۸۴	مالک الملک		مالک الملک	مالک	مالک	مالک	مالک
۸۵	ذوالجلال والاکرام			ذوالجلال والاکرام	ذوالجلال والاکرام	ذوالجلال والاکرام	
۸۶	المقسط	مقسط					
۸۷	الجامع	جامع					جامع
۸۸	الغنی	غنی		غنی	غنی	غنی	غنی
۸۹	المغنی		المغنی				
۹۰	المانع	مانع					
۹۱	الضار	ضار					
۹۲	النافع	نافع					
۹۳	النور	نور			نور	نور	نور
۹۴	الهادی	هادی		هاد	هاد	هاد	هادی
۹۵	البدیع			بدیع	بدیع	بدیع	بدیع
۹۶	الباقی	باقی		باقی	باقی	باقی	
۹۷	الوارث	وارث	وارث	وارث	وارث	وارث	وارث
۹۸	الرّشید	راشد					
۹۹	الصبور						

Marfat.com

نقشہ دوم

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عینیہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۱		رب		رب	رب	رب	رب
۲		رازق					
۳		کافی	کافی	کاف	کاف	کاف	کافی
۴		قاہر	قاہر	قاہر	قاہر	قاہر	قاہر
۵		ناظر					
۶		صادق	صادق	صادق	صادق	صادق	
۷		جمیل	جمیل				
۸		فاطر	فاطر	فاطر	فاطر	فاطر	فاطر
۹		برہان	برہان			برہان	
۱۰		شدید	شدید		شدید	شدید	شدید
۱۱		قریب			قریب	قریب	قریب
۱۲		قائم		قائم	قائم	قائم	قائم
۱۳		واقی	واقی				
۱۴		المنیر					
۱۵		حافظ	حافظ				حافظ
۱۶		القدیم					
۱۷		سامع					
۱۸		معطی					
۱۹		تام					
۲۰		عالم	عالم	عالم	عالم	عالم	عالم

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۲۱		احد	احد	احد	احد	احد	احد
۲۲		ابد					
۲۳		وِتر				وِتر	
۲۴			حنّان				
۲۵			منّان	منّان	منّان	منّان	
۲۶			کفیل				کفیل
۲۷			محیط	محیط	محیط	محیط	محیط
۲۸			رقیع			رفیع	رفیع
۲۹			شاکر	شاکر	شاکر	شاکر	شاکر
۳۰			اکرم				اکرم
۳۱			قدیر	قدیر	قدیر	قدیر	قدیر
۳۲			خلاق	خلاق	خلاق	خلاق	خلاق
۳۳			فاتح				
۳۴			مُثیب				
۳۵			عَلّام				
۳۶			مَولیٰ	نعم المولیٰ	نعم المولیٰ	نعم المولیٰ	مولیٰ
۳۷			نصیر		نصیر	نصیر	نصیر
۳۸			ذوالطول	ذوالطول	ذوالطول	ذوالطول	
۳۹			ذوالمعارج				
۴۰			ذوالفضل				

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۴۱			مبین	مبین	مبین	مبین	مبین
۴۲			الله		الله	الله	الله
۴۳			مدبر				
۴۴			فرد			فرد	
۴۵				فعال لمایرید	فعال لمایرید	فعال لمایرید	فعال لمایرید
۴۶						سریع	
۴۷						متفضل	
۴۸				غافر	غافر	غافر	غافر
۴۹				قابل	قابل	قابل	
۵۰					ملیك	ملیك	ملیك
۵۱						رب المشرقین ورب المغربین	
۵۲						معین	
۵۳							حاکم
۵۴							غالب
۵۵							اعلےٰ
۵۶							حفی
۵۷						المنعم	المستعان

جل جلالہ اس نقشہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ مختلف طرق میں جو نام بیان ہوئے ہیں ان کا شمار ۱۵۸ ہے اور اُن میں سے آٹھ نام (۱) مالك الملك (۲) ذوالجلال والاکرام (۳) ذوالقوۃ (۴) ذوالطول (۵) ذوالمعارج (۶) ذوالفضل (۷) فعال لمایرید

Marfat.com

(۸) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مرکب نام ہیں باقی ۱۵۰ مفرد ہیں۔

انہی اسماء میں سے ۹۹ ناموں کا اندراج معہ شرح باب اول میں کیا گیا ہے اور باقی کا اندراج باب دوم و سوم میں معہ مزید تحقیقات ہے۔

فصل

غالباً یہ امر ناظرین کے لئے حل طلب ہے کہ ان علماء عظام میں تعیین اسماء و اعلام کے تعلق اس قدر اختلاف کیوں ہوا۔ خصوصاً جبکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جس اسم کو ایک امام نے نہیں لیا۔ وہ اس سے کم نہیں جن کو لیا گیا ہے۔ اس بارہ میں اصل تو مذاق انتخاب ہے لیکن بعد ازاں یہ بھی ہے کہ جب چند اسماء کی اصل ایک ہی مادہ سے تھی تو ان میں سے ایک نے ایک اسم کو لیا، دوسرے کے لینے سے خود کو مستغنی سمجھا۔ مثلاً ترمذی نے مالک الملک لیا ہے اور ملیک کو نہیں۔ تو اس روایت کے راوی اوّل نے مالک الملک اور ملیک کو ہم معنی قرار دیا۔ ترمذی میں قہار موجود ہے اور اس نے قاھر کو روایت میں نہیں لیا۔ جبکہ ابن ماجہ و حاکم و ابو زید و امام ابن عینیہ و امام جعفر صادق نے قاھر کو لے کر پھر قہار کو نہیں لیا۔ ترمذی نے فتاح بیان کیا اور حاکم نے فاتح ترمذی نے رافع بیان کیا اور رفیع نہیں لیکن دیگر تینں ائمہ نے رفیع بیان کیا ہے رافع نہیں۔ ترمذی نے رزاق بیان کیا۔ رازق نہیں۔ مگر ابن ماجہ نے رزاق اور رازق دونوں کو بیان کیا۔ ترمذی نے علم سے اسم علیم بیان کیا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ نے علیم کو مستقل اسم قرار دیا۔

ترمذی و ابن ماجہ و حاکم اسم شکور روایت کرتے ہیں اور ابو زید و ابن عینیہ و امام جعفر صادق صرف اسم شاکر حاکم و ابن حجر شاکر اور شکور دونوں کو جُدا گانہ لیتے ہیں۔

ترمذی نے غفار کے بعد غافر کو اور حفیظ کے بعد حافظ کو نکریم

Marfat.com

کے بعد اکرم کو، علی کے بعد اعلیٰ کو، خالق کے بعد خلاق کو، قادر کے بعد قدیر کو غالباً اسی لئے چھوڑا۔

حکیم دونوں معنے میں مستعمل ہے۔ صاحب حُکم و صاحب حکمت۔ ترمذی نے غالباً حاکم کو (جسے ابن حجر نے لیا ہے) اسی لئے چھوڑ دیا تھا لیکن یہ وہ اصول ہے جس پر کلیتہً نہ کسی نے عمل کیا اور نہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً رحمٰن و رحیم دونوں کا مصدر ایک ہے۔ مگر سب نے ان کو دو جداگانہ اسم ہی شمار کیا ہے خالق، البارئ، المصور معنے خالقیت میں سب مشترک و متحد ہیں۔ تاہم یہ اسماء علیحدہ علیحدہ تین شمار ہوئے ہیں۔ تو ترمذی نے بھی غفور اور غفار کو دو اسم ہی شمار کیا ہے اس کے بعد ان اسماء میں بھی اختلاف ہوا۔ جو مفرد حالت میں نہیں بلکہ باضافت مستعمل ہوئے ہیں۔

ترمذی نے جامع اور بدیع کا استعمال بحالت مفرد کیا ہے جامع تو جامع الناس لیوم لا ریب فیہ سے ہے اور بدیع، بدیع السمٰوٰت والارض سے ہے۔ اسی اصول پر ترمذی و ابوزید کے سوا دیگر ائمہ نے شدید العقاب سے شدید، اور ابوزید و امام ابن عیینہ و امام جعفر صادق نے قابل التوب سے قابل اور بجز ترمذی دیگر ائمہ نے عالم الغیب سے عالم بھی لیا ہے۔ اسمائے مشتقہ کے بارہ میں یہی ہوا۔

ترمذی کی روایت میں منتقم ہے۔ جو ذوانتقام سے بنا ہے۔ ابوزید و امام ابن عیینہ و امام جعفر صادق نے اسے اسم نہیں قرار دیا۔ ترمذی نے قَآئِمًا بِالْقِسْطِ سے مُقسِط بنایا ہے۔ ابن ماجہ کے سوا اور کوئی اس اسم سے متفق نہیں۔

ترمذی نے ذوالجلال سے جلیل بنایا ہے۔ ابن ماجہ و حاکم کا بھی اتفاق ہے دیگر ائمہ نے اس اسم کا استخراج نہیں کیا۔ ترمذی نے جلیل کے علاوہ ذوالجلال والاکرام کو علیحدہ اسم قرار دیا۔ مگر ابن ماجہ و حاکم اسے علیحدہ اسم شمار نہیں کرتے۔ البتہ جن ائمہ نے جلیل کو اسم شمار نہ کیا تھا۔ انہوں نے ذوالجلال والاکرام کو بطور اسم ضرور شمار کیا۔

ترمذی نے اسم باقی کو وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ سے نکالا۔ چہار ائمہ دیگر بھی متفق ہیں مگر حاکم و ابن حجر اسے نہیں لیتے۔ ان جملہ وجوہات کے بعد یہ بھی ہوا کہ بعض

Marfat.com

روایات میں نہایت مشہور اسم بھی رہ گئے۔ ترمذی میں اسم رب اور احد کی روایت نہیں ہوئی۔ گو بعض متاخرین میں سے کسی نے رب اور کسی نے احد کو اس روایت میں شامل بھی کر دیا ہے۔ ابن ماجہ میں اسم قدوس فتاح و غفار و کبیر و حمید و المقتدر جیسے نام رہ گئے۔

روایت حاکم میں سمیع و بصیر، حلیم، غنی جیسے مشہور اسماء نہیں ہیں۔ اب ان جملہ ائمہ عظام کی مساعی جمیلہ ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک اسم کو جو کسی روایت میں آ چکا ہے یا امام کا استخراج کردہ ہے۔ فرد سے باہر رکھنا ہمارے لئے دشوار ہے۔ پس تے جملہ روایات سے استفادہ کرتے ہوئے اور غور کرتے ہوئے ان سے منفرد اسمائے پاک کی فہرست تو دو ز نام کی تیار کر لی ہے اور ان کی شرح باب اول میں ہے۔

اس فہرست میں جو اسمائے پاک درج نہیں ہوئے وہ باب دوم میں درج شدہ ہیں، اور اس طرح ناظرین کو ان جملہ اسمائے پاک سے اور ان کے معانی سے آگاہی ہو جائے گی۔ جن جن کو ائمہ دین نے بیان کیا ہے۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فِی الْاُولٰی وَالْاٰخِرَۃِ ؕ

Marfat.com

نقشہ نود و نہ نام پاک اللہ عزوجل مندرجہ باب اول

حوالہ آیت قرآنیہ	اسم پاک	نمبر شمار
اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا (طٰہٰ)	اَللّٰہُ	۱
رَحْمٰنِ الرَّحِیْم (فاتحہ)	رَحْمٰن	۲
ایضاً	رَحِیْم	۳
اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ	اَلْمَلِکُ	۴
اَلْمُتَکَبِّر (سورۃ حشر)	اَلْقُدُّوْس	۵
ایضاً	اَلسَّلَام	۶
ایضاً	اَلْمُؤْمِن	۷
ایضاً	اَلْمُهَیْمِن	۸
ایضاً	اَلْعَزِیْز	۹
ایضاً	اَلْجَبَّار	۱۰
ایضاً	اَلْمُتَکَبِّر	۱۱
اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّر (سورۃ حشر)	اَلْخَالِق	۱۲
ایضاً	اَلْبَارِئُ	۱۳
ایضاً	اَلْمُصَوِّر	۱۴
وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ (طٰہٰ)	اَلْغَفَّار	۱۵
وَاحِدُ الْقَهَّار (یوسف)	اَلْقَهَّار	۱۶
اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب (آل عمران)	اَلْوَهَّاب	۱۷
اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاق (الذّٰریٰت)	اَلرَّزَّاق	۱۸
وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْم (السباء)	اَلْفَتَّاح	۱۹
اَیْضاً	اَلْعَلِیْم	۲۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۲۱	اَلسَّمِیْعُ	اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (المومن)
۲۲	اَلْبَصِیْرُ	ایضاً
۲۳	اَللَّطِیْفُ	وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (النساء)
۲۴	اَلْخَبِیْرُ	ایضاً
۲۵	اَلْحَلِیْمُ	اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (اسرائیل)
۲۶	اَلْعَظِیْمُ	وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (آیت الکرسی)
۲۷	اَلْغَفُوْرُ	اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ (فاطر)
۲۸	اَلشَّکُوْرُ	ایضاً
۲۹	اَلْعَلِیُّ	وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (آیت الکرسی)
۳۰	اَلْکَبِیْرُ	عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ (رعد)
۳۱	اَلْحَفِیْظُ	اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (ھود)
۳۲	اَلْمُقِیْتُ	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (نساء)
۳۳	اَلْحَسِیْبُ	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (نساء)
۳۴	اَلْکَرِیْمُ	اِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ (نمل)
۳۵	اَلرَّقِیْبُ	اِنَّ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَانَ رَقِیْبًا (نساء)
۳۶	اَلْقَرِیْبُ	اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (ھود)
۳۷	اَلْمُجِیْبُ	ایضاً
۳۸	اَلْوَاسِعُ	اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرہ)
۳۹	اَلْحَکِیْمُ	اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (نمل)
۴۰	اَلْوَدُوْدُ	وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (بروج)

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۴۱	المجید	اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (هُود)
۴۲	الشّہید	اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْد (حج)
۴۳	الحق	اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْن (نُور)
۴۴	الوکیل	وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا (بنی اسرائیل)
۴۵	القویّ	وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْز (شُورٰی)
۴۶	المتین	ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْن (الذّٰریات)
۴۷	الولی	وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْد (شُورٰی)
۴۸	الحمید	ایضاً
۴۹	الحیّ	اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم (آل عمران)
۵۰	القیّوم	ایضاً
۵۱	الواحد	الْوَاحِدُ الْقَهَّار (صٓ)
۵۲	الاحد	قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص)
۵۳	الصمد	اَللّٰهُ الصَّمَد (اخلاص)
۵۴	القادر	هُوَ الْقَادِرُ (الانعام)
۵۵	المقتدر	عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر)
۵۶	الاوّل	هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید)
۵۷	الآخر	ایضاً
۵۸	الظاهر	ایضاً
۵۹	الباطن	ایضاً
۶۰	الوالی	مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (رعد)

Marfat.com

حوالہ آیت قرآنیہ	اسم پاک	نمبر شمار
کبیر المتعال (رعد)	اَلْمُتَعَالِیْ	۶۱
البر الرحیم (طور)	اَلْبَرُّ	۶۲
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرہ)	اَلتَّوَّابُ	۶۳
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (نساء)	اَلْعَفُوُّ	۶۴
اِنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (نور)	اَلرَّءُوْفُ	۶۵
اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ (آل عمران)	اَلْجَامِعُ	۶۶
وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ (البقرہ)	اَلْغَنِیُّ	۶۷
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور)	اَلنُّوْرُ	۶۸
وَکَفٰی بِرَبِّکَ هَادِیًا وَّنَصِیْرًا (الفرقان)	اَلْهَادِیْ	۶۹
بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام)	اَلْبَدِیْعُ	۷۰
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرہ)	اَلرَّبُّ	۷۱
اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (نور)	اَلْمُبِیْنُ	۷۲
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (النحل)	اَلْقَدِیْرُ	۷۳
فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا (یوسف)	اَلْحَافِظُ	۷۴
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا (النحل)	اَلْکَفِیْلُ	۷۵
فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ (البقرہ)	اَلشَّاکِرُ	۷۶
وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ (العلق)	الاکرم	۷۷
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (الاعلیٰ)	اَلْاَعْلٰی	۷۸
وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (یٰس)	اَلْخَلَّاقُ	۷۹
وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (الانعام)	اَلْمَوْلٰی	۸۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۸۱	اَلنَّصِیْرُ	وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (النساء)
۸۲	اِلٰہ	اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الکہف)
۸۳	اَلْعَلَّامُ	اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (المائدہ)
۸۴	اَلْقَاهِرُ	وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (انعام)
۸۵	اَلْغَافِرُ	غَافِرِ الذَّنْبِ (المومن)
۸۶	اَلْفَاطِرُ	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام وملائکہ)
۸۷	اَلْمَلِيْكُ	عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر)
۸۸	اَلْحَفِیُّ	اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (مریم)
۸۹	اَلْمُحِيْطُ	اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (فصلت)
۹۰	اَلْمُسْتَعَانُ	وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (انبیاء)
۹۱	اَلرَّفِيْعُ	رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ (مومن)
۹۲	اَلْكَافِیْ	اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (زمر)
۹۳	اَلْغَالِبُ	وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (یوسف)
۹۴	اَلْمَنَّانُ	مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران ع ۱۷)
۹۵	اَلْجَلِيْلُ	ذُو الْجَلَالِ (رحمٰن)
۹۶	اَلْمُحْیِیْ	اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى (الروم)
۹۷	اَلْمُمِيْتُ	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (اعراف)
۹۸	اَلْوَارِثُ	وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِيْنَ (القصص)
۹۹	اَلْبَاعِثُ	اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ
۱۰۰	اَلْبَاقِیْ	وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ (رحمٰن)

Marfat.com

آغازِ شرح سے پیشتر معنے الفاظ حدیث بھی گزارش کئے جاتے ہیں۔ سنن ترمذی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ:۔ "اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو گھیر لیا۔ وہ جنت میں داخل ہوا"۔

شرح لِلّٰهِ کے فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ اسم پاک اَللّٰه کے سوا ۹۹ نام اور ہیں جو اسی اسم ذات کی طرف مضاف ہیں۔ یا یہ معنی یہ قرین قیاس ہے کہ ۹۹ کا شمار اسم اَللّٰه کے علاوہ ہو۔ اور یہ اسم اپنی شمولیت کے بعد شمار کو پورا سو بنا دیتا ہو۔ یہی معنی رائج ہیں۔

اِسْمًا ــــ لفظ اسم کو سمو سے بنایا گیا ہے سمو کے معنی ہر چیز کی بلندی۔ برتری۔ وہ اونچی اور چوٹی کی علامت جس سے وہ چیز دیگر اشیا سے ممیز ہوتی، برتر ہوتی۔ علیحدہ شمار میں آتی ہے۔ چونکہ تعین اسم کے فوائد اور اغراض یہی ہیں۔ اس لئے نام کو اسم کہا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی میں جو لفظ حُسْنٰی لفظ کے ساتھ ہے یہ اَحْسَنُ کی جمع ہے۔

اَحْصَاهَا کے معنی علماء نے متعدد بیان کئے ہیں۔ اکثر نے ان کے معنی حَفِظَهَا بتلائے کیونکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اَحْصَاهَا کی جگہ حَفِظَهَا وارد ہوا ہے۔ اس ترجمہ کے بعد بھی اس کے معنی متعدد ہیں۔ اس معنی کی تردید کی گئی ہے کہ صرف نوک زبان یاد کر لینا ہی لفظ اَحْصَاهَا کے مقصد کو پورا کر دیتا ہے۔

فتح الباری میں ہے:۔

(۱) اَحْصَا کے معنی یہ ہیں کہ دعا مانگنے والا صرف چند اسماء پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ جملہ اسماء کو پڑھ کر دعا مانگا کرے۔

(۲) ان اسماء کے حقوق پر قیام اور ان کی مقتضی پر عمل کرنا مراد ہے۔ مثلاً رازق کہے تو اللہ تعالیٰ کی رزق رسانی پر بھی اعتبار کرے۔

(۳) اَحْصَاهَا سے مراد۔ معانی اسماء کا بخوبی سمجھ لینا ہے۔ محاورہ ہے فُلَانٌ ذُوْحَصَاةٍ

Marfat.com

یعنی فلاں شخص صاحبِ عقل و ہوش ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے خواہ کوئی بھی صورت ہو۔ صحت نیت کے بعد ہر ایک صورت بندہ کو جنّت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۴) اَحْصَاھَا کے معنی معرفت ہیں۔ کیونکہ جو ان اسماء کا عارف ہو گا۔ وہ مومن ہو گا۔ جو مومن ہو گا، وہ جنت ہی میں جائے گا۔ معرفت میں اعتقاد کو شامل سمجھو۔ مثلاً جو دہریہ ہے۔ اُسے اسم خالق پر اعتقاد نہیں اور جو صرف فلسفی ہے۔ اسے اسم قادر کے معنی پر یقین نہیں۔

(۵) اَحْصَاھَا کے معنی عمل کرنا ہیں۔ مثلاً جو اللہ تعالیٰ کو حکیم سمجھتا ہے۔ وہ اس کے جملہ احکام کا بحسب حکمت ہونا بھی تسلیم کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو قدوس جانتا ہے وہ اُسے جُملہ نقائص سے منزہ و پاک بھی اعتقاد کرتا ہے۔ ابوالوفا ابن عقیل نے انہی معنی کو تسلیم کیا ہے۔

(۶) ابن ابطال کا قول ہے کہ طریق عمل کے معنی یہ ہیں کہ بعض اسماء تو وہ ہیں جن کی صفات کا اقتداء ہو سکتا ہے مثلاً رحیم و کریم کہ ان صفات پر بندہ خود کو بھی خوگر بنا سکتا ہے۔ اور بعض صفات وہ ہیں جن کا اقتدا ممکن نہیں۔ مثلاً جبار و عظیم وغیرہ۔ ایسے اسماء کے متعلق طریق عمل یہ ہے کہ ان صفات کو اللہ تعالیٰ سے خاص سمجھے۔ ان کا اقرار کرے اور خضوع و خشوع اختیار کرے۔ جن اسماء سے وعدۂ نعمت ملتا ہو، اُن میں طمع و رغبت پیدا کرے اور جن اسماء میں وعید ہو اس جگہ خوف و خشیت کو لازم احوال بنائے حفظ اور اَحْصَاھَا کے معنی یہی ہیں[۱]۔ اب شرح اسماء شروع کی جاتی ہے۔

---

[۱] فتح الباری ج ۲۶ ص ۲۷

Marfat.com

باب اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
وَ اُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۝

۱
اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ

اسم علم ہے اور ذات سبحانی کے لئے خاص الخاص ہے۔ علماء راسخین کا قول ہے کہ یہ اسم کسی سے مشتق نہیں۔ قوی مذہب یہی ہے بعض نے اسے مشتق بتایا ہے۔ پھر اختلاف ہے کہ کس مصدر سے مشتق ہے۔ تفسیر کبیر نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

اوّل ـــــ اَلِھۡتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے اسکے معنی سَکَنۡتُ اِلٰی فُلَانٍ ہیں۔
یعنی اَللّٰہُ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے۔
اَللّٰہُ وہ ہے جو آرام دلِ عارفین ہے۔
اَللّٰہُ وہ ہے جو تسکینِ قلب مضطرین ہے۔
اَللّٰہُ وہ ہے کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡب سے اس کی شان واضح ہوتی ہے۔

دوم ـــــ اَلۡہُ وَلَہٗ سے مشتق ہے جس کے معنٰی وارفتگی کے ہیں۔ یعنی:
اَللّٰہُ وہ ہے کہ قلب اس کا والہ و شیدا ہے۔
اَللّٰہُ وہ ہے کہ ارواحِ پاک اس کی شیفتہ و فریفتہ ہیں۔
اَللّٰہُ وہ ہے کہ ادراک مخلوقات حیرت و دربودگی پر منتہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

عرفان اپنی شناخت میں اپنے نقصان کا اقراری ہوتا ہے اور یہی معرفت نقصان اُسے بلندترین علم و عرفان تک پہنچاتا ہے۔

سوم — اَلہَ لَاہَ سے مشتق ہے جس کے معنی بلند شان ہیں۔

اَللّٰہُ وہ ہے جو لوازمات مادہ سے برتر و اعلیٰ ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جو زمان و مکان کے احاطہ سے ارفع و بلند ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جو ذوی العقول کے وہم و گمان، فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

چہارم — لَاہَ یَلُوْہُ لَاھُبًا سے مشتق ہے جس کے معنی احتجاب ہیں۔ یعنی۔

اَللّٰہُ وہ ہے جس کی ذات عقول سے محجوب ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جس کے نور کا انکشاف ارواح نوریہ کے لئے ستر کبریٰ ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جس کا کمال ہی ناقصین کے لئے حجاب ہے۔

پنجم — اَلہَ اَلفَصِیْل سے بنا ہے۔ یعنی بچہ کا اپنی ماں کی طرف احتجاج مند ہونا۔ یعنی:

اَللّٰہُ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔

اَللّٰہُ وہ ہے کہ آفات و مصائب میں اُسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے کہ تضرع و الحاح ہی کے ذریعہ سے ہماری رسائی اس کی آستان تک ہو سکتی ہے۔

ششم — اَلہَ اَلہُ (سمع) سے بنا ہے۔ محاورہ ہے اَلہَ عَلٰی فُلَانٍ اس سے ڈرتا رہا۔ اَلہَ اِلَہُ اس کی پناہ ڈھونڈھی۔ یعنی،

اَللّٰہُ وہ ہے جو خوف و ہراس کے وقت بندوں کی پناہ ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جو تمام عالم کی تکیہ گاہ ہے۔

اَللّٰہُ وہ ہے جس کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعدا کی دستبرد سے محفوظ ہے ہاں لفظ اَللّٰہُ کی ترکیب لفظی پر غور کرو۔

اَللّٰہُ کا حرف ہمزہ نہ لکھا جائے تو لِلّٰہ پڑھا جاتا ہے جس کے معنی یہ

Marfat.com

ہیں کہ ہر ایک شے اَللّٰہ ہی کی مِلک ہے۔ قرآن پاک میں ہے لِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لِلّٰہ سے ایک ل کم ہو جائے تو لَہٗ رہ جاوے گا۔ جس کا تلفظ ھُوْ ہے۔ یہ حرف

واحد بھی، اسی وَاحِدُ الْاَحَد کی ذاتِ وحید پر دال ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے، قُلْ

ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور دوسرے مقام پہ ہے ھُوَالْحَیُّ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوْ۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کی تعیین میں اسی اسم خاص کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہِ طور پہ کلمات الٰہی میں عرفان تام عطا ہوا تھا۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا ۔"حق یہ ہے کہ میں ہی تو اَللّٰہ ہوں اور کوئی بھی معبود نہیں۔ میں ہی ہوں"

کلام الٰہی کے اس فقرہ کو بار بار قلب پر پیش کرو کہ تحقیق و تصدیق کے مرتبۂ اعلیٰ پر ہے۔ مقام نفی و اثبات میں بھی اسی اسم کا اثبات ہوتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یعنی ہر ایک شے جس کا اِلٰـہ ہونا کبھی مشرکین نے گمان کیا ہو۔

ہر ایک معبودِ باطل جسے بطور معبود پکارا گیا ہو یا پرستش کیا گیا ہو۔

ہر شے جو انسان کے دل پر تسلّط کر لینے والی ہے۔

ہر شے جس کی محبت دیگر انواع محبّت پر غالب آسکتی ہے۔

ہر شے جو انسان کی منتہائے آرزو بن سکتی ہے۔

ہر شے جس کی نسبت کسی کمال ذاتی کا وہم و گمان کیا جا سکتا ہے۔

ہر وہم و گمان جو کمال غیر کا توہّم پیدا کرنے والا ہے۔

اِن سب کی نفی کلی کر دی جاتی ہے۔ سب کو خنجرِ لَا سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اِثبات صرف اسم اَللّٰہ کا ہوتا ہے۔ ثبوت و اثبات میں فرقِ عظیم ہے۔ وہ جو بذات خود ثابت و حق ہے۔ ذرہ فانی اس کا اثبات نہیں کر سکتا۔

اثبات کے معنی تو وہ نسبت صحیحہ و عظیمہ ہیں۔ جو قلب مومن کو اس اسم ذات کے ساتھ قائم و دائم ہو جانی چاہیئے۔

کلمہ توحید پر نگاہ ڈالو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حرف پر تدبر کرو کہ سارے کلمہ میں کوئی

Marfat.com

بھی زائد حرف موجود نہیں - وہی حروف ہیں۔ جو اسمِ ذات اَللّٰہ کے اندر موجود ہیں۔ انہی کی ترکیب کلمہ توحید کو بنادیتی ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَر حفاظتِ توحید خالص کے لئے کس قدر اہتمام ہے اور غیرت الٰہیّہ کس قدر غیریت سے برتر واقع ہوئی ہے۔

یاد رکھیئے کہ اسمِ اَللّٰہ اختصاص وجود کو مبرہن کرتا ہے اور اسی کا عین حقیقت ہونا آشکارا کرتا ہے۔ باقی سب ممکن الوجود ہیں اور ان سب کا ہست ہونا محض اضافی ہے وہ مخلوق جو عدم اوّل اور عدم آخر سے محیط ہے۔ وہ مخلوق جس کی ہستی موجودہ میں بھی فنا ہر وقت وہراں کام کر رہی ہے وہ مخلوق جو لقمۂ ہلاکت ہے۔ دراصل حقیقت وجوب وجود سے قطعاً عاری ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو احد اور واحد ہے۔ اس کی ذات کے سوا ہر شے کا وجود مرکب ہے اور ہر شے کا ظہور ترکیب کا نتیجہ ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کے سوا اور کسی کو الوہیت کا شائبہ بھی حاصل نہیں۔

اَللّٰہ ہی ہے جو دین خالص کا مالک ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو محبّت خالص کا شایان ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزائن اُس کے قبضہ میں ہیں۔

اَللّٰہ ہی ہے جسے ارض وسما کی وراثت حاصل ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو دلوں کی چھپی ہوئی اور سینوں میں ڈھکی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو تحت ثری اور فوق ثریا کے غیوب کا عالم ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو آسمانوں سے مینہ برساتا اور زمین سے دانہ اُگاتا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کی تسبیح وتحمید میں ہر شے لگی ہوئی ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو ہر شے کی مقتضائے طبع کو جانتا ہے اور اس کی تکمیل کا سامان فرماتا ہے۔

Marfat.com

اَللہ ہی ہے جو نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔

اَللہ ہی ہے جو خاکی بندوں کو نوری پیکروں سے بڑھ کر کمال بخشتا ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے اس کی وِلا حاصل ہوتی ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ صبر و احسان سے اس کی معیت نشو و نما پاتی ہے۔

اَللہ ہی ہے جو توبہ کرنے والوں۔ توکل کرنیوالوں۔ عدل کرنے والوں اہلِ صدق و اہلِ اخلاق سے محبت کرتا ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ مومن بچہ کی زبان اسی کے نام پر کھلتی ہے اور با ایمان انسان کے لب اسی کو دہراتے بند ہوتے ہیں۔

اَللہ ہی ہے کہ اُس کے لئے سجدہ ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ اسی کے نام کے لئے قسم ہے۔

اَللہ ہی ہے جو قلوب کا مطلوب ہے۔

اَللہ ہی ہے جو ارواح کی جان ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ ہر مومن کا دل اس کی جانب مضطر و بے قرار ہے۔

اَللہ ہی ہے جو دعاؤں کو سُنتا مرادیں بخشتا ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ تمام عالم اسی کے نظام کا مسخر دوام ہے۔

اَللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا، طالبوں کو بلاتا ہے۔

اَللہ ہی ہے کہ سب ولی۔ سب شہید۔ سب صدیق۔ سب فرشتے سب نبی۔ سب رسول اس کے بندہ ہیں، اُس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، ان سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد و توکل اللہ ہی کی ذاتِ پاک پر ہوا کرتا ہے۔

اَللہ ہی ہے جو اپنی رحمت سے سب کو پالتا ہے۔ جو اپنے رحم سے اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے جو اپنے فضل سے خاص بندوں کو بڑھاتا ہے۔ جو اپنی لطف و عطوفت سے سب کے قصوروں کو معاف کرتا ہے جو اپنی عظمت و کبریائی سے سب کو بزرگی و عزت دیتا ہے۔

Marfat.com

اَللّٰہ ہی ہے جس کے حکم سے موسموں کا تغیّر۔ مہر و ماہ کا طلوع و غروب۔ شمس و قمر کا کسوف و خسوف ہوتا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کے حکم سے لرزنے والی زمین اب رہائش انسان کے قابل بنی ہوئی ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس نے بحرِ مواج کی موجوں کی حد بندی کر دی ہے جو کنارہ سے ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتی۔

اَللّٰہ ہی ہے جس نے پہاڑوں کے شکم اپنے مخزن بنائے جس نے پہاڑوں کی نکیلی چوٹیوں کو پانیوں کا ذخیرہ ٹھہرایا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو دردمندوں کی دوا ہے۔ جو بے ٹھکانوں کی پناہ ہے جو تراسوں کی آس ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے پاس ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو ہمارے کانوں کو شنوائی۔ ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلوب کو روشنائی دیتا ہے۔

اَللّٰہ ہی وہ اسم ذات ہے جو اسی کی ذات کے لئے مستعمل ہے۔

اَللّٰہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے۔

اَللّٰہ ہی وہ اسم ذات ہے کہ صفات اس کی مسمیٰ سے نہ خارج ہیں نہ زائد ہیں۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کی ذات وصفات میں تفریق ناممکن ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جو بندوں کی ذہنی و فرضی تقسیم ذات وصفات سے منزّہ و پاک ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کا عرفان عقل اپنے شواہد سے۔ فطرت اپنے معالم سے۔ روح اپنے مدارج سے قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کے حکم سے فنا ملتی ہے اور جس کے فضل سے بقا ملتی ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس کا انصاف رحم کے پردہ میں نور بخش ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس نے اپنی ذاتِ پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔

اَللّٰہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن بنایا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

خواصِ لفظی

۱۔ یہ اسم اَللّٰہ ہی کا خاصہ ہے کہ الف۔ لام تعریف جز و کلمہ بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض کو اس اسم میں الف۔ لام تعریف ہونے سے بھی انکار ہے۔

۲۔ یہ اسم اَللّٰہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس پر تائے قسم وارد ہوتی ہے۔ ورنہ حرف ت بمعنی قسم اور کسی اسم پر وارد نہیں ہوتا۔

۳۔ یہ اسم اَللّٰہ ہی کا خاصہ ہے کہ الحمد کا استعمال اسی ذات کے لئے ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے اَلْحَمْدُ لِلرَّحْمٰنِ یا اَلْحَمْدُ لِلرَّحِیْمِ وغیرہ نہیں بولا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اسم مسمّٰی کی ذات وصفات سب پر مجموعاً حاوی ہے۔ اسی طرح لفظ "حمد" بھی جملہ لغوت کمال وجلال کا جامع ہے۔ لہٰذا کامل ترا سم کے لئے کامل تر لغت کی ضرورت تھی۔

۴۔ یہ اسم اَللّٰہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف (م) شامل کیا جاتا ہے اور وہ حرف ندا کا کام دیتا ہے اور پھر اس کے ساتھ حرفِ ندا کا شامل نہیں رہتا۔ یعنی یَا اَللّٰھُمَّ نہیں کہہ سکتے۔

میں نے اپنی کتاب اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں جو درود شریف کے متعلق جامع اور مکمل کتاب ہے مفصل بحث لکھی ہے کہ حرف (م) کو بطور ندا اسم ذات کے ساتھ شامل کرنے کی خصوصیت کیا ہے۔ اس جگہ حرف (م) کا قوت جمعیت میں کامل ہونا واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اَللّٰھُمَّ کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یا اللہ میں تجھ کو تیرے سب پاک اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارتا ہوں۔

اب اختصار کے ساتھ چند مشہور ادعیہ درج کر دی جاتی ہیں۔ جو اسم پاک کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔

(۱) قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ

(کہہ اے اللہ۔ ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے ذلت دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو

Marfat.com

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (آل عمران ع ۳)

سب چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

(۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (المائدہ ع ۱۲)

"اے اللہ ہمارے پالنے والے۔ ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت نازل فرما۔ جو ہمارے اوّلین و آخرین کیلئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشان ہو اور ہم کو رزق دے تو سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔"

(۳) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ (الانفال ع ۲)

"کافر یہ کہتے تھے۔ اے اللہ اگر یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر پڑیں یا دردناک عذاب ہم پر آئے۔"

(۴) دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

"بہشت میں بہشتی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہا کریں گے اور سلام ان کا تحفہ ہوگا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اُن کا آخری کلام ہوگا۔"

(۵) قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (الزمر ع ۵)

"پڑھا کرلے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے چھپی کھلی کے جاننے والے تو ہی فیصلہ فرمائیگا اپنے بندوں کے درمیان جن چیزوں میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔"

اب مختصراً وہ چند ادعیہ درج ہیں جو احادیث پاک میں ہیں۔ اور اَللّٰهُمَّ سے شروع ہوتی ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○

"یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیوں کہ حمد خاص تیرے لئے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یگانہ ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں بہت پیار کرنے والا۔ بڑی نعمتوں کا عطا کرنے والا۔ آسمانوں اور زمین کو وجود بخشنے والا۔ اور کرم کرنے والا اے زندہ رہنے والے۔ اے قائم رہنے والے اے سب بڑھ کر رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم فرمانیوالے۔"

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّ مَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ عَلٰى مُسْلِمٍ۔

"یا اللہ آسمانوں زمین کو پیدا کرنے والے چھپی کھلی کے جاننے والے ہر شے کو پالنے والے سب کے مالک میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں اپنے نفس کی بدی سے پناہ چاہتا ہوں۔ شیطان کی بدی اور شرکت سے بھی پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ میں رکھیو کہ میں خود اپنے لئے کوئی بدی کماؤں یا کسی اہل اسلام پر کسی بدی کو کھینچ لاؤں۔"

دعا سید الاستغفار:۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

"یا اللہ میرا پروردگار تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے عہد اور وعدہ پر اپنی استطاعت کے موافق قائم ہوں جو کچھ بھی میں نے کیا اُس کی بدی سے تیری پناہ کا خواہاں ہوں۔ تیری جس قدر نعمتیں مجھ پر ہیں اُن کا مجھے اقرار ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا بھی اقرار ہے۔ اب تو مجھے معاف کردے بے شک گناہوں کو صرف تو ہی معاف کر سکتا ہے۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

"یا اللہ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اندیشہ اور غم سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے ساتھ ناتوانی اور سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ بزدلی اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے۔"

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ط

"یا اللہ کفایت کر مجھ کو ساتھ حلال اپنے کے حرام اپنے سے اور بے پرواہ کر مجھے ساتھ فضل اپنے کے اپنے غیر سے۔

Marfat.com

۲
الرَّحْمٰنُ جل شانہ

رحمٰن اور رحیم دونوں کا اشتقاق رحمت سے ہے۔ مگر ہر دو اسماء میں خصوصیات جُداگانہ بھی ہیں۔

اَلرَّحْمٰن علمیت کے لحاظ سے اسم اَللّٰه کے برابر برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کہو یا رحمٰن کہو۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ "ان میں سے کچھ بھی کہہ لو۔ اللہ کے تو سب نام بہتر ہیں۔"

اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کفار قریش اسم اَللّٰه سے تو واقف تھے مگر اسم رحمٰن سے ان کو ذرا واقفیت نہ تھی۔

اسم اللہ کے متعلق آیات ذیل پر غور کرو کہ کفار اس اسم کا استعمال کیوں کرتے تھے۔

(۱) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ "اگر تو ان سے پوچھے گا کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا اور سورج چاند کو کس نے کام میں لگایا تو وہ کہہ دیں گے اللہ نے۔"

(۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ (العنکبوت ع ۶) "اگر تو ان سے پوچھے کس نے آسمان سے پانی اتارا پھر زمین کو موت کے بعد اس پانی سے زندہ کیا ——— تو وہ کہہ دیں گے اللہ نے۔"

(۳) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ (الزخرف ع ۶) "اگر تو ان سے پوچھے کہ ان کو کس نے پیدا کیا۔ تو کہہ دیں گے اللہ نے۔"

آیاتِ بالا سے ظاہر ہے کہ کفار عرب خالقِ ارض و سما اور منزّلِ باراں و خالقِ انسان اَللّٰه ہی کو جانتے تھے مگر وہ اسم رحمٰن سے ہمیشہ انکار ہی کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ۔ (الفرقان ع ۵)	"جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو۔ تب وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے" (شاید ان کو شک ہوتا ہو گا کہ رحمٰن بھی کوئی چیز ہوگی)
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔ (الانبیاء ع ۳)	"اور یہی تو وہ ہیں جو کہ رحمٰن کے ذکر سے انکاری ہیں"

ان آیات سے واضح ہوا کہ کفار اسم پاک رحمٰن سے ناآگاہ بھی تھے اور اسم ھٰذا سے نفور بھی۔ اب یہ ثابت ہو گیا کہ اسم رحمٰن وہ ہے جس سے اسلام ہی نے لوگوں کو واقف کیا۔ بیشک یہ اسلام ہی کے لئے موزوں و شایاں تھا کہ اس دین میں اسم رحمٰن کا فیضان ہوتا کیونکہ رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور رحمت ہی وہ دولت ہے جس کے دروازے اسلام نے پورے طور پر عالم و عالمیاں کے لئے کھول دیے ہیں۔ ہاں یہ رحمت ہی ہے جو میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط کرتی ہے۔

(۱) وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (الروم)

ہاں یہ رحمت ہی ہے جو اولاد کو والدین کے سامنے مؤدب فرمان پذیر بنا دیتی ہے۔

(۲) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (اسرائیل)

یہ رحمت ہی ہے کہ بعض بندوں کو بعض بندوں سے زیادہ مختص بنا دیتی ہے۔

(۳) وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ع ۷)

یہ رحمت ہی ہے جس کی قدر و قیمت دنیا کے جملہ ذخائر و دفائن سے بڑھ کر ہے۔

(۴) وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ہ (الزخرف ع ۶)

یہ رحمت ہی ہے جس کی معیت کا اختصاص اہل توحید کو ہے۔

(۵) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ہ (الاعراف ع ۶)

یہ رحمت ہی ہے جو مومنین کے لئے بشکل قرآن پاک ظہور میں آتی ہے۔

(۶) وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (النمل ۸)

یہ رحمت ہی ہے کہ خواجہ ہر دو سرا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنصر لطیف میں مدغم ہو کر عالم و عالمیان کے لئے جلوہ گر ہوئی ہے۔

Marfat.com

(۷) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ رحمت ہی ہے کہ علم الٰہی کی طرح ہر شے پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(۸) رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (المؤمن ع ۱)

یہ رحمت ہی ہے جسے مالک الملک نے جس پر کسی شے کا کوئی وجوب عقلاً و نقلاً نہیں ہے۔ خود اپنی ذات پر لکھ لیا ہے۔

(۹) كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

آیاتِ بالا کی وسعتِ معانی پر تدبر کرو۔ معلوم ہو جائے گا کہ نظامِ عالم اسی رحمت سے ہے اور قوامِ سمٰوٰتِ والارض بھی اسی رحمت سے ہے۔ رحمٰن وہ ہے جس میں رحمت بدرجۂ اتم موجود ہے رحمٰن کے معنی ہی بتلاتے ہیں کہ یہ نام رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کے سوا اور کسی کا ہو ہی نہیں سکتا۔

مکاشفات یوحنا ۳ باب ۱۲ ادرس کے پڑھنے سے ہویدا ہے کہ نئے یروشلم اور اس پر اللہ کا نام لکھے ہوئے ہونے کی پیشگوئی سرورِ کائنات کے ظہور سے چھ صدی پہلے بیان کی گئی تھی نیا یروشلم یہی بیت اللہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب نے قبلہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ اور نیا نام بھی رحمٰن ہے جس کے جدید ہونے کی وجہ سے تو داہلِ زبان نے بھی اس سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا۔ یہاں اس میں رازِ عظیم مخفی تھا کہ اسم رحمٰن کا ظہور اسلام ہی میں ہوا۔ اور یہی دین رحمتِ کاملہ کا مظہر ہے۔ اس اسم کو اخفی سے ظہور میں لانے والا بھی تو د رحمتِ مجسم ہو، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہی اسم بتلاتا ہے کہ اسلام کی بنیاد رحمت پر ہے۔ یہی اسم بتلاتا ہے کہ اسلام کی آسمانی کتاب سراپا ہدایت ہے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا کسی اور مذہب کے پاس بھی ایسی خصوصیات ہیں۔ اس کا جواب ہمیشہ منفی رہے گا۔

رحمٰن کی شان اُن آیات میں نور بخش ہے جس میں اس اسم پاک کا استعمال ہوا ہے۔ رحمٰن وہ ہے جو نوعِ انسانی کا محافظ ہے۔

(۱) مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (الانبیاء ع ۴)

رحمٰن وہ ہے جو زمین و آسمان اور مَا فِيْهِمَا کی صیانت معہ ان کی خصوصیات طبعی کے فرماتا ہے۔

Marfat.com

(۲) مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (تبارک ع ۱)

رحمٰن وہ ہے جو ہر ایک خائف و ترس ناک کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

(۳) اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ (مریم)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جسے عرش عظیم پر استوا حاصل ہے۔

(۴) اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔

یہ رحمٰن ہی ہے جس کی پیدا کردہ مخلوق ہر ایک نقص طاعن سے مبرا ہے۔

(۵) مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (الملک)

یہ رحمٰن ہی ہے جو بندوں کی استعانت فرماتا ہے۔

(۶) وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (انبیاء)

یہ رحمٰن ہی ہے جس کی خشیت وادب کا ہمارے قلوب میں ہونا جزو ایمان ہے۔

(۷) مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ (قٓ ع ۳)

(۸) اَلرَّحْمٰنُ ہ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ہ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

یہ رحمٰن ہی ہے جس کے سامنے تمام مخلوق کی حیثیت ایک غلام۔ ایک بندہ۔ ایک مرزوق۔ ایک مربوب ہے۔

(۹) اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم ع ۱۰)

یہ رحمٰن ہی ہے کہ اس کے ہاں عاجز بندوں کے لئے محبت و وداد کا لاانتہا خزانہ موجود ہے۔ (۱۰) سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم)

یہ لازم ہے کہ اسم رحمٰن کے ساتھ اس کی اپنی خصوصیات سے قلب مسرور۔ زبان ذاکر آنکھیں محظوظ اور دماغ مملو رہے۔

اگر اس اسم سے تخلق کی آرزو ہو۔ تو ضرور ہے کہ ہمدردی عامہ اور خیر خواہی تامہ کا خوگر بنے دلسوزی و شفقت کا آئینہ ہو تربیت ناقصاں اور تعلیم جاہلاں کو شیوہ بنائے اور اندر باب دشمن و دوست سب کے لئے دروازہ کھلا رکھے اور اس طریق میں بھی وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

Marfat.com

اَلْمُسْتَعَانُ کی نصرت و رعایت کو شمعِ راہ سمجھے۔

اِس قسم کے متعلق دعائے ذیل نہایت عجیب ہے۔

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ رَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

اے اللہ دل کے فکر کو دور کرنے والے غم کو کھول دینے والے۔ اے بیقراروں کی پکار کو سننے والے اور اے دنیا اور آخرت میں رحمت فرمانے والے اور ہر دو جہاں میں رحم کرنیوالے مجھ پر رحم تو تُو ہی فرمائے گا۔ اس لئے تو ہی مجھ پر رحم فرما۔ ایسی رحمت کے ساتھ جو مجھے سب کی رحمت سے بے پرواہ بنا دے۔

۳
اَلرَّحِیْمُ جَلَّ شَانُہٗ

اَلرَّحِیْمُ — رحم سے بنا ہے۔ یہ وہ نام ہے جو رَحْمٰنُ کے ساتھ بہت بڑا تعلق رکھتا ہے۔ رحم کا اطلاق عموماً درماندہ بے کس۔ عاجز۔ ناتوان۔ مصیبت رسیدہ پر کیا جاتا ہے، اور رحیم وہ ہے جو ایسے بندوں پر التفات کرنے والا۔ ان کی بگڑی ہوئی کو بنا دینے والا، اور ٹوٹی ہوئی کو جوڑ دینے والا ہو۔

ابو داؤد و ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ خواجہ حالی مرحوم نے اسی کا ترجمہ اس شعر میں کیا ہے۔ ؎

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر ٭ خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا "جو کوئی چھوٹے پر رحم نہیں کرتا۔ جو بڑے کی توقیر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں"

رحم کے مواقع استعمال معلوم کرنے کے لئے غور کرو۔ کہ نوح علیہ السلام نافرمان پسر کو بلاتے ہیں، کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں تو پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، اور بچ رہوں گا۔ اس کے جواب میں نوح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ "آج کوئی نہیں جو امر الٰہی سے کسی کو بچائے ہاں اللہ ہی رحم فرمائے جس پر وہی بچ سکتا ہے۔"

یہ آیت بتلاتی ہے کہ غضب الٰہی سے نجات محال ہے۔ ایسے وقت میں صرف اسی کا رحم بچاؤ بن سکتا ہے۔

دوسری مثال امرأۃ العزیز کی ہے جس نے خواہشات نفسانی کا مطیع بن کر یوسف صدیق جیسے پاکباز نبی کو جھوٹا الزام لگایا۔ جیل میں بھجوایا۔ اور پھر کبھی بھی اس پر پشیمان نہ ہوئی۔ اور جب دربار شاہی میں تحقیقات ہوئی اور اس کے خلاف جملہ شہادت مکمل ہوگئی۔ اور اسے اقبالِ جرم کے سوا اور کوئی راہ نہ سوجھی تو جھٹ اقرار کر لیا۔

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ (یوسف) "میں اپنے آپ کو بری نہیں ٹھہراتی۔ نفس تو ضرور بدی پر آمادہ کرنے والا ہے بجز اس کے جس پر میرا رب رحم کرے"

آیت بالا سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاق رذیلہ سے رہائی اور تباہ کن رذائل سے خلاصی صرف تب ہی مل سکتی ہے جب رحم ربانی دستگیری فرمائے۔ ورنہ انسان نفس امارہ کا غلام انسان۔ قوائے شہوانی و غضبانی کا غلام انسان تو ہلاکت کے اس گڑھے میں گر رہا ہے جس کی گہرائی اتھاہ ہے اور جس کی ظلمت بے انتہا ہے۔

اسم پاک رحیم کے معنی کا تعقل کرنے کے لئے دیکھو۔ اسے کلام پاک میں کن کن اسماء کے ساتھ استعمال فرمایا گیا ہے۔

(۱) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (فاتحہ) فرمایا گیا ہے۔ اور اس میں رحمت عامہ اور رحم خاصہ کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

(۲) إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات وغیرہ) فرمایا۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ پشیمان بندہ کی التجا قبول فرمانا۔ اس کے گزشتہ اعمال سے درگزر کرنا از رہِ رحم ہے۔

(۳) إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ (الطور وغیرہ) فرمایا۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا برّ و احسان بلا کسی غرض یا بندہ کے کسی حق و استحقاق کے بغیر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا رحم بھی ہر ایک نفع ذاتی سے مبرّا اور منزہ ہے۔

(۴) إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ الرَّحِيمُ (البقرہ) یہاں بتلایا گیا ہے کہ رحم کا باعث وہ رافت و شفقت ہے جو ذاتِ پاک میں بندوں کے ساتھ پورے جوش پر ہے۔

(۵) إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ (سورۃ ھود ع ۹) میرا رب تو رحم کرنے والا۔ پیار کرنے والا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ آپ کسی پر رحم کریں مگر اس سے وداد (محبت) نہ کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اول رحم فرماتا ہے اور پھر بندہ کو اپنی وداد سے بھی مشرف کرتا ہے۔

(۶) وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (السباء ع ۱) یہ آیت بتلاتی ہے کہ غفران و رحم کا ظہور قوت و دوام کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۷) سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ اس آیت سے آشکارا ہے کہ وہ سلامتی جو آخرت میں مومنین کو ملنے والی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت و رحم کی تحت میں ہوگی۔

(۸) هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (الدخان ع ۵) اس سے واضح ہوتا ہے کہ صفت رحم کا اجتماع عزت و قوت۔ غلبہ و شوکت کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ایسی قدرت۔ ایسی سلطنت والا۔ جب رحم فرماتے۔ تب واضح ہوتا ہے کہ رحم کسی بے چارگی و مجبوری اور مصلحت ملکی وغیرہ پر مبنی نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صفتِ رحیمی کا ظہور صرف آخرت میں ہوگا۔ یہ درست نہیں۔ سورہ نساء میں ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ——— سورہ اسرائیل میں ہے۔ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا سورہ نساء میں ہے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔ سورہ احزاب میں ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا

یہ وہ اسناد ہیں جو بتلاتی ہیں کہ اس عالمِ دنیا میں بھی ہمارے مولیٰ کا رحم ہی کارفرما ہے اور اس کے رحم کے بغیر کوئی انسان اس تباہی سے جو ہماری غفلت و نسیان اور خطا و عصیان

Marfat.com

کا نتیجہ ہے ہرگز ہرگز نہیں بچ سکتا۔

سورہ اعراف و یوسف و انبیاء میں اَرْحَمُ الرّاحِمِیْن بھی آیا ہے اور سورۃ مومنون میں خَیْرُ الرّاحِمِیْن بھی۔

ہر دو کلمات کی فیض بخشی یہ ہے کہ رحم کا مادہ مخلوق میں بھی پایا جاتا ہے اور اس لئے وہ بھی رَاحِم کہلانے کا حقدار ہوتا ہے لیکن (۱) جو لزوم و دوام اسم رحیم میں ہے وہ رَاحِم میں کہاں ۔ (۲) اگر اور کوئی رَاحِم ہے تو رَبُّ الْعٰلَمِیْن، اَرْحَم اور خَیْر ہے یعنی فضیلت و خیریت رحم اُسی ذات پاک کی صفات میں ہیں۔ اَرْحَمُ الرّاحِمِیْن کا اسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مشہور دعا میں موجود ہے جو آپؐ نے کوہ طائف سے واپسی کے بعد نماز تہجد کے وقت پڑھی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کے باشندوں نے یعنی حکمران سے لے کر ادنیٰ کسان تک نے حضور کو سب و شتم سے ڈکار اور سنگ و کلوخ سے مجروح بنایا تھا اور کوئی ایک بھی داخل اسلام نہیں ہوا تھا۔ ایسے دل شکن منظر اور صبر آزما موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل عرفان محبت سے پُر نور اور عظمت و کبریائی سبحانی سے بھرپور تھا۔ لہٰذا رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ ہاتھوں کو بلند فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَ اَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بعید یَتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عدو ملکتہ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ عَلَیَّ غَضَبُکَ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ

”الٰہی اپنی کمزوری بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ، عاجزوں کا مالک تو ہی ہے مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے کیا بیگانہ وترشروکے یا اُس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے ہاں جب مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اس حالت کی ذرا پرواہ نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے

Marfat.com

اَلَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ یَنْزِلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْیَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ [1]

نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے سب کام اس سے درست ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اُترے یا تیری خفگی مجھ پر وارد ہو مجھے تو صرف تیری ہی رضا درکار ہے اور تیری ہی خوشنودی کی ضرورت ہے نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے ۔"

الفاظ دعا پر پورا پورا تدبر کرو کہ رحم کے معنی اور صفت رحیمیت کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آجائے۔ اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو خود اپنے اندر بھی رحم پیدا کرنا چاہیئے سینہ میں ایسا دل ہونا چاہیئے جو کسی کی حالت پر پگھل جائے۔ دل میں ایسا درد ہونا چاہیئے جو ناکس و درماندہ انسانوں کی حالت کا احساس کرتا ہو ۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر ٭ خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

---

۴ اَلْمَلِکُ جَلَّ شَانُہٗ

حدیث ترمذی میں اَلْمَلِکُ کو اسماء حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے۔ لغت میں مَلِکُ بادشاہ کو کہتے ہیں۔ دنیا میں اور لوگ بھی مَلِکُ کہلاتے ہیں اور یہ نام رکھنا شرک بھی نہیں قرآن مجید میں بھی اس کا استعمال اور لوگوں کے لئے ہوا ہے۔

(۱) اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً وَکَذٰلِکَ

٭ بادشاہوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی نئی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں وہاں کے عزت والے باشندوں

---

[1] رحمۃ للعالمین جلد اول۔ بحوالہ طبری وابن ہشام۔

Marfat.com

کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔"

يَفْعَلُونَ ٥

سورۂ یوسف میں بھی چہار مقامات پر یہ لفظ آیا ہے اور اس سے مراد بادشاہ مصر ہی ہے۔

(الف) قَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ (ب) قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ (ج) نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ (د) مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ۔

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اَلْمَلِكُ کا اطلاق بحالت مضاف ہوا ہے۔ مَلِكِ النَّاسِ اسی کا اسم ہے۔ اس کے معنی ہیں کل بنی نوع انسان کا بادشاہ۔ یہ ظاہر ہے کہ جملہ انواع انسانی کی حکومت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہو گی [1]۔

---

[1] یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ نمرود اور بخت نصر دو کافر ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے کل دنیا پر حکومت کی۔ اور ذوالقرنین و سلیمان علیہ السلام دو مومن بھی ایسے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان چاروں میں سے کوئی کل دنیا کا حکمران نہ تھا۔ نمرود سلطنت بابل کا بادشاہ تھا۔ افریقہ و یورپ۔ عرب، چین، ترکستان روس کبھی اس کے علاقہ میں نہ تھے۔ بخت نصر تو سلطنت ایران کے ماتحت تھا۔ ذوالقرنین کی حکومت کے حدود خود قرآن پاک میں موجود ہیں اور اُن حدود سے دنیا کا بہت بڑا حصہ باہر رہ جاتا ہے۔ غور کرو کہ اس کے تینوں سفروں میں سمندر کا ذکر نہیں آتا اس لئے بحر اور ماوراء والابحار ان حدود سے باہر رہ جاتے ہیں سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں فلسطین کا ملک تھا۔ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ ملک یمن اور وہاں کی آفتاب پرست ملکہ کی اطلاع ان کو ایک سفر میں لگی تھی۔ بائبل کو اگر تاریخ کی حیثیت سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اور بھی بادشاہ تھے جن سے حضرت کی صلح تھی اور دوستانہ تھا۔ مگر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے باجگذار نہ تھے۔ مشرق قدیم کی تاریخوں میں ایران کو دنیا کی شہنشاہی بتایا گیا ہے۔ مگر ایران کے سامنے روما کی سلطنت ہمیشہ ہمسری کا دعویٰ کرتی رہی ہے۔ اور اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ نہ کبھی ایران کو اور نہ کبھی روما کو ساری دنیا کی حکومت ملی حضرت سلیمان علیہ السلام کو بحیثیت نبوت جو اقتدار جنّ و وحش پر تھا۔ وہ خارج از بحث ہے کیونکہ وہ حصہ نبوت تھا نہ حصہ حکومت۔ بایں ہمہ عرب اُن کے حیطۂ نبوت میں بھی داخل نہ تھا۔

سورۂ طٰہٰ میں اَللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ فرمایا گیا اور ظاہر کیا گیا ہے کہ ملوک دنیا محض ظاہری معنی میں ملوک کہلائے جاتے ہیں۔ حقیقۃً کوئی ملک (بادشاہ) نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اَلْمَلِکُ ہے، اور اس کے ملک کے حدود یہ ہیں:-

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا۔ (الزخرف ع ۹)

"بڑی برکتوں کے دینے والا وہ ہے کہ سارے آسمان اور تمام دنیا اور ان دونوں کے درمیان کی سب اجرام اور سب اشیاء اس کی سلطنت میں شامل و داخل ہیں"

لہٰذا اَلْمَلِکُ کو بطور اسم پاک پڑھنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ بادشاہ ہے جو اَلْمَلِکُ الْحَقُّ کہلانے کا حقدار ہے، جسے اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْس جاننا ضروری ہے۔ جو عالم امر و عالم خلق کا واحد حکمران ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مالک اور ملک میں فرق ہے اور مَلِک زیادہ وسیع ہے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی قطعہ اراضی کا مالک تو ہو مگر اس پر حکمران نہ ہو۔ مگر مَلِک کے لئے صفتِ حکمرانی کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اس قطعہ پر حقوق مالکانہ نہ بھی رکھتا ہو جب ہم اَلْمَلِکُ کے لئے استحقاق فرمانروائی کو تسلیم کرتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ چند ایسے اسماء حسنے اور بھی ہیں۔ جو اسی صفت کی توضیح میں وارد ہوئے ہیں۔ القہار [۱۵]، الخافض [۲۲]، الحکم [۲۸]، العدل [۲۹]، المنتقم [۸۱]، المقسط [۸۶]، المانع [۹۰]، الضار [۹۱]، النافع [۹۲]، یہ سب اسی جمال کے پرتو ہیں اور لوازم فرماں روائی کے آئینہ دار۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ بادشاہ کی سلطنت میں بود و باش رکھتے ہیں۔ وہاں کے قوانین کی پابندی کو بھی لازم سمجھتے ہیں۔ نیز قانون سے لاعلمی ان کے لئے عدالت میں کوئی عذرِ معقول تصور نہیں کی جاتی اسی اصول پر شریعت مبنی ہے (جو قانون الٰہی ہے) اور اسی اصول پر شریعت سے لاعلمی کسی انسان کے لئے عذر نہ ٹھہری وَلِلّٰہِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔ "اللہ کی برہان کامل ہے"۔

اسم پاک اَلْمَلِکُ سے تعلق پیدا کرنیوالوں کو لازم ہے کہ خود کو ایک وفادار شہری محبِ قانون اور مُحِبُّ الْمَلِکُ ہونے کا ثبوت دیں۔ جب لوگ اس نکتہ کو سمجھ جائیں گے

Marfat.com

تو آئینِ ربّانی کا نفاذ کلی سارے ملک میں خود بخود ہو جائے گا۔
واضح ہو کہ سورۂ قمر میں ہے: عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ مَلِيك بھی بمعنیٰ اَلْمَلِك
ہے ۔مگر یہ نام حدیث ترمذی میں نہیں آیا۔

۵
اَلْقُدُّوْسُ جلّ شانہٗ

قُدُّوْسٌ اسم ہے اور اس کا فعل باب نَصَرَ يَنْصُرُ سے آتا ہے۔ یہ تنزیہی نام ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ربُّ العٰلمین جملہ نقائص اور عیوب۔ ارجاس و اوساس سے پاک و منزّہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از فراغت وتر سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھا کرتے تھے (حصن حصین بحوالہ ابوداؤد ونسائی وغیرہ) تیسری دفعہ کے قدوس میں آواز کو زیادہ بلند اور طویل فرمایا کرتے تھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ بھی آیا ہے۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کے فرمودہ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ کے فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ فرشتے بھی قدسی کہلاتے ہیں۔ جبرئیل کو بھی رُوْحُ الْقُدُس (روانِ پاک) کہتے ہیں۔ لہٰذا ایک مسلم کو یہ اعتقاد کر لینا چاہئیے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کی تقدس کے معنی صرف اسی قدر نہیں ہیں کہ وہ لوازم بشریہ سے پاک و برتر ہے نہیں اللہ تعالیٰ کی قدوسیت یہ ہے کہ نوری ملائکہ اور پاک روح ہیں بھی جو نقائص ہیں وہ بھی اس کی ذات میں نہیں۔ روح اور ملائکہ کا مخلوق ہونا۔ ان کی آغاز کی ابتداء ان کی انجام کی غایت ہی ایسے اوصاف ہیں جو ذاتِ سبحانی میں نقص سمجھے جاتے ہیں اور وہ ان سے بھی بالاتر ہے۔

Marfat.com

وہ لوازم حدوث اور نقصان امکان سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ دریافت حس اور تصور خیال اور احاطہ عقل سے بلند تر ہے۔ وراء الورا ثم وراء الورا۔

جو لوگ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہیں، انہیں مواظبت وضو ضروری ہے اور لازم ہے کہ قابل نفرت عیوب اور قابل انکار نقائص سے خود کو دور رکھیں۔ افعال محمودہ اور اعمال صالحہ کی پابندی اختیار کریں اور بایں ہمہ اس نقص بشری کو جو شامل ولاحق بشریت ہے فراموش نہ کریں۔ جبریل کو روح القدس کہنا یا مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ اپنی اپنی صنف میں صفت پاکیزگی سے تعلق خاص رکھتے ہیں۔

۶
السّلامُ جل شانہ

سَلَامٌ بطور اسم صرف اللہ جل شانہ کے لئے ہے۔ اس کے معنی سالم ہیں یعنی وہ جو سلامتی میں کامل ہو۔ وہ جس کی سلامتی معرض خطر زوال میں نہ ہو۔ وہ جو دوسروں کو سلامتی بخشتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اخرجہ الخمسہ الا البخاری۔ عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حال میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ان کو رسول مقبول ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کا سلام اور اپنا سلام پہنچایا تو انہوں نے جواب میں کہا۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَمِنْہُ السَّلَامُ "یعنی اللہ پاک تو خود سلامتی کا مالک ہے اور ہم کو سلامتی اسی سے ملتی ہے"

سَلَام مصدر بھی ہے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام ملے گا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ — ملائکہ بھی اہل ایمان کو سلام کریں گے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ — اہل ایمان آپس میں بھی سلام ہی کے تحفے بھیجا

Marfat.com

کریں گے وَتَحِیَّتُھُمْ فِیھَا سَلَامٌ۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق اُمّت پر فرض کئے گئے ہیں۔ ان میں سے حضورؐ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ حضور پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ اور التحیات کے بعد درود شریف۔

اسلام اس دین کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسند کردہ اور برگزیدہ دین ہے۔ اس کا بھی قریبی تعلق سَلَامٌ سے ہے۔ اسلام کے معنی گردن نہادن و اطاعت کردن ہیں۔ اس مصدر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور دعا ہے جسے حضور نے ہر شب بستر پر لیٹ کر پڑھنے کے لئے تجویز فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَالْحَاجَاتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

"اے اللہ۔ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اپنا چہرہ تیری جانب کرتا ہوں۔ خود کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تیری پناہ سے اپنی پیٹھ لگاتا ہوں۔ تیرے انعام کا امیدوار ہوں، اور تیری ہیبت سے ترساں ہوں، تجھ سے تیرے سوا اور کہیں نہ ٹھکانہ ہے۔ نہ پناہ ہے۔ میرا ایمان ہے کتاب پر جو تو نے اتاری اور رسول پر جو تو نے بھیجا۔

واضح ہو کہ قُدُّوس بھی تنزیہی اسم ہے اور سَلَام بھی۔ فرق یہ ہے کہ قُدُّوس میں تنزیہہ ازلی ہے اور سَلَام میں تنزیہہ لم یزلی۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنیوالے پر لازم ہے کہ اَفْشُوا السَّلَامَ کے حکم کی تعمیل کیا کرے سامنے آجانے والے اہل اسلام کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے تحیت سے شادکام کیا کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ شان رسالت ادنیٰ امتی کو خود پہلے سلام کردیا کرتے اور فرمایا کرتے۔ کہ خَیْرُکُمْ مَنْ بَدَءَ فِی السَّلَامِ جو کوئی سلام کرنے میں پہل کرتا ہے وہی بہتر شخص ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ باہمی سلام علیک سے محبت بڑھتی ہے اور غرور نفس زائل ہوتا ہے۔

Marfat.com

۷
اَلْمُؤْمِنُ جل شانہ

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے مومن بھی ہے۔ اس کے معنی کی دو صورتیں ہیں:
مومن ایمان سے بنا ہے۔

(الف) اللہ تعالیٰ مومن ہے کہ بندہ کو ایمان عطا کرتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (الحجرات ع ۱) "اللہ ہی ہے جس نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے۔"

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ (المجادلہ ع ۳) "یہ وہ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔"

(ب) ہاں اللہ تعالیٰ کا نام مومن (ایمان سے) اس لئے بھی ہے کہ وہ خود بھی اپنی ذات پاک کی شہادت ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ شہادت ہر ایک ایمان لانے والے بندہ کو بھی ادا کرنا ہوتی ہے فرمایا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ "اللہ نے شہادت دی کہ وہی ہے جو معبود ہے اور اس کے سوا کوئی بھی الٰہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔"

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا خود اپنی توحید و تفرید پر شہادت دینا اس لئے ہے کہ لفظ شہادت کے چہار معانی ہیں۔

۱۔ مشہود کی صحت و ثبوت کا علم اور معرفت اور اعتقاد۔

۲۔ اس صحت و ثبوت کا تکلم خواہ اپنے ہی دل میں ہو خواہ اپنے ہی نفس سے ہو۔

۳۔ اپنے سوا کسی دوسرے کو اپنے علم و اعتقاد کی اطلاع دینا۔

۴۔ اس علم و اعتقاد کے مطابق خود لزوم کرنا، اور دوسرے کو ملتزم رہنے کی تاکید کرنا۔

Marfat.com

دوم ۔ اللہ تعالیٰ کا نام مومن ۔ امن سے بنا ہے یعنی مومن وہ ہے ۔ جو امن بخشتا ہے ۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیت اللہ کو امن بنایا ہے ۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۔

ہم نے بیت اللہ لوگوں کے لئے پناہ اور امن کی جگہ بنایا ہے ۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے توحید کو قلوب کا امن بتلایا ہے ۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (الانعام ع ۹)

میں تمہارے بتوں سے کیوں ڈروں ۔ تم تو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے حالانکہ جواز شرک کی کوئی دلیل بھی کسی آسمانی کتاب میں نہیں ۔ غور کرو اگر تم کو علم ہے تو بتلاؤ کہ ہر دو میں سے کون زیادہ امن کا حقدار ہے ۔ ہاں ایمان والوں ہی کے لئے جو ایمان کو شرک کی آمیزش سے صاف رکھتے ہیں ۔ امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کی علامات میں سے قیام امن کا بھی ذکر کیا ہے ۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۔ (النور ع ۷) "ہم ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے ۔"

یہ وہی امن ہے جو دماغ کو انتشار خیالات و توہمات سے اور دل کو ہجوم اوہام و وساوس سے اور روح کو اضطراب اندرونی سے بچا لیتا ہے وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِهَا ۔

یہ وہی امن ہے جو جان و مال و حقوق عامہ کی حفاظت کرتا ہے جو تبلیغ کی راہ سے سب رکاوٹوں کو دور کر دیتا ہے جو ایمان میں داخل ہونے والوں کی پریشان خیالی کو محو کر دیتا ہے ۔ ملکی امن کا ذکر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ہے ۔ جسے امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں میں سے ایک یہ بھی فرمائی تھی کہ عدیؓ شاید تم کو اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ ملک میں امن نہیں ۔ تم عنقریب دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا قادسیہ سے اکیلی حج کے لئے چلے گی اور وہ اللہ کے سوا راہ میں کسی سے نہ ڈرے گی ۔ عدیؓ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ میں نے عہدِ فاروقی میں اپنی آنکھوں سے ایسا ہی دیکھ لیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا اسم پاک **مومن** ہے۔ کیونکہ وہ ایمان عطا فرماتا ہے۔ وہ امن عطا کرتا ہے۔ اس کا نام فساد کو مٹانے والا ہے۔ اس کا نام دل کو آرام اور روح کو اطمینان دینے والا ہے۔ اس کا نام ملک کو بسانے والا۔ رعایا کو ٹھکانے والا ہے۔ اس کا نام اُجڑا وطن آباد کرنے والا ہے۔ جو لوگ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہیں، انہیں مصلحت عامہ اور امن عامہ کا ممد و معاون بننا چاہیئے۔ انہیں فساد انگیز تحریکوں۔ گندی سازشوں سے الگ رہنا چاہیئے۔ انہیں امن کے طریقے اور ایمان کے ضابطے معلوم کر کے ان پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

۸
اَلْمُهَيْمِنُ جَلَّ شَانُهٗ

یہ اسم هَيْمَنَ الطَّائِرُ عَلٰى فِرَاخِهٖ سے بنایا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ پرندے نے اپنے بچے کو پروں کے نیچے چھپا لیا۔ اسی لئے محاورہ ہوا: هَيْمَنَ عَلٰى كَذَا، فلاں چیز کی نگہبانی کی۔

مھیمن میں میم دوم بالکسر ہے اور بالفتح بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں :-

(۱) نگہبان (۲) وہ جو دوسرے کے خوف سے ہم کو مامون بنا دے۔

(۳) وہ امین جو کسی کا حق ضائع نہ کرے۔ (۴) وہ جو ہر ایک خوف و خطر کو دُور کر دے۔

اِن جملہ صفات میں یہ باری تعالیٰ کا نام ہے۔

قاموس میں ہے کہ یہ اصل میں مَآمِن (بدو ہمزہ) تھا۔ ہمزہ دوم کو حرف یا سے اور ہمزہ اول کو حرف ھا سے بدل لیا گیا ہے۔ مُهَيْمِنٌ ہو گیا۔

سورہ مائدہ رکوع ۷ میں قرآن مجید کا نام مُهَيْمِنٌ فرمایا گیا ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔

یہاں یہ معنی ہیں کہ قرآن مجید اپنے سے پہلی کتابوں کے مضامین کا نگہبان ہے۔ یعنی

Marfat.com

جملہ کتب سابقہ کی تعلیم کا جامع اور محافظ یہ قرآن ہے۔

یہ قرآن توراۃ جیسی اور اس سے بڑھ کر شریعت بھی رکھتا ہے۔

انجیل کے برابر، اور اس سے مکمل تر فضل بھی پیش کرتا ہے۔

وہ زبور جیسی دلچسپ اور اس سے بھی زیادہ عرفان بخش ادعیہ کا خزانہ ہے۔

یسعیاہ و دانیال کی کتابوں سے بڑھ کر اس نے اخبار عن الغیب کیا ہے۔ اور ان سب معانی سے یہ کتاب مُھَیمن بن گئی ہے۔ یہ اسم پاک یکے از اسمائے حسنیٰ ہوتے ہیں سلام و مومن کی تاثرات کا جامع ہے۔

مُھَیمِنٌ قَائِمٌ عَلَی الْخَلْقِ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ ایک صحابی کا ابوبکر صدیق کی مدح میں یہ شعر ہے ؎

اَلَا اِنَّ خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ نَبِیِّنَا مُھَیْمِنُہُ التَّالِیْہِ فِی الْعُرْفِ وَالنُّکْرِ

مھیمن۔ بمعنی اعلیٰ۔ حضرت عباسؓ کے قصیدہ نعتیہ کا شعر ہے ؎

حَتّٰی احتوی بَیْتُکَ الْمُھَیْمِنُ من خِنْدِفِ[له] علیاء زانہا النطق

۹
اَلْعَزِیْزُ جلّ شانہٗ

یہ اسم عزّت سے بنایا گیا ہے۔ عزّت کے معنی ارجمندی۔ قوت و شوکت اور غلبہ کے ہیں اور عزیز وہ ہے جس میں صفات یا لابد درجہ اتم پائی جائیں۔ کفار نے ایک دیوی کا نام عُزّیٰ رکھ چھوڑا تھا۔ یہ نام بھی عزیز ہی کا (یا اَعَزّ کا) مؤنث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اب جزیرۃ العرب سے سارے اصنام اور قصص الاصنام

[له] خِنْدِف ایک خاتون کا نام ہے۔ قریش اس کی اولاد ہیں۔

Marfat.com

نابود ہو چکے ہیں۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاہ

"حق آیا اور باطل ناپدید ہو لیا۔ باطل نے ناپدید ہی ہونا تھا"

اہل دنیا نے زر و مال۔ جمعیت و تعداد کی کثرت کا نام عزت رکھ چھوڑا ہے۔ یہ وہ بت ہے جو اہل دنیا کا سب سے زیادہ پیارا ہے۔ وہ اسی پر جان و ایمان کو خوشی قربان کر دیتے ہیں مدینہ میں ابن ابی بن سلول منافقین کا سردار تھا۔ اس نے ایک موقعہ پر اپنے آپ کو اَعَزُّ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گندی زبان سے اَذَلَّ بتلایا تھا اور کہا تھا۔

لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔

"عزت والا اس ذلت والے کو مدینے سے نکال دے گا"

اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ۔

"عزت اللہ اور رسول کے لئے ہے"۔

نیز بتلایا ہے۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔

(النساء ع ۲۰)

"کیا اہل دنیا ایسے منافقین کے پاس عزت کی تلاش میں ہیں۔ انہیں معلوم کر لینا چاہیے کہ عزت اور اسکے جمیع اقسام اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں"

زمانہ شاہد ہے کہ وہ منافق اپنے فرزند عبداللہ الصادق کے ہاتھوں سے ایسا ذلیل ہوا کہ سب لوگ اسے خردروحل کہتے تھے۔ وہ بزرگی و ارجمندی اور قوت و شوکت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی۔ اس کی مثال پیش کرنے سے مادی دنیا بالکل عاجز ہے ہزاروں بادشاہ، لاکھوں اولیاء اس درِ دولت پر گدا ہونا اپنی انتہائی عزت سمجھتے ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اَعَزِّ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

قرآن کریم پر غور کرو کہ اس اسم عزیز کو کن اسماء کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ ۴۲ مقامات پر عزیز حکیم فرمایا ہے اور ۵ مقامات پر عزیز رحیم اور ۲ مقامات پر عزیز غفور۔ ۳ مقامات پر عزیز غفار۔ ایک جگہ عزیز مقتدر، ۲ مقامات

Marfat.com

پر قوی عزیز، ایک جگہ عزیز وھاب، ۴ دفعہ عزیز الحلیم، ۲ دفعہ عزیز الحمید فرمایا ہے۔

اِن جملہ آیات پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ مالک جسے ساری مخلوق پر غلبہ تام اور اقتدار کامل حاصل ہے۔ وہ اپنی اقتدار و قدرت کا استعمال حکمت اور رحم غفران اور علم۔ حمد اور رحم کے ساتھ فرماتا ہے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جن کو دنیائے فانی میں چند روز محدود غلبہ کسی مقام یا اشخاص پر حاصل ہو گیا سو کہ وہ بھی اپنے اختیارات کا استعمال علم صحیح کے بعد اول عفو رحم اور پھر دانائی و حکمت کے ساتھ کیا کریں۔ اس اسم سے تخلق کا یہی طریق ہے، نیز اہل ایمان کو لازم ہے کہ عزت مزعومہ کی تلاش میں عزت ایمانی کو ترک نہ کریں۔

۱۰ اَلْجَبَّارُ جَلَّ شَانُہٗ

جبر سے ہے۔ جَبْرٌ کے معنی درستگی ہے اور اس کے مقابلہ میں لفظ کسر آتا ہے جس کے معنی شکستگی کے ہیں۔

جب کسی انسان کا نام جَبَّار ہوتا ہے تو اس کی وجہ تسمیہ اور ہوتی ہے وہ جبار النخل سے بتایا گیا ہے یعنی جو کھجور اتنی بلند ہو کہ اس پر چڑھنے کا حوصلہ نہ ہو سکے۔ چونکہ سرکش۔ سنگ دل، بے رحم لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ اُن سے خلق خدا کو آزار کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا کرتا، اور وہ کسی کا حق اپنے اوپر نہیں سمجھا کرتے۔ اس لئے وہ جبار کہلانے کے سزاوار ہوتے ہیں۔ سورۂ ہود میں ہے: وَاتَّبَعُوٓا اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ۔ سورۂ ابراہیم میں ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ سورۂ مومن و مریم۔ قصص۔ مائدہ شعرا میں بھی یہی لفظ ایسے سرکش انسانوں کے متعلق آیا ہے۔

سورہ قٓ میں یہی لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منفی صفت میں واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا نام جَبَّارٌ ان معانی میں ہے کہ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پیوستگی دینے والا۔ شکستہ دل انسانوں کو ڈھارس دینے والا۔ کشتیٔ شکستگان کو ساحل پر پہنچانے

Marfat.com

والا۔ وہی دوائے دردمنداں ہے اور وہی مرہم شکستہ دلاں ! ۔ اس جبر سے جبروت بھی بنا ہے۔ جو جبر کا مبالغہ ہے حصن حصین میں بحوالہ طبرانی اوسط درج ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے :۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ ۔

اس اسم پاک سے تخلق کے لئے صفت ہمدردی و غمگساری پیدا کرنی ضروری ہے۔

۱۱ اَلْمُتَکَبِّرُ جل شانہٗ

کبر سے بنا ہے۔ کبر کے معنی رفعت۔ شرف۔ بزرگی ہیں۔ اہل دنیا کا نام مُتَکَبِّرْ اس لئے بُرا ہے کہ ان میں درحقیقت رفعت و شرافت ذاتی ذرا نہیں ہوتی۔ اضافی اوصاف سے وہ جھوٹے غرور میں آکر متکبّر بن جانے اور اپنی نوع کے دیگر انسانوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگتے ہیں۔ ان جھوٹ کی بزرگی پر اترانے والوں کی علامت یہ ہے کہ ہر چند ان کی بات بات میں غرور و تکبّر بھرا ہوتا ہے لیکن اس پر کسی وقت اگر کوئی ان کو متکبّر کہدے تو اسے بُرا مناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جسے حقیقتہً کبریائی حاصل ہے اور وہی ہے جو اپنی صفت میں آپ کو متکبّر کہہ سکتا ہے۔ اہل دنیا کی صفت میں یہ لفظ سورہ مومن و نحل و زمر میں مستعمل ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت میں صرف ایک مقام یعنی سُوْرَۃُ الحشر میں آیا ہے۔ مُتَکَبِّرْ جبکہ اسماء حسنیٰ میں سے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں۔ وہ معبود جو اپنے علو و برتری میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہے، جو صفات ذمیمہ اور اخلاق رذیلہ سے برتر و بالا ہے۔ کبریائے ذاتی۔ استعلائے نفسی اور ہر ایک کبیر سے برتری نے اسی وصفی نام کو ذاتِ سبحانی پر صادق کر دیا ہے۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ اہل دنیا میں سے جو مغرور و متکبّر ہوں۔ ان کے سامنے آپ کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے اور یہ بھی لازم ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو پیش نظر رکھتا ہوا خود اپنے نفس کو متواضع بنائے۔ مساکین و فقراء سے نفرت نہ کرے۔

۱۲
اَلْخَالِقُ جل شانہ

یہ اسم خلق سے بنا ہے اور خلق کے معنی تقدیر و اندازہ ہے خالق وہ ہے جس نے ماہیات کا اندازہ اور ذوات کا تعین فرمایا۔ جو حقائق کو عدم سے وجود میں لایا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (الاعراف ع ۲) — "اللہ تمہارا رب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔"

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ۔ (انبیاء ع) — "وہ جس نے رات کو بنایا۔"

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ (الملک) — "وہ جس نے موت و حیات کو پیدا کیا۔"

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا۔ (زخرف) — "جس نے سب کو جوڑا جوڑا بنایا۔"

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یٰس) — "وہ پیدائش کی ہر ایک حالت کا جاننے والا ہے۔"

آیات بالا پر غور کرو کہ مادی و غیر مادی (ہر دو قسم) اشیاء پر خلق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ہاں خلق کا لفظ کسی مادی شے کو کسی شکل خاص میں تیار کرنے پر بھی آتا ہے۔

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ — "میں تمہارے لئے مٹی سے ایک پرندہ کی صورت سی بناتا ہوں۔"

انہی معنی کے لحاظ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ احسن الخالقین بھی ہے اور خالق بھی ہے اور خلّاق بھی ہے۔ ہر سہ الفاظ اگرچہ ایک صفت خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ہر ایک میں جداگانہ کیفیت و خصوصیت موجود ہے۔

Marfat.com

۱۳
البَارِئُ جلّ شانہٗ

بَرَأَ اللّٰہُ الْخَلْقَ بَرْءً اَوْ بُرُوْءًا (باب نصر ینصر) سے ہے۔ اس کے معنی بھی پیدائش کرنے کے ہیں، مگر اسم لفظ باری خلق حیوانات کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور عدم سے وجود میں لانے کے لئے بھی۔

قرآن مجید میں آتا ہے۔

تُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ "جس نے پیدا کیا اسی کی جانب رجوع بھی کرو"

۱۴
اَلْمُصَوِّرُ جلّ شانہٗ

صورت بنانے والا — فرمایا یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ماں کے شکم میں بچہ بنانے والا جیسی صورت کہ اس نے چاہی۔ گورا۔ کالا۔ سانولا۔ سالم۔ ناقص، مرد، عورت وغیرہ وغیرہ۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب ترجمہ کیا ہے ؎

دہد نطفہ را صورتِ چوں پری کہ کرداست بر آب صورت گری

دنیا میں جو انسان مصور کہلاتے ہیں، وہ صورت بنانے والے نہیں ہوتے بلکہ صورت کی نقل اتارنے والے ہوتے ہیں۔ پھر وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ اگر انسان وحیوان یا شجر وحجر کا سایہ نمودار ہوجاتا ہے تو سورج یا چراغ کی فضیلت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مصور ہے اور اس نے کروڑوں۔ اربوں۔ کھربوں صورتیں بنائی ہیں۔ بایں ہمہ ہر ایک صورت دوسرے سے بالکل الگ ہے۔ اس تفریق کو اوّل جنس میں پھر نوع میں پھر صنف میں پھر افراد میں دیکھو کہ یہ تمام سلسلہ عجائب در عجائب امور پر مشتمل ہوگا۔

Marfat.com

عالمِ جمادات کو لو۔ پتھر ایک جنس ہے اور اس کی قسم ہیں ہزاروں اقسام سینکڑوں رنگ ہیں۔ ان کے ہزاروں خواص ہیں۔ ریتلی پتھری سے لے کر یاقوت۔ الماس۔ نیلم تک غور کرتے چلے جاؤ، یہ ایک ناپیدا کنار سلسلہ ہے۔ کوئلہ۔ نمک۔ مٹی کا تیل ہزاروں معدنیات ہیں۔

عالمِ نباتات کو لو۔ زمین پر پھیل جانے والی بوٹیاں چھت پر چڑھ جانے والی بیلیں۔ زمین سے اوپر اٹھی ہوئی بوٹیاں۔ پودے۔ درخت کروڑوں اقسام کے ملیں گے۔ کوئی صرف سایہ دیتا ہے، کوئی پھل اور سایہ دونوں۔ کوئی عمارت کے کام میں بھی آتا ہے۔ ہر ایک کا پتہ، پھل، پھول، رنگت وغیرہ تاثیر بالکل الگ الگ ہے۔ تاثیرات کے لحاظ سے جڑ میں اثر اور ہے۔ پتہ میں اور اوپر کے حصے کی خاصیت اور ہے۔ اندر کے گودے کی اور میوہ میں خاصیت جدا ہے اور بیج میں جدا۔

عطر۔ گوند، عرق بھی انہی بوٹیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایسا جنگل ہے جس کی پوری سیر کوئی نہیں کرسکا۔

عالمِ حیوانات میں آؤ۔ انڈہ دینے والے، بچہ دینے والے۔ زمین کے اندر گھسنے والے زمین کے اوپر بسنے والے، دریاؤں والے، چار پاؤں والے، گھاس کھانے والے۔ ماس کھانے والے، دودھ دینے والے۔ گوشت مہیا کرنے والے۔ بوجھ اٹھانے والے۔ سواری دینے والے۔ حملہ کرنے والے۔ مطیع ہو کر رہنے والے کروڑہا اقسام کے موجود ہیں۔ بہت سے ایسے حیوان ہیں جن سے آج تک انسانی تمدن نے فائدہ اٹھانا بھی نہیں سیکھا۔ انہی کی اقسام میں طیور بھی شامل ہیں اور وہ بھی اپنی رنگتوں۔ بولیوں اور پرواز کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اپنی اپنی عادات و اطوار میں دوسرے سے متمیز ہیں۔ پرواز کی شکلیں۔ گھونسلے بنانے کی صورتیں جدا جدا ہیں۔

پھر عالمِ انسان کو لو۔ وہ سب تفاوت جو حیوانات میں تھی۔ ملک ملک کے باشندوں کی بناوٹ خط و خال وغیرہ میں موجود ہیں۔ انسانوں کے علوم الالسنہ ایک ایسی شے ہیں جس کی بابت یہ ضرب المثل صادق آتی ہے کہ ـــ از علم لغت فرشتہ عاری است ـــ انسان کی قوت ایجاد و اختراع اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ جملہ کائنات پر گویا اسی کو تصرف تام اور اقتدار کلی حاصل ہے۔

Marfat.com

پھر روحانیت میں آؤ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا وما فیہا سب کے سب ایک عالم صغیر تھے عالم کبیر تو انسان کا قلب ہے۔ جہاں حقائق و معارف کی نشو و نما ہوتی ہے۔ معانی تمثیل اختیار کرتے ہیں۔ تصورات کو درجۂ تصدیق ملتا ہے۔

یہ نہایت مختصر اشارات ہیں جو عوالم مسکونہ کے متعلق بیان کردیئے ہیں۔

کائنات الجو کو اگر بیان کرنا چاہیں اور بعدازاں علم الافلاک کا اگر ذکر کریں تو بیان اور بھی زیادہ طویل و دقیق ہو جائے۔ ایک طالبِ حق کے لئے تو اس مقام پر سمجھ لینا ہے کہ یہ سب کچھ اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِئُ، اَلْمُصَوِّرُ کی ادنیٰ قدرتوں کا بیان ہے۔

وہی ہے جو عدم کو وجود بخشتا ہے۔ وہی ہے جو جسم کو روح عطا کرتا ہے۔ وہی ہے جو سب کو اپنی اپنی شکل و صورت میں انفرادی و امتیازی شان بخشتا ہے۔

۱۵
اَلْغَفَّارُ جل شانہٗ

غَفَرَ کے معنی چھپانا، ڈھانپ دینا ہے۔ غَفَرَ الْمَتَاعَ فِی الْوِعَاءِ کپڑے صندوق میں رکھ دیئے۔ غَفَرَ الشَّیبَ بِالْخِضَابِ سفید بالوں کو خضاب سے چھپا دیا۔

مِغفر۔ کلاہ آہنی۔ غِفرہ۔ زرہ آہنی۔

اللہ تعالیٰ کا نام غَفَّار اس لئے ہے کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔ چھپا دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ گندی۔ قابلِ نفرت چیز پر مٹی ڈال دیتے ہیں۔ اور اللہ پاک ہماری آلودگیوں کو اپنی بخشش و بخشائش سے دور کردیتا ہے۔

اسی مصدر سے غَفُوْر بھی آتا ہے اور غافر الذنب بھی۔ غَفَّار قرآن مجید میں تین مقامات پر آیا ہے۔ سورۂ نُوح میں بحالتِ انفرادی اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا۔ اور سورۂ زمر و مومن میں عَزِیْزُ الْغَفَّار فرمایا گیا ہے اور عزت و قوت، قدرت و

Marfat.com

شوکت کے ساتھ غفران کی شان اور بھی عالی ہو جاتی ہے۔

حدیث ترمذی میں غفور ۳۴ پر آئے گا مگر غافر الذنب اس حدیث میں نہیں ہے۔
وَاسِعُ الْمَغْفِرَہ۔ اَھْلُ الْمَغْفِرَہ۔ خَیْرُ الْغَافِرِیْن بھی ایسے اسماء مرکبہ ہیں جو اسی مصدر سے قرآن مجید میں مستعمل ہوتے ہیں اور یہ سب غفران کے مراتب کو بحیثیت وسعت واہلیت وخیریت ظاہر کرنے والے ہیں۔

اس اسم سے تعلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ استغفار بکثرت پڑھا کریں۔ صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل دعا کو سید الاستغفار فرمایا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

"اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ معبود تو ہے اور کوئی نہیں۔ تو نے ہی مجھے بنایا ہے۔ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں جتنا کہ مجھ سے ہو سکتا ہے اپنی کرتوتوں کی برائی سے میں تیری پناہ کا خواہاں ہوں تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں مجھے ان کا اقرار ہے اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اقرار ہے تو مجھے بخش دے گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی نہیں بخشتا۔

۱۶ اَلْقَھَّارُ جلّ شانہٗ

قہر سے ہے۔ قہر کے معنی چیرگی وغلبہ ہیں۔ قَہَّار وہ ہے جو ہر ایک غالب سے غالب تر ہے۔ جو ہر ایک زبردست کو زیر رکھنے والا ہے۔ سورۃ انعام میں ہے:۔

وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ ط "وہ اپنے بندوں کے اوپر پورا غالب ہے"۔

Marfat.com

سورۂ اعراف (ع ۱۵) میں فرعون کی زبان سے ہے:۔

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ۔ "ہم بنی اسرائیل پر پورا غلبہ رکھتے ہیں"۔

کسی انسان کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی دوسرے انسان پر یا قوم پر یا ملک پر غلبۂ تام رکھتا ہے۔ اتنا ہی غلط ہے جتنا فرعون کا قول بنی اسرائیل کے مقابلہ میں تھا۔ ایسا دعویٰ تو ذلت ورسوائی اور ہلاکت و تباہی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

ہاں ربّ العالمین ہی کو یہ اسم سزاوار ہے جو ہماری رُوح۔ ہمارے جسم پر پورا غلبہ رکھتا ہے۔ ہمارا زمین پر چلنا پھرنا۔ آسمان کے تلے بے فکر رہنا سہنا محض اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء سے ہم کو حق تمتّع دیا ہے۔ ورنہ یہی زمین ہم کو اپنا لقمہ بنا سکتی ہے اور یہی آسمان پر کاہ کی طرح ہم کو جلا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (یوسف)	"یا اکیلا اللہ جو سب پر حکمران ہے"۔
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (رعد)	"وہ تو ایک اور سب کا حاکم ہے"۔
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (صٓ)	"اللہ کے سوا جو ایک اور حاکم کُل ہے اور تو کوئی بھی معبود نہیں"۔
سُبْحَانَهٗ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (الزمر)	"وہ تو پاک ہے، وہی اللہ ہے جو یکتا اور حکمرانِ کُل ہے"۔
وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (ابراھیم)	"سب کے سب اللہ کے سامنے جو یکتا اور سب کا حکمران ہے حاضر ہوں گے"۔
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (المومن)	"آج بادشاہی کس کی ہے اللہ کی ہے جو واحد اور قہار ہے"۔

غور کرو کہ اسم قہار میں ایک نرالی شان اور جلالی شان ہے۔ وہ الوہیت و وحدانیت کے سوا اور کسی اسم کے ساتھ مستعمل نہیں ہوا۔ یہی اسم ہے جو بتلاتا ہے کہ وجود کو اعیان پر اور واجب الوجود کو امکان پر کس طرح غلبہ کلی حاصل ہے کہ کوئی شے۔ کوئی امر۔ کوئی زمان کوئی مکان۔ اس کے غلبہ سے باہر نہیں۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والوں کو عبادت

Marfat.com

اطاعت اور خشیت اللہ تعالیٰ ہی کی کرنی واجب ہے۔

۱۷
اَلْوَهَّابُ جل شانہٗ

وَهَبَ وَهْبًا سے ہے ھبہ و موھب بھی اسی مصدر سے ہیں وَهَّاب کے معنی کثیر الھبہ اور دائم العطایا ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ھِبَہ کی حقیقت وہ عطیہ ہے جو بلا کسی غرض اور امید اور بلا کسی عوض کے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بادشاہ اور قوم اور ملک نے اپنی حدود سے نکال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کا عطیہ دیا۔ تو انہوں نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ۔ (ابراہیم)

"حمد اللہ کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق عطا کئے۔"

سورۂ انعام و مریم وغیرہ میں بھی اسحٰق و یعقوب علیہم السلام کی ولادت کا ذکر ہے۔ وہاں بھی اسی لفظ کے ساتھ ہے۔

سورۂ صٓ میں ہے: وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ "ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا۔"

سورۂ انبیاء میں زکریا علیہ السلام کے ہاں پسر کی ولادت کا ذکر ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی ہم نے اسے یحییٰ عطا کیا۔

سورۂ صٓ میں ہے کہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب بار دوم اولاد و اموال عطا فرمایا تو اسے بھی وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا تو وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا۔ ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بطور عطیہ بنایا۔

نبوت کو ہبۂ ربانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ رَبِّ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا۔ (الشعراء)

Marfat.com

ان آیات پر غور کرنے سے واضح ہوگا کہ اسم وَهَّابُ کے ساتھ رحمت کا ذکر ضروری ہے، اور غور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ رب العالمین کی جملہ عطایا و نعم کا مدار اُس کی رحمت ہی پر ہے اور رحمت ہی سے صفت وہابیت کا ظہور ہوتا ہے۔

وَهَّاب وہ ہے کہ عطائے صوری و معنوی اور عطیات دنیوی و اُخروی کا مالک وہی ہے۔

یہی اسم ہے جو بتلاتا ہے کہ بندہ کے پاس اس کے گھر کی کوئی شے نہیں۔ جو کچھ ہے سب دادِ الٰہی اور جُود نامتناہی کا نتیجہ ہے۔

۱۸
اَلرَّزَّاقُ جلّ شانہٗ

رزق کے معنی اکل و شرب کی اشیاء۔ مال و متاع وغیرہ ہیں۔ وہ سب چیزیں جن سے انسان متلذذ اور حسّی اور ذہنی انتفاع حاصل کرتا ہے۔ رزق میں شامل ہیں۔

قرآن مجید کی سورۂ ذاریات میں هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ آیا ہے۔

اور مائدہ و حج اور مومنون و جمعہ میں خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ آیا ہے۔

بعض اوقات ماں باپ۔ حاکم۔ محسن۔ بادشاہ کو یہ گمان ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بچہ یا شخص کو رزق دیا کرتے ہیں۔ اگر ان کو عارضی طور پر ان کے دعویٰ میں سچا سمجھ لیا جاوے۔ تب بھی واضح جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رزق رسانی بدرجہ اتم و اکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھو۔ کوئی روٹی کا بھوکا ہے۔ کوئی گوشت کا۔ کوئی گھاس کا۔ کوئی ذوق و شوق کا۔ کوئی محبت کا کوئی ذکر کا۔ ہر ایک کو رزق پہنچانا اُسی رزّاقِ مطلق کا کام ہے۔

ایک غذا کے اندر معدہ، اعصاب، شرائین۔ جگر طحال۔ قلب و دماغ کے پرورش کرنے والے الگ الگ اجزاء ہیں اور ہر ایک عضو اپنی اپنی غذا کو چوس لیتا اور دوسرے عضو کا حصّہ اُس کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

ایک ہی جسم کے اندر رزق کی ایسی تقسیم رزاق مطلق کے سوا اور کون کر سکتا ہے ۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنیوالے کو لازم ہے کہ بھوکوں کو روٹی کھلایا کرے اور رمضان شریف میں روزے کھلوایا کرے ۔

۱۹
الفتّاح جلّ شانہٗ

فتح کے معنی لغت میں کشائش و کشودگی کے ہیں ۔ کلید کو مفتاح اسی لئے کہتے ہیں ۔

فتح کے معنی فیروزی بھی ہیں ۔ اس چیز کا پہلا حصّہ فواتح القرآن ۔ قرآن مجید کی ابتدائی سورتیں ۔ فاتحۃ الکتاب ۔ سورۃ الحمد شریف ۔ فتوح موسم بہار کی پہلی بارش ۔

اب دیکھو کہ قرآن مجید کن کن معانی میں استعمال کرتا ہے ۔

فَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ ۔ (یوسف) "جب انہوں نے اپنا سامان کھولا"

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ ۔ (اعراف) "ہم نے اُن پر آسمانی برکتوں کی افزونی کردی"

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا ۔ (الشعراء) "مجھ میں اور اُن میں فیصلہ کر دے"

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ ۔ (التسجدہ) "کہدے کہ قیامت کے دن کافروں کو اس روز کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا"

قیامت کو یوم الفتح کہا جس روز ساری حقیقت کھل جاوے گی ۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۔ (الفتح) "ہم نے تجھے کھلی واضح فتح دی ہے ۔ نصرت مبین فرمائی ۔"

اب یہ غور کرو کہ فتّاح جو اسماء حسنےٰ میں سے ہے ۔ اس کا استعمال اسم علیم کے ساتھ ہوا ہے ۔

فتّاح ــــ وہی ہے جو مشکلات مہمات کو کھول دیتا ہے ۔

فتّاح ــــ وہی ہے جو دل کو حق کے لئے کھول دیتا ہے ۔

فتّاح ــــ وہی ہے جو زبان پر علوم کو جاری فرما دیتا ہے ۔

Marfat.com

فَتَّاح ــــ وہی ہے جو انکشافِ علوم کے ساتھ آنکھوں کے پردے دُور کر دیتا ہے۔

فَتَّاح ــــ وہی ہے جو اہلِ حق و باطل کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے۔

فَتَّاح ــــ وہی ہے جو صادقین سے صدق کو ظاہر کرتا۔ کاذبین کی اصلیت کو سب پر کھول دیتا ہے۔

اہلِ ایمان کو اُسی کی ذاتِ مقدس سے کشائش ظاہری و باطنی کی اُمید رکھنی چاہیئے۔

اس اسم کے ساتھ تعلق کا طریق یہ ہے کہ اہلِ حاجات کی اعانت میں ہمدردی کے ساتھ حصّہ لیا کرے۔ اس اسم کی تحت میں یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَكَوَامِلَهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ۔ اٰمِين

"یا اللہ میں تجھ سے نیکی و بہبودی کی تمام قسمیں، شروع کی اور خاتمہ کی ہر طرح سے جامع۔ ہر طرح سے کامل۔ پہلی اور پچھلی۔ بیرونی اور اندرونی کا سوال کرتا ہوں۔ میں جنت کی درجاتِ بلند کا بھی تجھ سے سوالی ہوں اے اللہ یہ سب مجھے عطا فرما۔

۲۰
اَلْعَلِيْمُ جلّ شانہٗ

اللہ تعالیٰ کے نہایت مشہور اسماء میں سے ہے۔ علم سے علیم بنا ہے۔ روایتِ ترمذی میں تو علم سے مشتق صرف یہی نام آیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے عالم بھی آیا ہے: وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عَالِمِيْنَ۔[1]
اعلم بھی آیا ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔[2]

۵ امقامات دیگر میں بھی یہ اَعْلَمُ آیا ہے۔ قرآن مجید میں عَالِمُ الْغَيْبِ بھی آیا ہے۔ اور عَلَّامُ الْغُيُوْبِ بھی۔

---

[1] ہم ہر شئے کو جانتے ہیں۔

[2] اللہ خوب جانتا ہے۔ جہاں اپنی رسالت کو قائم کرتا ہے۔

Marfat.com

آیاتِ ذیل پر غور کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کی صفت کے مختلف مدارج معلوم کر سکیں۔

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (آل عمران) — "اللہ سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔"

۲۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل) — "جو تم عمل کرتے ہو اللہ انکا علم رکھتا ہے۔"

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرہ) — "اللہ تو ہر شے کا جاننے والا ہے۔"

۴۔ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرہ) — "اللہ تو وسعت دینے والا۔ علم رکھنے والا ہے۔"

۵۔ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (البقرہ) — "وہ تو مخلوق کی پیدائش کی حالت کو جانتا ہے۔"

۶۔ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (یٰس) — "یہ اندازہ ہے عزیز و علیم کا۔"

۷۔ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ (ھود) — "جو کچھ تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو۔ اللہ سب کو جانتا ہے۔"

۸۔ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ (الفرقان) — "آسمان کے راز کو جانتا ہے۔"

۹۔ یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ (الرعد) — "ہر ایک شخص کے اعمال کا علم رکھتا ہے۔"

۱۰۔ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ (السباء) — "زمین میں آنے والی اشیا کو جانتا ہے۔"

۱۱۔ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ (المومن) — "آنکھوں کی خیانت تک کا اسے علم ہے۔"

۱۲۔ اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی (الرعد) — "اللہ کو علم ہے کہ ہر ایک مادہ کے شکم میں کیا ہے۔"

۱۳۔ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا۔ (السباء ع ۱) — "جو کچھ زمین میں آتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے۔ جو جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو جو کچھ آسمان کو چڑھتا ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے۔"

۱۴۔ عَالِمِ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْبَرُ۔ (السباء ع ۱) — "وہ غائب کو جاننے والا ہے۔ ذرّہ کے وزن برابر چیز یا اس سے بڑی یا اس سے چھوٹی وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، اللہ سے چھپی ہوئی نہیں۔"

۱۵۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ — "ہم نے اپنے علم کی وجہ سے ان کو جملہ عالم پر پسند فرمایا۔"

Marfat.com

۱۶- وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا - (انعام ع ۸) — "میرا رب علم سے ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے۔"

۱۷- وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (اعراف ع ۹) — "ہمارا رب علم سے ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے۔"

۱۸- إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ (الاحقاف ع ۳) — "علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔"

۱۹- أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللهِ (ھود ع ۲) — "اللہ نے قرآن کو اپنے علم سے اتارا ہے۔"

۲۰- قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ (ق ع ۱) — "زمین مردہ اجسام میں جو کمی کرتی ہے اللہ کے علم میں ہے۔"

۲۱- أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ (النساء ع ۱۷) — "قرآن کا نزول علم الٰہی سے ہوا۔"

۲۲- وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ (یوسف) — "یعقوب صاحب علم تھا کیونکہ ہم نے اُسے سکھلایا تھا۔"

۲۳- وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ (الحجر ع ۲) — "پہل کرنے والوں کو ہم جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی۔"

۲۴- وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ (الحجر ع ۲) —

۲۵- بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (یونس ع ۱۲) — "جسے ان کا علم احاطہ نہ کر سکا۔ اُنہوں نے اس کی تکذیب کر دی۔"

علم الٰہی کے متعلق ہم نے بست و پنج آیات کا انتخاب کیا ہے۔ علم الٰہی کے متعلق اور بہت آیات ہیں۔ لیکن ان آیات پر تدبر کرنے سے ان کے مطالب پر بھی احتواء ہو سکتا ہے (انشاء اللہ)

علم الٰہی کے متعلق مبتدعہ فرقوں میں اختلاف شدید ہیں۔ اُن کے بیانات تضاد و تناقص سے مملو ہیں۔

یہ لوگ پہلے خود ایک اصطلاح مقرر کرتے ہیں۔ پھر اُن اصطلاحی الفاظ کی تائید و تشیید میں زور لگائے جاتے ہیں یا انہی پر عدل و توجیہہ کو مبنی بتایا جاتا ہے یا انہی پر رشد و ضلال کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔

کوئی شوخی سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔ کوئی اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مستقبل کا علم نہیں وغیرہ وغیرہ۔

کاش! عرفان الٰہی کو کلام الٰہی سے حاصل کرتے اور راستے دُور دراز چکر میں نہ پھنستے۔

Marfat.com

یہ آیات تبلاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ دل و سینہ کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اعمالِ انسانی کا علم ہے۔ وہ انسان کی دل اور آنکھ کی خیانت سے واقف ہے۔

زمین کے اندر کے راز۔ آسمانوں کے اوپر کے اسرار سب اس کے علم میں ہیں۔ زمین سے اوپر کو اُٹھنے والی چیزیں۔ اوپر سے نیچے نازل ہونے والی چیزیں۔ ذرّہ ذرّہ۔ قطرہ قطرہ اس کے علم میں ہے، ذرہ اور قطرہ کی بھی چھوٹی سے چھوٹی جسامت اس کے علم سے باہر نہیں۔ گزری ہوئی اُمتیں آنے والی نسلیں سب اس کے علم میں ہیں۔

جن پاک بزرگوں کو نبوت و رسالت کے مناصب پر ممتاز فرمایا۔ وہ بھی علم الٰہی کا ثمر تھا۔ قرآن مجید بھی علم الٰہی سے نازل ہوا۔

قرآن مجید میں ان سینکڑوں پیشگوئیوں کو دیکھو۔ جن میں ملک۔ ملک اور قوم قوم کے عروج و زوال کی اطلاعیں دی گئی ہیں اور وہ پھر پیشگوئیاں اپنے اپنے ملک اور اپنے زمانہ میں ٹھیک اُسی طرح پوری ہوتی رہیں۔ نزول قرآن پاک کے بعد اُن میں سے سینکڑوں نے اپنے وقت پر پورا ہونا ہے۔

لوگ اہل علم کو دیکھتے ہیں لیکن اس علیم سے بے خبر رہتے ہیں جس نے علم کو پیدا کیا جس نے معلومات کو پیدا کیا۔ جس نے علم و معلومات میں وابستگی دی۔ جس نے سوچنے والا دماغ، سمجھنے والا دل۔ سننے والے کان۔ بولنے والی زبان پیدا کی۔ یہی تو وہ آلات ہیں جن پر وجودِ علم کا انحصار ہے۔

اگر کوئی شخص معالم و معارف حقائق و دقائق میں کوئی حصہ رکھتا ہے تو وہ لِمَا عَلَّمْتَنَا کی تحت میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی غلطی یا جہل میں گرفتار ہے تو وہ لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ کی تحت میں ہے۔

اگر کوئی شخص علم کا جویا ہے تو آستانِ علیم پر جبیں سائی کیا کرے اور اگر کوئی شخص جہل سے نفور ہے تو وہ اسی عالم الغیب والشہادۃ کے حضور میں دستِ دعا دراز کیا کرے۔

اگر تاریک کمرہ میں ایک دھنہ سوزن کے برابر بھی روزن ہے تو وہ بھی خورشید عالمتاب کی کرن سے روشن ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایک صداقت طلب کے قلب کو منور

Marfat.com

کردے گا۔ جب وہ شخص اپنے دل کو مالک کے علم کے سامنے پیش کردے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

۲۱

السَّمِیعُ جل شانہٗ

اللہ تعالیٰ کے نہایت مشہور اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

سَمِیع وہی ہے جو جملہ مسموعات کا سُننے والا ہے۔

سَمِیع وہی ہے جو جملہ اصوات کا سننے والا ہے۔

سَمِیع وہی ہے جو جملہ اقوال والفاظ اور کلمات وعبادات کا سُننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا۔ (المجادلہ ع ۱)

"اللہ نے سُن لی بات اُس عورت کی جو تجھ سے اپنے شوہر کی بابت جھگڑتی اور اللہ کی طرف اُٹھاتی تھی۔ اللہ تو تم دونوں کی بات چیت کو سُن رہا تھا"

اس آیت میں الفاظ اور کلمات کی سماعت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا۔ (آل عمران ع ۱۹)

"اللہ نے اُن لوگوں کی بات سُنی جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ ہم اُن کی کہی ہوئی بات لکھ لیں گے"

اس آیت میں بھی قول اور الفاظ کی سماعت موجود ہے۔

ہاں اللہ وہی ہے جو دعاؤں کا سُننے والا ہے (آل عمران ع ۴) میں ہے اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔ سورہ ابراہیم میں ہے: اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ

قرآن مجید میں اسی اسم کا استعمال مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوا ہے:۔

چودہ مقامات پر عَلِیْم کے ساتھ۔ یعنی سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اَلسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کی صورت

Marfat.com

ہیں اور پانچ مقامات پر اسم بَصِیْر کے ساتھ اور ایک مقامات اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ کے طور پر واقع ہوا ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ سَمِیْع بمعنی عَلِیْمٌ یا بمعنی بَصِیْر نہیں ہے بلکہ ہر ایک اسم مستقل ہے اور اپنی خصوصیات کو جُدا گانہ لئے ہوئے ہے۔

بیشک یہ ضروری تھا کہ قرآن پاک ایسے اسماء کے استعمال کے ساتھ ساتھ شائبہ تشبیہہ پیدا ہونے دے۔ لہٰذا بندہ کی سماعت کی حقیقت اس طرح پر ظاہر فرمادی۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ "تمہاری سمع و بصر اسی کی پیدا کردہ ہیں" (مومنون)

اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ۔ (یونس) "تمہاری سمع و ابصار کا مالک بھی وہی ہے"

لہٰذا بندہ کی سماعت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سماعت سے کوئی نسبت باہمی نہیں۔ ہاں سمیع وہی ہے جو چرند و پرند و حوش درندہ کی بھی سُنتا ہے۔ سمیع وہی ہے کہ کروڑوں اصوات اور ہزاروں لاکھوں لغات اور لاتعداد معروضات اُس کی سماعت میں خلل انداز نہیں ہو سکتے وہ بے زبانوں کی بھی سُنتا ہے اور سب بندوں کی ضروریات کو بھی نافذ فرماتا ہے۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ مالک حقیقی کو اپنی معروضات کا سُننے والا یقین کر کے ہر وقت اُسی سے عرض و معروض کا سلسلہ جاری رکھے۔ مطلب دنیا کا ہو یا دین کا۔ مادی ہو یا روحانی — ہر شے ہر چیز کا سوال اسی مالک سے کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ پسند ہے جو اس سے مانگتا رہتا۔ سوال کرتا رہنا۔ اُس کی جناب میں گڑگڑاتا رہتا ہے، اور وہ ایمان رکھتا ہے کہ میرا ایک ایک حرف حضور قدسی تک پہنچ رہا اور سمیع القدیر تک باریاب ہو رہا ہے۔

۲۲
اَلْبَصِیْرُ جل شانہٗ

بصر سے ہے، بصر اس قوت کو کہتے ہیں جو مشہودات کا ادراک کرتی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو جملہ مبصرات ومدرکات ومشہودات کا ادراک حاصل ہے۔ ہاں اس کا بصیر ہونا صفتِ بَصَر سے ہے۔ نہ صرف ادراک ہی سے۔

وہ الوان و اجسام۔ افعال و اعمال۔ ہیئات و اشکال کا دیکھنے والا ہے۔ ہر شے جس کا تعلق دید سے ہے وہ اُسے دیکھنے والا ہے۔ آیات ذیل پر غور کرو۔

(۱) وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد۔ (آل عمران) "اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے"

(۲) فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْر۔ (انفال ع ۵) "اللہ بندوں کے اعمال کو دیکھنے والا ہے"

(۳) اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ۔ (شوریٰ ع ۲) "اللہ ہر شے کو دیکھنے والا ہے"

یہ اسم قرآن پاک میں کہیں اسم سمیع کے ساتھ اور کہیں اسم خبیر کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔

ہاں رب العالمین وہ ہے جس نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ (الدھر)

رب العالمین وہ ہے جس نے مخلوق کے لئے بصائر کو نازل فرمایا ہے قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ۔ (انعام ع ۱) "تمہارے رب کی طرف سے بصائر آئی ہیں"

رب العالمین وہ ہے کہ ابصار کو اس کا ادراک نہیں اور اسے ابصار کا ادراک حاصل ہے۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَار ـــــ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ ابصار کا ادراک کر سکتا ہے"

رب العالمین وہ ہے جو ہماری سمع و بصر کا مالک ہے اَمْ مَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَار (یونس ع ۴) "شنوائی و بینائی کا مالک کون ہے"

رب العالمین وہ ہے جس نے کان کی ہڈی کو سُننا۔ آنکھ کی چربی کو دیکھنا۔ زبان کے گوشت کو بولنا سکھایا ہے۔

رب العالمین وہ ہے کہ سمندروں کی گہرائیاں۔ رات کی تاریکیاں، اس کی دید کے مانع نہیں، دلوں کی حالتیں اور طبائع کے اطوار سب اُس کی نظر کے سامنے ہیں۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر یقین کرتا

Marfat.com

ہوا ایسے افعال کا ارتکاب نہ کرے، جسے کسی دیکھنے والے کے سامنے نہیں کر سکتا۔
اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں اپنے قلب کو دے دے اور پھر دیکھے کہ دل اور معتقدات دل کس قدر محفوظ ہو گئے ہیں۔

۲۳
اَللَّطِیفُ جل شانہٗ

لطف سے ہے۔ لطف کے معنی گفتار و کردار میں نرمی اور مہربانی کے ہیں۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے۔ کیونکہ اس کے جملہ افعال و اقوال بندوں پر۔ رفق و مدارا در مہربانی و عنایت کے ہیں اللہ تعالیٰ لطیف ہے۔
اسی کی لطف صوری نے اشیائے مادیہ۔ صور جمیلہ۔ ہیئات موزوں۔ اجسام لطیفہ اجرام نورانیہ کو خوشنمائی تناسب۔ نورانیت، شفافی، موزونی اور رنگارنگی عطا کی ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اُسی کے لُطف علمی نے علما و عقلاء۔ سالکین و شائقین۔ مجاہدین و علماء راسخین۔ اولیاء و اصفیاء اور انبیاء کو بقدر مراتب عرفانِ علمی عطا فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اسی کے لطفِ عملی نے صاحبانِ عقل کو معاش معاملت دوران کو منفعت۔ اہل شعور کو آگاہی۔ اہل تقویٰ کو بصیرت عطا فرمائی ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اُسی کے لطفِ باطنی نے نیک نفسان و صافی طینتاں۔ قانع مزاجان اور آزاد طبع گروہ کو حظ وافر عطا فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اُسی کا لطفِ تکوینی موجودات کو فیضانِ وجود عطا کرتا اور عدم سے ہستی بخشتا ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اسی کا لطفِ معنوی اشیاء مجردہ عقول و نفوس اور ملائیکہ و انبیاء کے باطن کی تربیت فرماتا۔ صالحین پر اس لطیفہ نور کا پرتو ڈالتا ہے۔
اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اسی کا لطفِ دنیوی اُمراء و سلاطین دنیا کو حظوظ و

Marfat.com

کامرانی بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور اسی کا لطفِ اُخروی اہل قرب سے معیت رکھتا۔ اہل ایمان کو نجات۔ اہل احسان کو لقا بدرجۂ اتم و اکمل آخرت میں عطا فرمائے گا۔

(ب) لطف کے معنی دانائے اُمورِ مخفیہ اور واقفِ دقائق عجیبہ بھی ہیں۔
اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ (یوسف) اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ (الشوریٰ) انہی معنی میں ہے قرآن مجید میں اسم خبیر کے ساتھ اس کا استعمال ہوا ہے۔

وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (الملک) اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ۔ (لقمٰن) معنی یہ ہیں کہ وہ اسرار جو لوگوں کے سینوں میں مخفی ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔ وہ اخبار جو لوگوں کے درمیان اشاعت گرفتہ ہیں اُن سے بھی باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لطف و مہربانی جملہ امور میں ہماری ہادی و رہنما ہے۔ اسی سے توفیق خیر ملتی ہے۔
اس اسم کے ساتھ تخلق کرنیوالوں کو لازم ہے کہ بنی نوع کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آیا کریں اور جو کوئی شخص مصیبت کے وقت امداد چاہے اُس سے بقدرِ وسعت دریغ نہ کریں۔

۲۴
اَلْخَبِیْرُ جل شانہٗ

خَبَر سے بھی خَبِیْر بنتا ہے اور خُبُرَت سے بھی۔

لہٰذا خبیر وہ ہے جو جملہ اخبار غیب و شہادت کی اطلاع پر حاوی ہے جو دنیا و آخرت کے احوال کو جانتا ہے جسے جملہ وقائع کی خبر ہے جو دانائی و زیرکی کا مالک ہے۔

جب خَبِیْر کے ساتھ عَلِیْم کا اسم ہوتا ہے۔ تب علیم کا تعلق علم ذات سے ہوتا ہے اور خَبِیْر کا تعلق دوسرے کے افعال سے۔ قرآن مجید میں اس اسم کا اطلاق کہیں اسم بَصِیْر کے ساتھ کہیں علیم کے ساتھ اور کہیں اسم لطیف کے ساتھ ہوا ہے۔
اور یہ جملہ اسماء اطلاع و خبر اور واقفیت و علم کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں۔

Marfat.com

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ خبرت و آگاہی حاصل کریں۔ مداومت ذکر رکھیں۔ غرباء و مساکین کے احوال کی خبر لیتے رہیں۔

۲۵
اَلْحَلِیْمُ جلّ شانہٗ

حلم کے معنی بُردباری - آہستگی اور عقل ہیں۔ آیت اَمْ تَاْمُرُھُمْ اَحْلَامُھُمْ میں عقل و دانش ہی کے معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حلیم ہے یعنی تغیرات اعتیاریہ اس کی ذات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے غضب اس کی رحمت پر غالب نہیں آسکتا اور رحمت اس کی صفت غضب کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔

وہ معزّ بھی ہے اور مذل بھی۔ اور ہر دو اوصاف کے ساتھ غیر متغیر بھی۔

اللہ تعالیٰ حلیم ہے یعنی انتقام کے لئے جلدی نہیں کرتا۔ اور گناہ کی سزا میں رزق بند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر قربانی فرماتے ہوئے ان کو حلیم فرمایا ہے یعنی اسمٰعیل علیہ السّلام میں اس قدر تمکین نفس اور وقار ذات تھا کہ جو سکون و اطمینانِ قلب اُن کو خبرِ قربانی کے سننے سے پیشتر حاصل تھا۔ وہی حالت ان کی قربانی بنائے جانے کی خبر سُن لینے پر بھی قائم رہی، یہ دہشت ناک خبر اُن کے مزاج میں کوئی تغیر پیدا نہ کر سکی۔

قرآن مجید میں اسم حلیم مندرجہ ذیل اسماء کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

اسم غفور کے ساتھ	وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ	(بقرہ و مائدہ)
اسم غنی کے ساتھ	وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ	(بقرہ ع ۲۷)
اسم علیم کے ساتھ	اِنَّ اللّٰہَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ	(حج ع ۹)
اسم شکور کے ساتھ	وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ	(تغابن ع ۹)

Marfat.com

ان اسماء حسنیٰ کے ساتھ اس اسم کی ترکیب یہ معنی پیدا کرتی ہے۔

غفران کے ساتھ حلم کا ہونا بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو جلد عذاب نہ دینا اس لئے ہے کہ اس کی مغفرت بندہ کو توبہ کی مہلت عطا فرماتی ہے اور غنی کے ساتھ حلم کا ہونا بتلایا ہے کہ رب العالمین کو ایذا دینے والے۔ شرک کرنیوالے۔ کفر کرنے والے۔ اللہ کی نگاہ میں بالکل حقیر وذلیل ہیں اور علم کے ساتھ حلم کا ہونا بردباری کی انتہا ہے۔

اور علیٰ ہذا شکور کے ساتھ علیم کی ترکیب ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال حسنہ کو قبول فرماتا، اور ان کو بڑھاتا۔ اور اعمال سیئہ کے کفارہ میں دیر و درنگ کرتا اور آہستگی کے ساتھ زمان مستقل تک اصلاح کی مہلت عطا فرماتا ہے۔

اس اسم کے ساتھ تخلق کرنے والوں کو بُردباری حاصل کرنی چاہیئے۔ جب سُنے کہ فُلاں شخص اس کی غیبت کرتا۔ اس پر بہتانِ باندھتا ہے۔ تب سکون ووقار کے ساتھ رہے۔ قوتِ برداشت کو مضبوط بنائے اور منتظر رہے کہ زمانِ آئندہ میں رب العالمین اس کے کیا کیا نتائج پیدا کرے گا۔

۲۶
العظیم جلّ شانہٗ

عظمت سے ہے۔

اہلِ دنیا کی زبان میں لفظ عظمت کا اطلاق طول۔ عرض وعمق پر ہوتا ہے اور جب ابعادِ ثلاثہ میں ایک شے کی بڑائی دوسری پر بیان کرنی ہو تب لفظ عظمت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ۔ (نمل ع ۳) — یعنی ملکہ سبا کا تخت لمبائی۔ چوڑائی۔ اُونچائی میں بہت بڑا تھا۔

فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ (شعراء ع ۴) — سمندر کے پانی کا ہر ایک ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا بن گیا تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد معقولات و مجردات میں بھی لفظ عظمت کا استعمال ہوتا ہے۔

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْم (نور)	"یہ بہتان بہت بڑا ہے"
اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا (بنی اسرائیل)	"تم بہت بڑی بات کہتے ہو"
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (نساء ع ۱۲)	"اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (نساء ع ۱)	"اللہ کا فضل اپنے نبی پر بہت بڑا ہے"

اللہ تعالیٰ عظیم ہے کیونکہ اسے عظمت ذاتی حاصل ہے۔ وہ اُلوہیت کے مرتبہ بزرگ کا مالک ہے۔

وُہ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم ہے۔ (سورۂ مومن)

وُہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

وُہ قرآن عظیم کا اُتارنے والا ہے۔

وُہ بندہ کو کرب عظیم سے نجات دینے والا ہے۔

وُہ بناء عظیم کو ظہور میں لانے والا ہے۔

وُہ ملک عظیم کا عطا کرنے والا ہے۔

وُہ فوز عظیم تک بندوں کو لے جانے والا ہے۔

وُہ عظمت و کبریائی اور جبروت و ملکوت کا مالک ہے۔

اُس کی عظمت کے سامنے ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مخلوق کمتر از ذرہ ہے۔

مادیات کی بڑائی کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْم "اپنے رب کی جو عظمت والا ہے کے نام کی تسبیح کیا کرو" ( )

اسی کی تعمیل میں رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھا جاتا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے جس نے تین بار یہ پڑھ لیا فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ اس کا رکوع پورا ہو گیا۔ اور یہ تین بار کہنا۔ ادنیٰ شمار ہے۔ زیادہ سے زیادہ فرض میں کتنا پڑھنا چاہیئے اس کی بابت وضاحت کے ساتھ کوئی حکم نہیں ملتا۔

Marfat.com

انس رضی اللہ عنہ نے ایک بار عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رحمہ واسعہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور ان کے رکوع وسجود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ تر بتلایا تھا۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ اس نماز میں دس دس بار تسبیح ہم کہہ لیا کرتے تھے۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنیوالوں کو رب العالمین کے حضور میں خضوع وخشوع سے پیش ہونا چاہیئے۔

۲۷
اَلْغَفُوْرُ جل شانہٗ

لغوی معنی کا ذکر اسم احسن غفار ۱۴ پر کیا جا چکا ہے۔ غَفُوْر اور غَفَّار دونوں اسماء غفران سے بطور صیغہ مبالغہ مستعمل ہیں۔

معنی غفار کا تعلق مغفور بندوں کی تعداد سے ہے۔ یعنی غفار وہ ہے جو حد سے افزوں تعداد کے گناہوں کو معاف کرے۔

اور غفور کے معنی میں مغفرت کا زائد از مقدار ہونا واضح ہوتا ہے۔ یعنی غفور وہ ہے جس کی عطا و بخشائش لا انتہا ہے۔

(ب) غافر وُہ ہے جو بروز محشر گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔

اور غفّار وُہ ہے جو بندوں کے گناہوں کو ملائکہ کی بھی آنکھوں سے چھپا دے اور وُہ ہے جو بندوں کے دل سے بھی گناہوں کی یاد اور ان کا اَلم اور احساس وانفعال کھو دے۔

قرآن مجید میں یہ اسم ۔ اسم رَحِیم کے ساتھ	۷۵ دفعہ
اسم عَزِیز کے ساتھ	۲ دفعہ
اِسم عَفُو کے ساتھ	۵ دفعہ
اسم شکُوْر کے ساتھ	۲ دفعہ
اسم حلیم کے ساتھ	۱ دفعہ

Marfat.com

اِسم وَدُوْد کے ساتھ	ا دفعہ
صفت ذوالرّحمۃ کے ساتھ	ا دفعہ
مفرد	۵ دفعہ
کل	۹۲ دفعہ آیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت اس لئے بھی ہے کہ وہ عزت و بردباری والا ہے۔
اور اس لئے بھی کہ وہ شکر قبول کرتا ہے۔
اور اس لئے بھی کہ وہ سب سے محبت کرتا ہے۔
اور اس لئے بھی کہ وہ عاجز بندوں پر رحم کھاتا ہے۔
اور سب سے زیادہ وجہ یہی رحم شاہانہ ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والے کو لازم ہے کہ اپنے بیشمار گناہوں کا تصور کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی مغفرت پر جو مقدار و تعداد اور اندازہ و شمار سے بڑھ کر ہے۔ یقین رکھے اور جان لے کہ غفران الٰہی سب کو مٹا دینے والا۔ پردہ ڈال دینوالا۔ دھو دینے والا ہے۔ بندہ کا جتنا زیادہ مضبوط یقین غفران ربانی پر ہوگا اسی قدر زیادہ وہ غفران سے بہرہ یاب ہوگا۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ اسم ارتکاب گناہاں کے لئے جرأت آموز مستقبل نہیں بلکہ آئندہ کیلئے شرم دلانے والا، گناہوں سے روکنے والا اور ماضی کو مزکی کردینے والا ہے۔

۲۸
اَلشَّکُوْرُ جلّ شانہٗ

شکر سے ہے۔ شکر کے چند معانی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکور ہونا ان سب معانی سے ہے۔
الف، شکر کے معنی، مدح و ثنا بیان کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ شکور ہے کیونکہ اس نے اپنی ذات کی خود مدح و ثنا فرمائی ہے۔ اپنی صفاتِ عالیہ خود بیان فرمائی ہیں۔

Marfat.com

ب ۔ شکر کے معنی کسی کام کا قبول کرنا ۔ اور کسی خدمت سے راضی ہو جانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ شکور ہے ۔ وہ بندوں کے اعمال صالحہ کو قبول فرماتا ہے اور ان کی عبادات و طاعات سے رضامند ہوتا ہے ۔ سورۂ ملائکہ میں ہے ۔

اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۔ "وہ تو ضرور ہی غفور اور شکور ہے ۔"

نیز اسی سورت میں ہے ۔

رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۔ "ہمارا رب گناہ بخشنے والا بھی ہے ، اور طاعات کو قبول کرنے والا بھی ۔"

سورہ تغابن میں ہے ۔

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ یعنی وہ طاعات کو قبول کرتا گناہوں پر بُردباری فرماتا ہے ۔"

ہاں اللہ تعالیٰ شکور ہے کہ وہ اپنے عباد کو توفیق شکر دیتا ہے ۔

ہاں اللہ تعالیٰ شکور ہے کہ وہ شکریہ شاکرین کو قبول فرماتا ہے ۔

ہاں اللہ تعالیٰ شکور ہے کہ وہ شکر پر نعمت مزید اور ارزانی فرماتا ہے ۔

اِس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ جو شخص ان کی خدمت کرے ۔ اسے بہ شکر گزاری سے یاد رکھیں ۔ ارباب حقوق کے حقوق تلف نہ کریں ۔

۲۹
اَلْعَلِیُّ جلّ شانہٗ

عُلُوّ سے ہے ۔ جس کے معنی بلندی ، بزرگی ، بلندی مرتبہ ، کلانی اور توانائی ہیں عُلُوّ کے معنی غلبہ بھی ہے ۔

عَلَا النَّهَارُ دن چڑھ آیا ۔
عَلَى الدَّآبَّةِ گھوڑے پر سوار ہو گیا ۔

Marfat.com

عَلَا فِي الْمَكَارِمِ — خصائل بزرگی میں برتر ہو گیا۔
عَلَا فِي الْاَرْضِ — ملک میں بزرگ منشی کرنے لگا۔ مغرور بن گیا۔
عَلَا بِالْاَمْرِ — حکومت میں بڑھ گیا۔ یا مستقل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے کہ وہ سب سے غالب اور توانا ہے۔
اللہ تعالیٰ عَلِیّ ہے کہ علوانیت اور ارتفاع مرتبت اسی کو حاصل ہے۔
اللہ تعالیٰ عَلِیّ ہے کہ وہ جملہ سفلیات و علویات سے بالاتر ہے۔

قرآن مجید میں اس اسم کا استعمال اسم حکیم کے ساتھ بھی ہوا ہے۔
اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِيْم — "بے شک وہ برتر حکمت والا ہے"
لَعَلِیٌّ حَكِيْم — "وہ تو ضرور بالاتر اور حکمت والا ہے"

اور اسم کبیر کے ساتھ بھی:-
فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِيْرِ (مومن ع، حج، لقمٰن) — "اللہ ہی کے لئے حکم ہے جو برتر اور بزرگ تر ہے"

اور اسم عظیم کے ساتھ بھی۔
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ (بقرہ) — "وہ برتر اور عظمت والا ہے"

اور ان آیات سے مستفاد ہوتا ہے کہ عُلُوّ ربانی حکمت و کبریائی اور عظمت الٰہی کیساتھ ہے بیشک عَلِیّ وہی ہے جو اپنے خاص برگزیدہ بندوں کیلئے برترین تعریف کو دنیا میں قائم فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ (مریم ۶) — "ہم نے ان کے لئے سچی اور برتر تعریف قائم کر دی"

بے شک عَلِیّ وہی ہے جس نے ادریس علیہ السلام کو مرتبت علیا پر ممتاز فرمایا تھا۔
وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ (مریم ع ۶) — "ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھایا"

بیشک عَلِیّ وہی ہے جس کا نام بلند ہے جس کا حکم بلند ہے جس کی شان بلند ہے۔
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ (توبہ ع ۴) — "اللہ ہی کا فرمان بزرگ و برتر ہے"

واضح ہو کہ اسی مادہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اور عَلَم باسم اَعْلٰی بھی قرآن مجید میں ہے۔ گو اس حدیث ترمذی میں یہ عَلَم موجود نہیں۔

Marfat.com

صفات کے متعلق دیکھو۔

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ (نحل ع ۶) "اللہ کے لئے برترین مثال ہے۔"

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ (روم ع ۳) "اللہ کے لئے مثال بھی سب سے برتر ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے لئے بطور علم فرمایا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۙ (سورۃ اعلیٰ) "رب کی جو سب سے برتر ہے نام کی تسبیح کیا کرو۔"

اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى۔ (اللیل) "رب ہی کی ذات کی رضامندی کے لئے صدیق عمل کیا کرتا ہے۔"

جو بزرگ اس اسم سے تخلق پیدا کرنا چاہیں۔ ان کو علو ہمت پیدا کرنی چاہیئے اور ہمیشہ ترقیات مراتب باطنی میں ساعی رہنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۙ کی تعمیل میں نماز پڑھنے والے کو حکم ہے کہ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا کرے۔ سُنن ابوداؤد کا حوالہ اسم عظیم کے تحت لکھا گیا۔ اسی حدیث میں سجدہ کی بابت بھی یہی ہے کہ جس نے تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھ لیا اُس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہو گا۔

واضح ہو کہ رکوع و سجود میں پڑھنے کے اذکار اور بھی ہیں جو نہایت صحیح احادیث میں آتے ہیں۔ اس جگہ تیمناً صرف اس حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے جو مولیٰ علی مرتضیٰ کی روایت سے صحیح مسلم میں ہے رکوع میں پڑھا کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ۔ "یا اللہ تجھے رکوع کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں تیری فرماں برداری کرتا ہوں میری شنوائی میری بینائی۔ میری ہڈیوں کا گودا۔ میرے پٹھے تیرے حضور میں جھکے ہوئے ہیں۔"

سجدہ میں پڑھا کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ "یا اللہ میں تجھے سجدہ کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ میرا

Marfat.com

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ لَهُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

چہرہ اسے سجدہ کرتا ہے جس نے اُسے بنایا صورت درست کی کان اور آنکھیں چہرہ پہ لگائیں اللہ بڑی برکتوں والا ہے۔ سب سے بہتر صورت آفریں ہے۔

۳۰
اَلْکَبِیْرُ جلّ شانہٗ

کِبر سے ہے۔ اہل دنیا میں کبر کا استعمال کلاں سِن وسال کے متعلق یا تخصیص کیا کرتے ہیں۔ مطلقاً بزرگی و بزرگ منشی بھی اس کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے ارفع اعلیٰ ہے اس کے اسم احسن میں مطلق برتری وعظمت کے معنی ہی مقصود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور جملہ موجودات زمانی وغیر زمانی پر اسے سبقت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور اس کی کبریائی کے سامنے ہر ایک اکبر الکبیر ادنیٰ ترین صغیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کبیر ہے وہ کامل الصفات اور شامل الصفات ہے۔

اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور کبریائی اس کی رداء ہے۔

مراو را رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (جاثیہ)

"آسمانوں اور زمین میں اُسی کو کبریائی حاصل ہے وہی عزت والا ہے، حکمت والا ہے"

بے شک اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے۔ جو آیاتِ کبریٰ کا مالک ہے۔ وہ آیاتِ کبریٰ کہ ان کی سیر اپنے حبیب وخلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے جس کے حکم میں طَامَّةُ الْكُبْرٰى ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے جس کا اقتدار تارِ کبریٰ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے جو یَوْمِ کَبِیْر میں اپنی کبریائی کا شکوہ دکھلائے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے جو اپنے عباد پر فضلِ کبیر بذل فرماتا جو مخلصین کو فوزِ کبیر تک پہنچاتا اور اہل طاعت کو آخبر کبیر سے شادکام فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے جو اہل ایمان کو نعیم اور ملک کبیر عطا فرمائے گا۔

قرآن مجید میں یہ اسم جن اسماء حسنیٰ کے ساتھ مستعمل ہوا ہے وہ یہ ہیں۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالُ - (رعد) "غیب اور شہادت کا جاننے والا۔ کبر اور علو والا"

وَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (حج، لقمٰن) "بے شک اللہ ہی برتر اور بزرگ ہے"

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ (مومن) "حکم اللہ ہی کا ہے جو بلندتر اور بزرگ تر ہے"

ان آیات پر غور کرو کہ کبریائی اور علو کو کس طرح شامل کر کے بیان فرمایا گیا ہے اور اس سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کو سبقت زمانی یا عظمت ایجاد کے ساتھ نہ سمجھا جائے بلکہ وہ ان سب سے بالا تر ہے۔ خود ہی فرمادیا ہے۔

سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا - (بنی اسرائیل) "یہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے اقوال سے بلند نہایت بلند۔ بزرگ نہایت۔ بزرگ ہے"

وہ ارجاس۔ اناس سے پاک۔ عیوب ونقائص سے منزہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم دی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا - "الٰہی مجھے میری نگاہ میں چھوٹا بنائیو اور لوگوں کی نظروں میں مجھے بڑا رکھیو"

۳۱

اَلْحَفِيظُ جل شانہٗ

حفیظ کے معنی نگہبانی اور یادداشت ہیں۔

اللہ تعالیٰ حفیظ ہے۔ موجودات کی حفاظت فرماتا۔ بلیات سے صیانت کرتا ہے۔

Marfat.com

قوامِ عالم اسی کی نگہبانی سے قائم ہے اور نظامِ اعظم کا وہی ناظم ہے۔

بے ستون آسمان کو اسی نے ہوا پر معلّق کیا اور پھر اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے۔

بے بنیاد زمین کو اسی نے قائم فرمایا اور اپنی نگہبانی میں رکھ چھوڑا ہے وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُہُمَا

اس نگہبانی و حفاظت سے سستی و ماندگی کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ اس صیانت میں اُسے کچھ دشواری نہیں۔

اللہ ہی حفیظ ہے جو ہمارے لئے حَفَظَۃ وہ فرشتے جو بندہ کی حفاظت کرتے ہیں مقرر فرماتا ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے جو شیطان مَارِدْ کی شرارتوں کو ناکام بناتا ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے کہ مومنہ عورتوں کی عصمت محفوظ ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے جو شیطان رجیم کے زد سے اہل ایمان کو بچاتا ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے جو کتاب حفیظ کا مالک ہے وہ کتاب جس میں جملہ تبدلات و تغیرات کی صحیح کیفیت موجود رہتی ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے جو ہر ایک اَوَّاب و حفیظ کو یعنی حکموں کے نگاہ رکھنے سے بندوں کو اجر کریم عطا فرماتا ہے۔

اللہ ہی حفیظ ہے اُسی کی صفت اس آیت میں ہے وَرَبُّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظ "تیرا رب ہر ایک شے کی حفاظت فرمانے والا ہے"۔

اللہ ہی حفیظ ہے جس نے ہمارے سر پر سقفِ محفوظ کو بلند کیا ہے۔

ہاں وہی حافظ ہے اور کُنَّا لَہُمْ حَافِظِیْنَ۔ (انبیاء ع ۶) کی شان اسی کو حاصل ہے

ہاں وہی حافظ ہے، خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اُسی کی صفت ہے۔

اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالٰی کو حافظِ حقیقی یقین کریں۔ حفاظتِ ظاہری کے جملہ استحکامات کو ہیچ و حقیر سمجھیں اور اللہ تعالٰی ہی کو اپنی جان و مال و اولاد کا حافظ سمجھیں۔ اسی کی حفاظت میں اپنے قلب کو کر دیں۔ اُسی کی حفاظت میں آکر جملہ بلیّاتِ شیطانی و آفاتِ نفسانی سے کنارہ کش رہیں۔

Marfat.com

۳۲
اَلْمُقِيْتُ جلّ شانہٗ

مُقِیْتُ کے معنی نگہبان وعطائے قوت میں توانائی رکھنے والا ہیں انہی معنی میں یہ آیت ہے: وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا۔

مُقِیْتُ، قوت سے بھی ہے قوت غذا کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو جزو بدن ہوسکے اور صحت قوت کے قیام کا ذریعہ بن سکے۔

مُقِیْتُ وہ ہے جو جملہ قوائے بدن کو توانائی دیتا ہے۔

مُقِیْتُ وہ ہے جو قوائے روحانی کو غذا بخشتا ہے۔

مُقِیْتُ وہ ہے کہ نباتات وجمادات وحیوانات۔ جنّ وملک اپنی اپنی طبعی ساخت اور اقتضائے فطرت کے مطابق اس کی روزی سے پل رہے۔ بڑھ رہے۔ نشوونما پا رہے ہیں۔ دماغ کی غذا۔ قلب کی غذا۔ روح کی غذا کو وہی مہیا کرتا ہے اور اسی کی غذا سے ان سب کی تربیت وتقویت وتنویر ہوتی ہے۔

اِس اسم سے تخلق کرنیوالوں کو لازم ہے کہ اپنے تمام اعضاء کی صحت وطاقت جملہ قوائے کی بقاء وقوت کا سوال اُسی مالک سے کرے۔ اور التجا کیا کرے کہ اے میرے رب میرے پروردگار میرے اعضاء، میرے قویٰ، میرے حواس۔ میرے مدرکات۔ میری خدمات۔ میری معلومات۔ میرے مشاہدات کو تو ہی اپنی رحمت وطاقت سے بڑھاتا رہ۔ تو ہی ان سب کی درستی و توانائی کا سامان فرمایا کر۔

۳۳
اَلْحَسِيْبُ جلّ شانہٗ

حَسْبُ کے معنی کفایت ہیں۔ محاورہ ہے: ھٰذَا حَسْبُكَ مِنْ غَیْرِہٖ۔

اللہ تعالیٰ حَسِیب ہے۔ اُس کی حفاظت کافی ہے۔ اُسی کی پناہ کافی ہے۔ وُہی مہماتِ اُمور کے لئے کافی ہے۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (سورۃ الطلاق) اگر وہ انکار کریں تو کہہ دے کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ وُہی معبود ہے اور کوئی نہیں۔ اُسی پر میرا بھروسہ ہے۔ اور وہی عرش بزرگ کا رب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دینے کا حکم ہوا ہے۔

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ۔ (الزمر ع ۴) "کہہ دے اللہ میرے لئے کافی ہے، اور اُسی پر توکّل والوں کو اعتماد کرنا چاہیئے۔"

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ (توبہ ع ۱) "اگر یہ روگردانی کریں تو کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی پر میرا اعتماد ہے۔ وہی بزرگ ترین عرش کا پروردگار ہے۔"

بیشک اَلْحَسِیْبُ وُہی ہے کہ اعدا کے اجتماع اور خوف ودہشت کی حالت کو معلوم کرکے جب اہل ایمان نے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران ع ۱۸) ہم کو اللہ کافی ہے۔ اور وہ اچھا کارساز ہے" پڑھا۔

تب نعمت وافضال الٰہی نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ رضوان الٰہی نے ان کی دستگیری کی اور فضلِ عظیم ان کے شامل حال ہوگیا۔ تخویف شیطانی کا اثر جاتا رہا، اور صرف خوفِ خدا ہی اُن کی سمع راہ بنا رہا۔

(ب) حسیب کے معنی حساب کنندہ ہیں۔

انہی معنی میں ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۔ سورج اور چاند حساب کے اندر ہیں۔

ہاں اَلْحَسِیْبُ وُہی ہے جو سریع الحساب بھی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ قیامت میں سب کا حساب کس طرح یکبارگی لیا جاسکے گا۔ انہوں نے فرمایا یُحَاسِبُوْنَ کَمَا یُرْزَقُوْنَ جس طرح یہاں دنیا میں تمام مخلوق کو یکبارگی رزق مل رہا ہے اسی طرح وہاں بھی سب کا حساب یکبارگی لیا جاوے گا۔

Marfat.com

اَلْحَسِیْبُ وہ ہے جو کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا۔ اے بندہ آج تو خود اپنے نفس کا حساب کرنے میں کافی ہے" کا حکم جاری فرمائے گا۔

اَلْحَسِیْبُ وہ ہے جو جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔ "تیرے رب کی طرف سے جو جزا ملے گی۔ وہ عطا ہوگی اور وہ اندازہ باندازہ ہوگی" کی شان میں متقین پر جود و نوال اور لطف و افضال کے دروازے کھول دے گا۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ رب العالمین سے حِسَابًا یَسِیْرًا کی درخواست کرتے رہیں۔ یَوْمُ الْحِسَابِ پر یقین کو پختہ رکھ کر سمجھ لیں کہ ایک روز اس کتاب پر حساب دینا ہوگا جس کی صفت یہ ہے۔

لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا۔ (الکہف) "کوئی چھوٹی بڑی بات ایسی نہ ہوگی جو اس کتاب میں درج نہ ملے گی"

۳۴
اَلْکَرِیْمُ جل شانہٗ

کرم سے ہے۔ کرم کے معنی عظمت۔ شرف۔ عزت اور جود و سخاوت ہیں۔ اہلِ زبان کریم کی صفت میں کہا کرتے ہیں کہ کریم وہ ہے کہ وعدہ کرے تو پورا کر دے۔ قدرت پائے کر۔ قصور معاف کر دے۔ عیب دیکھے اور پردہ پوشی کر دے۔ قصور معلوم کرے اور درگزر فرما دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جملہ معانی کے اعتبار سے کریم ہے۔ وہی کرامت حقیقی کا مالک ہے اور وہی صاحبِ جود و کرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کریم ہے کیونکہ وہ رسول کریم کا بھیجنے والا ہے جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ (الدخان)

اللہ تعالیٰ کریم ہے کیونکہ وہ قرآن کریم کا اتارنے والا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ (الواقعہ)

اللہ تعالیٰ کریم ہے کیونکہ وہ اجرِ کریم کا عطا فرمانے والا ہے وَلَهُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (الحدید)

اللہ تعالیٰ کریم ہے کہ مدخل کریم کا داخلہ اسی کے حکم میں ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کریم ہے کہ رزق کریم کا ارزانی کنندہ وہی ہے۔
اللہ تعالیٰ کریم ہے اور تمام مخلوق اسی کی نوال وکرم سے بہرہ گیر ہے۔
اللہ تعالیٰ کریم ہے کیونکہ جواد مطلق اور غنی برحق وہی ہے فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ۔ (النمل ع ۴)
اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو اوصاف کریمانہ کے حصول میں سعی وکوشش کرنا ضروری ہے۔

۳۵
اَلرَّقِیْبُ جل شانہٗ

رقیب نگہبان۔ نگرانی کنندہ کو کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہی ہے جو موجودات کی حراست فرمانا اور معلومات کی رقابت کرتا ہے۔
یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اَلرَّقِیْبُ کے معنی میں علم اور حفظ کی مجموعی صفت جمع ہوتی ہے۔
سورۂ احزاب میں ہے وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا۔ اللہ پاک تو ہر چیز کا نگہبان ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے۔
فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ۔ "جب تو نے مجھے ان لوگوں میں سے لیا۔ تب تو خود ان کا نگہبان تھا"
اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ اپنے خیالات ومعاملات کو باری تعالیٰ کی نگرانی میں دیدے۔ نفس وشیطان سے محفوظ رہنے کا یہی آسان طریق ہے۔

۳۶
اَلْقَرِیْبُ جل شانہٗ

یہ اسم آیت ذیل سے لیا گیا ہے۔

Marfat.com

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (البقرہ ۲)

"اے نبی جب آپ سے لوگ (میرے بندے) میری بابت سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوں اور جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو اس کی پکار (دعا) کو قبول کرتا ہوں"

تفسیر خازن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے کہ یہود ان مدینہ نے یہ سوال کیا تھا کہ خدا تو عرش پر ہے اور عرش و فرش کے درمیان اتنے آسمانوں کا بُعد اور غلظت حائل ہے۔ پھر خدا ہماری کیونکر سُنتا ہے۔ تب ان کو اللہ عزّوجل نے یہ جواب بھیجا تھا۔

بعض روایات میں ہے کہ صحابہؓ میں سے بعض نے یہ سوال کیا تھا کیا ہمارا رب ہم سے قریب ہے تاکہ آہستہ آہستہ اس سے مناجات کیا کریں۔ یا ہمارا رب ہم سے بعید ہے کہ ہم اُسے زور زور سے پکارا کریں۔ تب یہ جواب اترا تھا۔

ایک صحیح حدیث میں بھی یہی اسم آیا ہے۔ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ لوگوں نے ایک وادی میں چڑھتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تکبیر زور سے لگائی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اَرْبِعُوْا اَنْفُسَکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ صُمًّا وَّلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا قَرِیْبًا۔

"اے لوگو! اپنی جانوں پر ترحم کرو تم کسی بہرہ دگراں گوش کو یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو سمیع و بصیر و قریب کو پکار رہے ہو"

آیتِ قرآنی میں قَرِیْبٌ فرمایا اور اس کی تحت اجابتِ دعوت کا ذکر کیا۔ حدیث صحیح میں قریب فرمایا، اور اس کا مطلب سمیع بصیر کے اسماء میں آشکارا فرما دیا۔

انسان غور کرے کہ قرب کے خواص کیا ہیں۔ جب کسی شے یا انسان کے احوال پر ہمارا علم۔ ہماری شنوائی، ہماری بینائی بیک وقت بیک لحظہ کارفرما ہوں تو ثابت ہوگا کہ وہ شے ہم سے قریب ہے یا ہم اس سے قریب ہیں۔ ہم سے اُس شے کا قریب ہونا تب صحیح ہوگا جب اس کا علم اور گوش و چشم بھی ہمارے اوپر وہی عمل کرتے ہوں۔

Marfat.com

اللہ عزّوجل جس کا علم ہر ذرہ ذرہ پر حاوی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بصر جو شب تاریک میں سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی کی تہہ میں پڑی ہوئی ادنیٰ شے کو بھی دیکھ رہی ہے۔ اللہ کی سمع جو تحت الثریٰ کے نیچے پہاڑ کی غار کے اندر والے کیڑے کی جو پتھر کے اندر مخفی ہے کی آواز کو بھی سننے والی ہے بے شک ہم سے قریب ہے۔ گو وہی قرب ہم کو اس سے حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرب کے مدارج بھی بتلائے ہیں۔

(۱) اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْب۔ "خبردار تحقیق اللہ کی مدد نزدیک ہے"

جب انسان وسائل دنیوی سے محروم ہو جاتا اور اسباب دعاوی کو اپنے خلاف پاتا ہے۔ تو دل شکستگی کے ساتھ بے اختیار بول اٹھا کرتا ہے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی مدد کہاں ہے"

اور اسی وقت قدسی کلام اسے ہدایت کرتا ہے کہ اللہ کی مدد تو قریب ہے۔ یہ قُرب کا ایک درجہ ہوا۔ جو نصرت و یاوری کی شکل میں تجلّی ہوتا ہے۔

(۲) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْن "اللہ کی رحمت احسان والوں سے قریب تر ہے"

احسان کسے کہتے ہیں۔ اس کے معنی حدیث جبریل میں بتائے گئے ہیں۔

تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ "اللہ کی عبادت کر گویا تو اسے دیکھتا ہے اور یہ نہیں تو وہ تجھے ضرور دیکھتا ہے"

آیتِ بالا میں بتایا گیا ہے کہ رحمتِ الٰہیہ ان بندوں سے قریب ہے جو عبادتِ الٰہی حظِ وافر۔ تعلّق کامل اور اعتماد محکم سے مشغول رہنے والے ہیں۔

(۳) اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ــــ "تحقیق وہ سننے والا نزدیک ہے"

یہ ذات پاک کے متعلق عرفان ہے۔ وہ ہم سے قریب ہی ہماری باتوں۔ التجاؤں دعاؤں کا شنوا بھی ہے۔

سمیع و قریب ہر دو صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات انسانی صفات سے منزہ و برتر ہیں۔

(۴) اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ٥ "میرا رب قریب ہے اور میری دعا سنتا ہے"

Marfat.com

یہ الفاظ نبی اللہ کی زبان سے ہیں اور اُس قرب کو ظاہر کرتے ہیں جو انبیاء کو بوجہ قبولیت و شرف و اختصاص خاص حاصل ہوتا ہے کہ ان کی حمایت کی جاتی۔ نصرت فرمائی جاتی۔ان کی معروضات کو درجہ اجابت دیا جاتا ہے۔

بعض لوگ قریب اور خلط کے معنی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور اس آیت ہی سے خالق و مخلوق کو متحد الجنس کرنے اور بتلانے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ لغت اور کلام اللہ ان کی ایسی تاویلات کی تائید نہیں کرتے۔ اور جب وہ لغت و لسان ہی کے قواعد کے پابند نہیں۔تب تو کسی آیت کے بغیر بھی وہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

اسماء حسنیٰ کے حل مطالب کے متعلق یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اکثر آیات کے خاتمہ میں دو دو اسم آتے ہیں۔جیسے علی الکبیر، علی العظیم، غفور، الودود، حمیدٌ مجیدٌ یہ دونوں اسم ایکدوسرے کے معنی میں تعیّن میں بہت بڑا تعلق اندرونی رکھتے ہیں۔ایک کے اسرار دوسرے کے انوار سے بخوبی آشکارا ہوا کرتے ہیں۔

اسم قریب کے معنی کی دریافت میں تدبر کرنے سے پتہ لگ جاتا ہے کہ آیات قرآنیہ میں اس کا استعمال سمیع و بصیر اور مجیب کے ساتھ ہوا ہے۔یہی اسماء حقیقت قرب قریب کا بھی وضوح فرمائیں گے۔

۳۷
اَلْمُجِیْبُ جلّ شانہٗ

اسم علم ہے۔جواب اور اجابت سے بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے کہ وہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے کہ وہ ہر ایک دعا مانگنے والے کی دعا کو شرف اجابت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے کہ وہ ہر ایک سوال کو سمجھتا ہے اور ان کی ضروریات

Marfat.com

طبعی و اتفاقی کو پورا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے کہ سب کی زبان حال کو سمجھتا ہے اور صدق مقال کو شرفِ قرب عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے اس پکارنے والے کی دعا کو جو اضطراب و اضطرار میں ربّ العالمین کو یاد کرتا ہے۔ سماعت فرماتا اور قبولیت عطا کرتا ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔ "وہ کون ہے جو پکارنے والے مضطر کی پکار کو قبول فرماتا ہے"

(النمل ع ۸)

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے اور خود بندوں پر استجابتِ احکام کو فرض ٹھہراتا ہے۔

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ "چاہیئے کہ میرے بندے حکموں کو قبول کیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں"

(البقرہ ع ۲۳)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قریب و مجیب ہونے کا ایمان رکھتے ہیں۔

جو لوگ احکامِ الٰہی کو فراخ دلی و استحکام سے قبول کرتے ہیں۔

جو لوگ نافرمانی و سرکشی سے دُور رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا مُجیب ہونا ان پر سراسر ظاہر ہو جاتا ہے۔

اِس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ جب موقعہ ملے تب ہی دل کھول کر یا ہاتھ اُٹھا کر پوری توجہ، پوری رغبت سے اور پُورے یقین قبولیت سے دعا کیا کریں۔ نامنظوری یا عدم قبولیت کا وہم بھی دل میں نہ آنے دیں۔

۳۸
اَلْوَاسِعُ جلّ شانہٗ

وُسْع کے معنی فراخی۔ تونگری۔ دسترس طاقت ہیں، سَعَت بھی وہی ہے۔ جو وُسع ہے۔

وَاسِعُ اللہ تعالیٰ کا عَلَم ہے۔

اللہ تعالیٰ وَاسِعُ ہے جس نے جملہ اشیاء کو اپنے انعام سے گھیر رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ وَاسِعُ ہے اور اس کی جُود وعطا حیطۂ اندازہ سے باہر ہے۔
اللہ تعالیٰ وَاسِعُ ہے کہ اس کا رزق سب کو ملتا ہے۔
اللہ تعالیٰ وَاسِعُ ہے کہ اس کی رحمت سب کو شامل ہے وُہی وسعتِ غیر متناہیہ کا مالک ہے۔ اُسی نے موجودات کو وسعت وانبساط بخشا ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ "اس کا علم آسمانوں اور زمین سے فراخی میں بہت زیادہ ہے۔"

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (انعام) "وُہی ہے جس کا علم ہر شے پر حاوی ہے۔"
وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف) "وُہی ہے جس کی رحمت ہر شے فراخ تر ہے۔"

ہاں وَاسِعُ وہ ہے جس کی مجموعی صفت میں ملائک اس طرح زربان ہیں:

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا۔ (مومن) "اے ہمارے رب تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر ایک چیز کو دسترس میں لے لیا ہے۔"

ہاں اللہ تعالیٰ وَاسِعُ ہے مگر غریب بندوں کو اُن کی وسعت وطاقت سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں دیتا۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ "اللہ پاک کسی ایک مخلوق کو بھی اس کی طاقت اور برداشت سے بڑھ کر کسی حکم پر مجبور نہیں کرتا۔"

اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِسِنِّیْ وَ اِنْقِطَاعِ عُمْرِیْ يَامَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ۔

"یا اللہ عمر بڑھ جانے پر اور بڑھاپے کے وقت اپنا رزق مجھ پر اور زیادہ وسیع فرما اے وہ ذات کہ جسے نہ آنکھیں دیکھتی ہیں اور نہ گمان ووہم پا سکتے ہیں اور نہ وصف کرنے والے اس کا وصف کر سکتے ہیں۔"

Marfat.com

۳۹
اَلْحَكِيْمُ جل شانہٗ

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسم حَکِیْم کو حَکَمٌ اور حکمت سے مشتق بنایا ہے۔
بیشک اللہ تعالیٰ حاکم علی الاطلاق ہے اور معناً اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر ائمہ لغت میں سے کسی نے حکیم بمعنی حاکم وتحریر نہیں کیا۔
رہا حکیم کا مشتق از حکمت ہونا۔ یہ سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔
حکمت۔ اعمال میں افضلیت اور افعال میں احسنیت کے علم کو حکمت کہتے ہیں۔
حکمت۔ اُن غایاتِ حمیدہ کا نام ہے جو سلسلہ تکوین میں ملحوظ ہیں۔
حکمت۔ اُن مصالح کُلّیہ کا نام ہے جو نظام عالم کا قوام ہیں۔
احسن اخلاق اور احسن اعمال کا حکمت ہونا ضروری ہے۔
بہترین فوائد اور بہترین مقاصد کا حکمت ہونا لابدی ہے۔
ہاں حکمت کا مفہوم یہ ہے کہ افضل العلوم سے افضل الاشیاء کو معلوم کیا جائے۔
قرآن مجید میں چند مقامات پر حکمت کا اثبات فرمایا گیا ہے۔

(۱) يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ (بقرہ ع ۳۷) "اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔"

(۲) مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (لقمٰن) "جس شخص کو حکمت دی گئی ہے اسے تو خیر کثیر دی گئی۔"

سلیمان علیہ السلام کی مدح میں ہے:۔

(۳) وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ "ہم نے اُسے حکمت بھی دی اور صاف صاف فیصلہ کرنا ہے۔"

(۴) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ ع ۱۳) "وہ دنیا کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

(۵) حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ۔ (القمر ع ۱) "حکمت کامل دی گئی مگر ان کو انذار کا فائدہ نہ ہوا۔"

Marfat.com

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ آیاتِ قرآنیہ کو اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ جن پر آیات کا اختتام ہوتا ہے بلحاظ معنی تناسب تام ہوتا ہے۔ لہٰذا غور کرو کہ اسم حکیم کا استعمال قرآن پاک میں کس طرح ہوا ہے:۔

اسمِ عزیز کے ساتھ اِنَّہٗ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (نمل ع ۱) بیشک میں اللہ غالب حکمت والا ہوں۔

۲۳ مقامات اور ہیں جہاں عزیز حکیم فرمایا ہے:۔

اسم حمید کے ساتھ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (فصلت) یہ کلام حکمت والے خبر والے کا اتارا ہوا ہے۔

اسمِ خبیر کے ساتھ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (ھود) حکمت والے خبر والے کی طرف سے تفصیل کردی گئی ہے۔

وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ (انعام) اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔"

اسمِ واسع کے ساتھ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا (نساء ع ۳) اللہ تعالیٰ تو وسعت دینے والا حکمت والا ہے۔

اسمِ علی کے ساتھ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ۔ (زخرف ع ۱)۔ بیشک وہ برتر حکمت والا ہے۔"

اسمِ علیم کے ساتھ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (انعام ع ۱۳) بے شک تیرا رب حکمت والا ہے۔"

دس مقامات دیگر ہیں۔

ان آیات پر تدبر کرنے سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ خبرت و وسعت اور علم و حمد اور علو و رفعت کے مفہوم سے حکیم کا مفہوم زیادہ تر واضح و لائح ہو جاتا ہے۔ یہ وہ طریق ہے، جو مقصودِ ربانی کو صحیح طریق پر بخوبی ذہن نشین کر دیتا ہے۔ یہ مشہور عام ہے۔

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ۔ حکمت والے کا فعل حکمت سے خالی نہیں۔

اس اصول پر اگر شرائع الٰہیہ اور احکامِ ربانیہ کی تحقیق کی جائے۔ اگر دفتر تکوین کا مطالعہ کیا جائے اگر صحیفہ فطرت کا ملاحظہ کیا جائے تو ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ سے رب العالمین

Marfat.com

کی حکمت نمایاں ہو جاتی ہے۔

کوتاہ بین لوگ اپنی اپنی نافہمی سے حسن و قبح اشیاء کا فتویٰ لگا دیتے ہیں اور پھر تقصیر حکمت پر بحث آرا ہوتے ہیں۔ کاش وہ اس مشہور فقرے کو غور سے پڑھیں اور یقین رکھیں کہ رب العالمین کے جملہ احکام و افعال حقیقتہً صحیح ترین مقصد اور نافع ترین فوائد اور احسن ترین اطوار پر مبنی ہیں۔ لہٰذا اَلْحَکِیْمُ اسی کا اسم احسن ہے اور اسی کی پاک ذات پر حقیقتہً صادق آتا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس نے ایجاد مخلوقات میں جملہ لوازمات و مناسبات صحیحہ کو پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ماہیات اشیاء پر اس کی حکمت محیط ہے۔

اتفاق صناعات اور احکام متشکلات میں اس کی حکمت جلوہ گر ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ وہ علم و حکمت کے شیدا ہوں۔ وہ اسرار و دقائق کونیہ کے معلوم کرنے کے شائق ہوں۔ وہ فہم سلیم اور عقل دقیق سے اسرار احکام شریعت کے جویا ہوں۔

آجکل اکثر لوگ صرف منطق یا سائنس کے مطالعہ کے بعد احکام شریعت کی خوبی سے بے خبر رہ کر اپنے فہم کو ان احکام حقہ سے بہتر خیال کرنے لگتے ہیں لہٰذا علماء حقانی کو لازم ہے کہ اس حکیم کے ضلال سے نور گیر ہو کر لوگوں کو دلائل عقلیہ کے ساتھ۔ ان احکام کی توضیح و تبیین فرمایا کریں تاکہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ کا مفہوم پورا ہو۔

حکمت کی تفسیر میں اقوال ائمہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حکمت کے معنی علم القرآن بتلائے ہیں۔ یعنی ناسخ و منسوخ۔ محکم و متشابہ۔ مقدم و مؤخر حلال حرام وغیرہ کی شناخت۔ ضحاک نے حکمت کے معنی، قرآن اور فہم قرآن بتلائے۔ مجاہد نے قرآن اور علم اور فقہ بتلائے۔

مجاہد نے دوسری روایت میں حکمت کے معنی قول و فعل کی اصابت بیان کئے ہیں۔

نخعی نے فرمایا کہ حکمت معانی الاشیاء اور فہم معانی کا نام ہے۔

Marfat.com

حسن بصری نے فرمایا کہ دین الٰہی میں روح کا نام حکمت ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ جن آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آتا ہے۔ وہاں حکمت سے مراد سنت نبویہ ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ حق کی شناخت اور عمل بر حق کا نام حکمت ہے۔ اگر ان اقوال میں معنی مشترک کا خیال کیا جائے تو حکمت کے معنی یہ ہیں کہ ہر شئے کو اس کی اصلی جگہ پر رکھا جائے۔ اشیاء پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ جملہ اشیاء کے لئے مقتضیات میں حدود ہیں۔

نباتات ہیں۔ اوقات ہیں جن میں تقدم و تاخر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حکمت وہ ہے جس میں ان جملہ جہات کو مرعی رکھا جائے اور حکیم وہ ہے جس کا حکم ان جملہ جہات میں اشیاء عالم و عالم پر نافذ ہوتا ہے۔

حکمتُ خیر کثیر ہے۔ حکمت بصیرت قلب ہے۔ حکمت حقیقتِ فطرت ہے۔ حکمت غائتِ خلقت ہے۔ حکیم مطلق ہی کے حکم سے باایمان قلب ان مراتب کو حاصل کر سکتا ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنیوالوں کو قرآن و سنت میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے۔ علوم و فنون کی طرف راغب ہونا چاہیئے۔ جہالت سے نفرت کرنا چاہیئے۔ اسرار قدرت اور رموزِ فطرت کے تجسس و تحقق کا شوق و ذوق ہونا چاہیئے۔

۴۷ اَلْوَدُوْدُ جلّ شانہٗ

وداد کا درجہ محبت سے اعلیٰ ہے۔ وداد کے معنی صفائی محبت ہیں۔ محبت کے لُب اور خلاصہ کا نام وداد ہے۔ وداد محبت کا وہ درجہ ہے جو اخلاص سے حاصل ہوتا ہے اور شائبہ اغراض کا دھوکا جاتا رہتا ہے۔

الف۔ وَدُود کے معنی مَوْدُوْد بھی ہیں۔ یعنی وہ ذات جس سے محبت کی جائے جس کو نقدِ دل نذر میں پیش کر دیا جائے۔ وہ جس سے محبت شدید کا علاقہ پیدا کیا جاوے۔

وَدُوْد کے معنی وادّ بھی ہیں۔ یعنی وہ جو ہم سے محبت کرتا ہے۔

Marfat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ہر دو معانی کے اعتبار سے ودود کا ترجمہ حبیب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے خود بھی محبت رکھتا ہے اور بندے بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ محبّت کا وجود ہر دو جانب متحقق و مسلّم ہے۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ "اللہ ان سے محبّت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں"

سورہ ہُود میں ہے۔

اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ۔ "بیشک تیرا رب تو رحم فرمانے والا، پیار کرنے والا ہے"

سورہ بُروج میں ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ "وہ تو بیحد بخشنے والا اور کمال محبت کرنیوالا ہے"

سُورۂ مریم میں ہے،

سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ "رحمٰن اُن کے لئے محبّت کو خاص فرمادے گا"

ہاں محبت رَبّی۔ رحم بن کر بندہ نوازی کرتی ہے۔

ہاں محبتِ سُبحانی۔ غفران بن کر اپنے غلاموں کو خلعت نجات پہناتی ہے۔

ہاں محبت الٰہی رحمت کو محبت کا تاج پہناتی اور بندہ خاک نشین کو تخت رضوان پر بلند کرتی ہے۔

سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ پر مکرّر غور کرو کہ محبت کی ابتدا ہمارے مالک کی جانب سے ہوتی ہے۔ محبت خود ان بندوں کی بن جاتی ہے۔ محبت کا انتفاع انہی کو حاصل ہوتا ہے۔

عیسائیوں کے پاس ایک فقرہ ہے۔ خدا سراپا محبت ہے۔ وہ اس فقرہ پر بہت اترایا کرتے ہیں۔ ہاں اللہ کی صفت پر خوش بھی درست ہے لیکن رب العالمین کا وَدُود ہونا اس سے بڑھ کر ہے۔ وَدُود تو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اول تو وداد کا درجہ محبت سے بڑھ کر ہوا۔ پھر رب العالمین نے اس صیغہ کے انتہائی اسم کو اپنے لئے پسند فرمایا، اور پھر وَدُود

Marfat.com

اور سراپا محبّت کو بندوں ہی کے لئے خاص فرمادیا۔

محبت کسے کہتے ہیں!

(۱) دل سالم کی میل دائم کا نام محبت ہے۔

(۲) محبوب پر تمام پیاری چیزوں کے نثار کا نام محبت ہے۔

(۳) حاضر و غائب میں محبوب کی موافقت کا نام محبت ہے۔

(۴) اپنی گمشدگی میں اصابتِ محبوب کا نام محبت ہے

(۵) مراد محبوب پر ایثار طلب کا نام محبت ہے۔

(۶) التزام طاعت اور مفارقت مخالفت کا نام محبت ہے۔

(۷) نفی دعویٰ کا نام محبت ہے۔

(۸) ہر چیز کو محبوب کے لئے خاص کر دینے کا نام محبّت ہے۔

(۹) التزام تقصیرِ خدمت کے لزوم کا نام محبت ہے۔

(۱۰) غیرت کا نام محبت ہے۔

(۱۱) ترکِ آرام کا نام محبّت ہے۔

(۱۲) نفی خواہشات کا نام محبت ہے۔

(۱۳) خلوص ارادت اور صدق طلب کا نام محبّت ہے۔

(۱۴) محبّت خمار ہے اور اس خمار کا مداوا دیدار یار ہے۔

(۱۵) جاں نثاری کا نام محبّت ہے۔

(۱۶) محبّت وہ سفر ہے جو خودی سے محبوب کی جانب کیا جاتا ہے۔

(۱۷) محبّت وہ ہے کہ جفا وعطا کا اثر اسے کم و بیش نہیں کر سکتا۔

(۱۸) محبّت وہ ہے کہ شکوہ کو زبان پر۔ اعتراض کو دل میں نقص کو آنکھ میں آنے کی اجازت نہ دے۔

(۱۹) محبّت عبودیت ہے۔ محبت غلامی ہے۔ محبت خود فراموشی ہے۔ محبت خود اپنے ساتھ عداوت ہے۔

Marfat.com

(٢٠) محبت وہ ہے جس کی ذلت عزت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

(٢١) محبت وہ ہے جس کی عزت ہر ایک ذلت سے لاپرواہ کر دیتی ہے۔

(٢٢) محبت وہ ہے جہاں عزت و ذلت کے الفاظ کا استعمال ہی مفقود ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ ۔

"الٰہی ہم کو اپنی محبت عطا کر اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی بھی محبت عطا کر اور اس عمل کی بھی محبت دے جو ہم کو تجھ سے قریب بنا دے"۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اہل اللہ سے مودت پیدا کریں۔ باہمی محبت کو ترقی دیں۔ محبت نفسانی و شہوانی کو پامال کر کے محبت روحانی و ایمانی کی افزود میں ساعی رہیں — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ط

"قیامت کے دن سب ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے انکے سوا جنکی محبت کی بنیاد للّٰہیت پر ہو گی"۔

٤١
اَلْمَجِيْدُ جل شانہٗ

مَجْد پایہ بلند۔ مرتبت عالی۔ شرفِ واسع۔ شرفِ نسب اور شرفِ افعال کا مجموعہ ہے۔

مَجِيْد وہ ہے جس میں صفاتِ بالا پائی جائیں۔

مجید وہ ہے جس میں مجد نفسی شرفِ ذاتی۔ سلامتِ افعال۔ کرامت افضال جزالت عطا اور کثرتِ نوال پائی جائے۔

قرآن پاک میں یہ اسم یا تو اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے، سورۂ ہود میں ہے۔

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ "بیشک وہ تو حمد والا مجد والا ہے"۔

یا قرآن پاک کے لئے :۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۔ (بروج) "وہ قرآن ہے بلند شان والا"۔

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۔ (ق) "قسم ہے قرآن کی جو مرتبت عالی والا ہے"۔

یا عرش عظیم کے لئے :۔

Marfat.com

ذُوالعَرشِ المَجِیدِ۔ "اللہ تعالیٰ عرش بلند وعالی واشرف کا مالک ہے۔"

بیشک عرشِ اعظم اور کتابِ اکرم میں جو علو مرتبت اور وسعت شرافت پائی جاتی ہے۔ وہ دنیا ومافیہا کی بلند پائگی سے قطعاً علیحدہ ہے۔ بزرگ اور عالی ہے اور یہ سب اُسی مجید کی طرف سے ہے۔ حدیث میں ہے۔

سُبحَانَ ذِی المَجدِ وَالکَرَمِ۔ "پاک ہے بزرگی اور بخشش والا۔ پاک ہے
سُبحَانَ ذِی الجَلَالِ وَالاِکرَامِ۔ صاحب بزرگی اور عزت کرنے کا۔"

مجید کے معانی پر غور کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم پاک اپنے مفہوم میں جلیل وہاب اور کریم کے اسماء کا جامع ہے۔

۴۲
اَلشَّھِیدُ جلّ شانہٗ

شہادت۔ آگاہی درست وخبر قاطع وبیان صحیح وگواہی دکشتگی براہِ خدا کو کہتے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے شَہِدَ کے معنی حکم وقضا بیان کئے ہیں اور زجاج نے بَیَّنَ بتلائے ہیں۔ دیگر علماء نے اَعلَمَ و اَخبَرَ ظاہر کئے۔ ان اقوالِ صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ شہادت نام ہے حکم اور قضا اور اعلام وبیان واخبار کا لہٰذا اللہ تعالیٰ کا اسم پاک اَلشَّھِیدُ درست ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ "گواہی دی اللہ نے یہ کہ اس کے سوا کوئی
وَالمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا العِلمِ قَآئِمًا معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی
بِالقِسطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ العَزِیزُ الحَكِیمُ انصاف کے ساتھ کوئی معبود نہیں
(آلِ عمران) سوائے اللہ کے غالب ہے حکمت والا۔"

دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے متعلق خود شہادت دی جس سے رب العالمین کی وحدانیت اور قیام بالقسط واضح ہو گیا۔ اس کلام پاک سے

Marfat.com

علم الٰہی۔ تکلم سبحانی۔ اعلام ربانی۔ اخبار غیبی کے مراتب مکمل ہو گئے۔

شہادت علمی کا بیان اس آیت میں ہے۔

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ "مگر جنہوں نے حق کیساتھ شہادت دی اور وہ علم بھی رکھتے ہیں"

شہادت تکلم و خبر کا بیان اس آیت میں ہے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ۔ "کہدے کہ اپنے گواہوں کو لے آؤ جو یہ شہادت دیں کہ ان چیزوں کو اللہ نے حرام کر دیا ہے وہ اگر کہہ بھی دیں تو آپ پھر بھی ایسا نہ کہیں"

شہادت اعلام کا ذکر اس آیت میں ہے جس میں بندہ کا خود اپنی بابت بیان کرنا بھی شہادت بتلایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔ "ایمان والو انصاف کے ساتھ قیام کرو اللہ کے گواہ بنے رہو۔ خواہ تمہاری شہادت خود تمہارے خلاف ہو"

دوسری آیت ہے۔

وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ۔ "انہوں نے خود اپنی بابت کہدیا۔ کہ وہ کافر ہیں"

ہمارا مطلب یہ ہے کہ اعلام و اخبار کو شہادت کہتے ہیں۔ اگر خبر دہندہ نے لفظ شہادت کا استعمال نہ بھی کیا ہو۔ ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے۔

شَهِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَّرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ "مجھ سے نہایت پسندیدہ رجال نے ظاہر کیا ہے اور ان سب میں پسندیدہ تر عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کے بعد طلوع شمس تک، اور نماز عصر کے بعد غروب شمس تک نماز سے منع فرمایا ہے"

Marfat.com

ان سندات کے بعد معلوم ہو جاوے گا کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ پاک اَلشَّہِیْد اس لئے ہے کہ شہود اُسی کو حاصل ہے اور اس لحاظ سے شہید بمعنی حاضر و ناظر ہے۔

اللہ تعالیٰ شہید ہے کہ اس نے علومِ معرفت اور اسرارِ حقیقت کا اعلام فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ شہید ہے کہ عالم کی کوئی شے، کوئی سکون، کوئی حرکت اس کی شہادت سے باہر نہیں۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ "اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے"

معنی شہادت کو ذہن نشین کرنے کے لئے سورۂ یوسف کی ان آیات کو بھی زیرِ غور لاؤ۔

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔

"اس کے کنبہ کے ایک گواہ نے شہادت دی کہ اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تب وہ سچی اور وہ جھوٹا، اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تب وہ جھوٹی اور وہ سچا"

یہ شخص جسے شاہد تبلایا گیا ہے، اپنا چشم دید کچھ نہیں تبلاتا بلکہ استدلال سے واقعہ کے اثبات و نفی پر روشنی ڈالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام اس لئے بھی شَهِیْد ہے کہ جملہ اختیار علمیہ پر وہ استدلال کرنا سکھلاتا اور بصائر کو پیش کرتا ہے۔

اِس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنے قلب کی نگرانی کریں۔ (ب) ان لوگوں کو لازم ہے کہ بیانِ توحید میں اپنی زبان کو جاری اور قلم کو روان کریں۔ (ج) ان لوگوں کو واجب ہے کہ جھوٹی شہادت سے بچیں۔ آجکل جوڈیشنل عدالتوں میں اکثر گواہ ایسے پیش ہوتے ہیں جو فرائض شہادت سے لاأبالی ہوتے ہیں جو کسی فریق کی اعانت و رعایت یا کسی فریق سے نفرت و عداوت کی وجہ سے شہادت دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں بھی سخت تر کبیرہ) چار چیزوں کو بتایا ہے۔

Marfat.com

(۱) اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰہِ۔ "اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنانا"

(۲) عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ "ماں باپ کی نافرمانی کرنا"

(۳) شَھَادَۃُ الزُّوْرِ "جھوٹی شہادت دینا"

(۴) قَوْلُ الزُّوْرِ "جھوٹی بات بنانا"

راوی کہتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی تب حضور لیٹے ہُوئے تھے بعد ازاں حضور بیٹھ گئے اور ان الفاظ کو بار بار دہرانا شروع کیا۔ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ حضور نے اسے اتنی بار دہرایا کہ صحابہ اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش حضور خاموش ہوجائیں۔ (لَیْتَہٗ سَکَتَ)

۴۳

اَلْحَقُّ جل شانہٗ

میں نے قرآن مجید کی آیات کا تتبع کیا تو یہ لفظ قرآن مجید میں ۲۲۷ بار مستعمل ہُوا ہے اس لفظ کا اس کثرت سے استعمال تبلاتا ہے کہ قرآن مجید کا مقصود اعظم حق ہی کی معرفت دنیا میں حق پھیلانا۔ حق بولنا۔ حق سکھلانا ہے۔ یعنی کلام اللہ سراپا حق ہے اور منجانب حق ہے حق کو لے کر آیا ہے حق اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ لغت میں حق کے معنی متعدد ہیں۔

(۱) راستی و راست بازی ان معنی میں ہے۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ "اپنے رب کی طرف سے حق کہو"

وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ۔ "اللہ کا وعدہ سچا ہے"

(۲) کسی کام کا لازم الوقوع ہونا۔

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ۔ "اس روز اعمال کا وزن ہونا ضروری ہے"

(الاعراف ع ۱) "یہ دن ضرور آنے والا ہے"

(۳) کسی شخص کا معین حصّہ وبہرہ۔

وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ "ان کے زر و مال میں سوالی اور محروم کا حصّہ ہے"

ذٰلِکَ الْیَوْمُ الْحَقُّ (سورۃ النباء ۱)

Marfat.com

(۴) ثابت و لزوم ہونا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (احقاف ع ۲) "یہ وہ ہیں جن پر خدا کا فرمان ثابت ہو گیا۔"

(۵) عدل و انصاف:۔

هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ۔ (الجاثیہ ع ۳) "ہماری یہ کتاب تم پر ٹھیک ٹھیک بتلا رہی ہے۔"

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ۔ (ص ع ۳) "ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمائے۔"

(۶) اکمال و اتمام:۔

الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ۔ (بقرہ ع ۸) "اب تم نے پورا پورا بتلا دیا۔"

قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ (نساء ع ۱۷) "رسول تمہارے پاس حق لے کر آیا ہے۔"

(۷) اصلیت:۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ (زمر ع ۱) "آسمانوں اور زمین کو سچ مچ پیدا کیا ہے۔"

(۸) صداقت:۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ۔ (نساء ع ۱۷) "کتاب کو تجھ پر صداقت کیساتھ نازل کیا ہے۔"

(۹) رُشد و ہدایت:۔

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ (احقاف) "حق سیدھی راہ کی طرف لے جانے والی ہے۔"

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ (اسرائیل ع ۱۱) "ہم نے اسے حق کے ساتھ نازل کیا۔ اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوئی۔"

جب لفظ حق کے اتنے معنی ہوئے تو یقین کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک الحق ان جملہ معانی کے لحاظ سے منفرداً مجتمعاً حیثیت سے بالکل درست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ دین الحق کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ دعوت الی الحق اس کے واسطے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی جانب سے بشارت حقہ ملتی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی کتاب سراپا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے رسول حق پہنچایا کرتے۔ حق بتایا کرتے۔ حق دکھلایا کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو حق کو نازل کرتا اور باطل کو مٹاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی خلقت اور صنعت میں بطلان نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے حقوق کو قائم کیا جس نے اہل حق کا حق ادا کرنا فرض ٹھہرایا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت پڑھا کرتے تھے

وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ۔

"اور تیرے لئے صفت ہے تو سچ ہے اور وعدہ تیرا سچا ہے اور دیدار تیرا سچا ہے۔ اور بات تیری سچی ہے اور بہشت سچ ہے اور آگ سچ ہے اور نبی تمام سچ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ ہیں اور قیامت سچ ہے"

ان حقائق پر یقین کرو حقائق کو تلاش کرو۔ حق کے پیچھے لگ چلو۔ حق مانگو اور حق ہی پکارو

ایک مجمع میں منصور حلاج کا ذکر تھا۔ اہل مجلس سب صوفی مشرب تھے۔ میں نے کہا کہ منصور تصوف کا بھی مجرم تھا۔ سب نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کس طرح؟ میں نے کہا کہ منصور کیا کہتا تھا۔ سب نے بتلایا کہ وہ "اَنَا الحق" کہتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہی تو جرم کی بات تھی۔ اَنا کہتا ہے تو انانیت موجود ہے اگر انانیت کو کھو دیتا اور اَنا کو کاٹ دیتا اور صرف حق حق پکارتا۔ تو اس کا پکارنا حق ہوتا۔ وَكَذٰلِكَ قَالَ لِيْ اَبِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

یہ یاد رکھو کہ حقانیت اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ مقدس کو حاصل ہے اسی سے نورِ حقانیت جلوہ ریز ہوتا ہے۔ من بعد اس کی ذاتِ پاک سے جن جن اشخاص۔ جن جن اشیاء کو نسبتِ صحیحہ حاصل ہے۔ ان کو حقانیت حاصل ہے۔ کتاب رسول۔ قرآن۔ شریعت وعدہ، میزان، قیامت وغیرہ سب حق ہیں۔ کیونکہ حق نے ان کو حق بتایا ہے اور حق کے ساتھ ان کا ظہور ہوا ہے۔

Marfat.com

اِس اسم سے تخلق کرنے والوں کو باطل سے گریز کرنا چاہیئے۔ باطل کا بطلان ضروری ہے۔ اے اہلِ ایمان! حق وہیں سے ملے گا جو خود حق ہے۔ قرآن حمید اور رسولِ پاک کے سوا حق اور کہاں؟

لوگ مشرق و مغرب میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں مگر دربارِ مصطفوی کے سوا حق اور جگہ نہ ملے گا۔ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ۔ اور میں (بھی) سچ کہتا ہوں۔

۴۴
اَلْوَكِيْلُ جل شانہٗ

وَکُل سے ہے۔ وَکَلَۃ الدَّابَۃ جانور تھک کر چلنے سے رہ گیا۔

وَکُل وہ انسان جو اپنا کام خود سرانجام دینے سے عاجز ہو۔

وَکالت اپنا کام دوسرے کے سپرد کرنا۔

وَکِیل بروزن فَعِیل ہے۔ اس وزن کے الفاظ بمعنی مفعول بھی آتے ہیں اور بمعنی فاعل بھی۔

جب انسان کسی دوسرے پر اعتماد و وثوق کرتا ہے۔ تب اسے وکیل کہتے ہیں۔ یعنی مَوْکُوْلُ اللہ

اللہ تعالیٰ کا نام بمعنی فاعل ہے۔ جس سے مراد حافظ ہے حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل میں یہی معنی ملحوظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ وکیل ہے کہ جملہ امور میں درستی و اصلاح اسی سے ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ وَکِیل ہے کہ نظامِ عالم کا اعتماد اُسی کی ذاتِ مقدس پر ہے۔

اللہ تعالیٰ وَکِیل ہے کہ عاجز نوازی۔ بندہ پروری اُسی کی شان ہے۔

موجودات کے جملہ اُمور کا سرانجام اسی کے قبضہ میں ہے۔ زمامِ اختیار اُسی کے ہاتھ میں۔ ربّ العزت کے کلام کو سُنو۔ اپنے نفی سے وکالت کی نفی فرماتا۔

مَا اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ وَکِیْلًا (بنی اسرائیل ع ۶) "ہم نے تجھے ان پر داروغہ نہیں بھیجا"

ارشاد فرماتا ہے اور پھر اپنی ذات کے لئے اس وکالت کا اثبات فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿بنی اسرائیل ع ۷﴾ "اور کافی ہے پروردگار تیرا کارساز"

اللہ پر اعتماد کرنے والے بھی وہ ہیں جو ایمان میں ترقیات حاصل کرتے۔ انعام پاتے نقصان سے بچے رہتے۔ فضل عظیم کے مستحق بنتے اور رضوان ربانی سے شادکام ہوتے ہیں

واضح ہو کہ توکل بھی اسی مادہ وکل (و۔ک۔ل) سے بنا ہے۔

قرآن و اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر توکل اور اہل توکل کی مدح فرمائی۔ توکل کی تحریص فرمائی ہے۔

۱۔ سورۂ یونس (۹) میں ہے فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ "تب اسی پر اعتماد کرو اگر تم مسلم ہو" دیکھو، توکل کو شرطِ اسلام ظاہر فرمایا۔

۲۔ سورۂ ملک (۲) میں ہے اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا "ہم اسی پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا" یہاں توکل کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا۔

۳۔ نوح علیہ السلام سے جب ساری قوم پھر جاتی اور ان کی مخالفت وعداوت کا اظہار کرتی ہے تو وہ فرماتے ہیں۔

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ "میرا تو اللہ پر اعتماد ہے تم اپنی سب تدبیریں کرلو" (یونس ع ۸)

۴۔ یعقوب علیہ السلام جب بنیامین کو مصر بھیجنے لگے۔ تب ان کے بھائیوں سے میثاق حفاظت لیا اور اس میثاق کے بعد فرمادیا۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ "حکم تو اللہ کا ہے دوسرے کا نہیں۔ میرا اسی پر اعتماد ہے اور متوکل لوگوں کو بھی اسی پر اعتماد کرنا چاہیئے" (یوسف ع ۸)

۵۔ سورۂ نمل (ع ۷) کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب پر حجت تمام فرماتا ہے۔ قرآن مجید کا ہدایت ورحمت ہونا اور پھر اہل کتاب کے مختلف فیہ مسائل کا فیصلہ اپنے حکم سے ظاہر کرکے ارشاد فرماتا ہے:۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ۔ "اللہ پر اعتماد کر، بے شک تو حق صریح پر ہے"

Marfat.com

صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔

"یا اللہ میں تیرے سامنے سر جھکاتا ہوں، تجھ پر اعتماد کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں۔ تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں۔ یا اللہ تیری عزت کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں مجھے گمراہی سے بچا۔ تو ہی زندہ ہے جسے موت نہیں جن اور انسان تو مریں گے۔"

توکّل

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ رحمۃٌ واسعۃٌ فرماتے ہیں کہ توکّل تو عمل قلب ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ توکّل اعضا یا زبان کا کام نہیں اور اس کا شمار مدرکات و معلومات میں بھی نہیں بلکہ صرف دل سے ہے۔

سہل تستریؒ فرماتے ہیں۔ توکّل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سامنے خود کو مردہ وار بنالے۔

ابن عطا فرماتے ہیں۔ توکّل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی جانب میلان نہ پایا جائے۔ خواہ اسباب کی ضرورت کتنی ہی ہو۔

واضح ہو کہ بزرگان سلف کے اس بارہ میں اقوال مختلف ہیں۔ بعض نے ترک اسباب کا نام توکّل رکھا اور بعض نے ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکّل بتایا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ مرتبہ یہی ہے کہ اسباب کو ترک نہ کرے مگر اسباب پر اعتماد کو کلیتہً ترک کردے۔

واضح ہو کہ توکّل کی ابتداء صفات ربوبیت۔ قدرت۔ کفایت اور قیومیت کے عرفان سے ہوتی ہے اور توکّل کی انتہا علم الٰہی اور مشیت نامتناہی کی معرفت سے حاصل کی جاتی ہے۔ جس توکّل کو ان مقامات سے حاصل نہیں کیا گیا۔ وہ اہل ضلال کی توکّل ہے۔

یاد رکھو کہ توکّل کا برترین درجہ توحید پر منحصر ہے اور توکّل کی حقیقت قلب کو جملہ علائق

Marfat.com

سے علیحدہ کرکے توحید پر جم جانا ہے۔

اسباب کا تعلق جوارح کے ساتھ لگا رہے گا۔ مگر اسباب کا تعلق قلب سے ذرا بھی نہ ہو گا۔ توحید قلب سے توکل ملتی ہے اور توکل سے توحید حاصل ہوتی ہے۔

موحد کی ہی شان ہے جس کے منہ سے نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْل زیبا ہے اسم اَلْوَکِیْل سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ تدابیر و اسباب مکاسب و اشغال سے علیحدہ نہ ہوں۔ مگر قلب کو ان سب سے علیحدہ رہنے کی تعلیم دیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اسم الوکیل کا تعلق چند در چند اسماء حسنٰی سے ہے۔ بیشک اسم اَلْوَکِیْل کو غفّار، توّاب، عفوّ، رؤف، رحیم، فتّاح، وہّاب، رزّاق، معطی اور معز المذل اور خافض الرافع المانع سے نہایت گہرا تعلق ہے اور اُمید ہے کہ ان اسماء حسنٰی پر غور کرنے والا دین و دنیا کی بہتری و بہبودی کا جامع ہو گا۔

۴۵
اَلْقَوِیُّ جلّ شانہٗ

قوت سے ہے۔ قوت کا استعمال قرآن مجید میں چند مقامات پر آیا ہے۔

سورۂ کہف میں ہے کہ جب ذوالقرنین نے تیسرا دورہ جانب شمال کیا تب وہاں کے باشندوں نے یاجوج ماجوج کے لوٹ مار کی شکایت کی تھی، اور ذوالقرنین کو خرچ (مصارف) دینے کا اظہار کیا تھا۔ تب ذوالقرنین نے نقدی لینے سے انکار کیا اور یہ کہا فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ۔ "مجھے کام کرنے والے آدمی درکار ہیں"

سورہ انفال میں حکم ہے کہ مسلمان اپنی حدود سلطنت پر قوۃ کو موجود رکھیں وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ۔ تم سے جہاں تک ہو سکتا ہے۔ دشمن کے لئے اپنی قوت اور طاقت کو تیار رکھو۔

صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برمنبر قوۃ کی تفسیر تیر انگنی سے فرمائی تھی۔ اب مفسرین قوت کے تحت میں جملہ آلات حرب کو مراد ربانی بتلاتے ہیں۔

Marfat.com

سورہ بقرہ و اعراف میں ہے کہ بنی اسرائیل کو شریعت دی گئی تو ان کو حکم دیا گیا تھا کہ خُذُوا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ ؛ جو ہم نے تجھے دیا ہے اُسے قوت سے پکڑ رکھو یعنی استقلال اور عمل مدام کے ساتھ اس شریعت کو پکڑ رکھو۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی شرح میں ہے کہ نیکی کرنے کی طاقت اور بدی سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی سے ملتی ہے۔ یہ شرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فرمودہ ہے۔

قرآن مجید میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے انفال و مومن میں شَدِیْدُ الْعِقَاب کے ساتھ اور سورۂ حدید و شوریٰ و ہود و حج میں اسم اَلْعَزِیْز کے ساتھ مستعمل ہوا ہے

اللہ تعالیٰ قوی ہے اور تمام قوتیں اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قوی ہے اور اُسی نے جملہ مظاہر کو قوت ربانی سے ظہور بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ قوی ہے اُسی کا نام ضعیفوں کے لئے توانائی بخشنے والا ہے۔

دل کو قوتِ ایمان بخشتا ہے۔ رُوح کو قوت عرفان عطا کرتا ہے۔ قویٰ کو قوی بناتا ہے۔ جسم کو مضبوط بناتا ہے۔

اِس اسم سے تخلق کرنے والے کو جملہ قوت ہائے ظاہری و باطنی کی درخواست اُسی سے کرنی چاہیئے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ سورۂ ذاریات میں اللہ تعالیٰ کا نام ذُو الْقُوَّۃ بھی آیا ہے

اس اسم کے تحت یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِیْ وَخُذْ لِی الْخَیْرَ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَھٰی رِضَائِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ۔

"یا اللہ میں ضعیف و کمزور ہوں۔ میری کمزوری کو اپنی خوشنودی سے قوت والی بنا دے۔ میرے لئے بہبودی کو خاص کر دے۔ اور اسلام کو میرے لئے سب سے بڑی آرزو بنا دے۔ یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے۔ میں ذلیل ہوں، مجھے عزت دے میں فقیر ہوں مجھے رزق دے"

Marfat.com

۴۶ اَلْمَتِيْنُ جل شانہ'

مَتُنَ مَتَانَۃً۔ صَلُبَ وَاشْتَدَّ وَقَوِیَ۔ فاعل کے معنی میں مَتُن اور مَتِیْن آتے ہیں۔

اسم پاک ہونے میں متین کے معنی یہ ہیں، وہ ذات قوی جسے اپنے افعال میں مشقت وکلفت اور تعب لاحق نہیں ہوتی۔ قوی اور متین میں تھوڑا سا فرق ہے۔ قدرت میں بالغ و تام کو قوی کہتے ہیں اور قدرت میں مضبوط و شدید کو متین بولتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے، فَقَامَ مُمْتَنًا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری طاقت واستقامت سے قیام فرمایا۔

قرآن مجید میں یہ اسم ایک ہی جگہ سورہ ذاریات میں آیا ہے اور اس کا استعمال ذُوالْقُوَّۃِ کے ساتھ ہوا ہے۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔ "اللہ ہی ہے جو بہت رزق رساں قوت والا۔ طاقت والا ہے"

اللہ ہی ہے جو تمام مخلوق کو رزق رسانی فرماتا ہے۔ وہی ان تھک طاقتوں والا۔ وُہی لامحدود قوتوں والا ہے۔

متین اللہ تعالیٰ کا اسم اس لئے بھی ہے کہ وہ مستقل بالذات ہے۔ قائم بالذات خود ہے۔ کسی دوسری طاقت کا محتاج نہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ متین ہے۔ ہر ایک استحکام و پائیداری اور شدت و قوت کا انضباط اس کے حکم سے ہے۔

اِس اِسم پاک سے تخلق کرنے والوں کو عقائد میں پختگی۔ اعمال میں مواظبت حاصل کرنی چاہیئے اور باوجود ہر قسم کی طاقت وحکومت وغیرہ کے اللہ تعالےٰ کے حضور میں خود کو خاضع وخاشع اور ذلیل و خوار رکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

۴۷

اَلْوَلِیُّ جلّ شانہٗ

وِلَا سے ہے۔ وِلَا کے معنی محبّت۔ صداقت۔ قرب۔ قرابت اور ملک ہیں۔

وَلِیَ یَلِیْ وَلْیًا اس سے قرب ہُوا۔ یا اس کا پیرو ہُوا۔

وَلِیَ وَلَایَۃً وَوِلَایَۃً اس پر قیام کیا۔ اس کا مالک ہوا۔ اس کی مدد کی۔

آیات ذیل پر غور کرو۔

(۱) فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ۔ (بقرہ ع ۱۹) "نابالغ کا ولی اُس کی طرف سے انصاف کے ساتھ نوشت لکھ دے"

(۲) فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا (بنی اسرائیل ع ۴) "مقتول کے ولی کو ہم قاتل پر قابو دیتے ہیں"

ہر دو آیات بالا میں ولی بمعنی قرابتی مستعمل ہُوا۔

(۳) کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (فصلت ع ۵) "دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرو گے تو وہ بھی گرم جوش دوست ہوجاوے گا"

(۴) وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَھُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرًا۔ (شوریٰ) "ظالموں کی مدد، حمایت کوئی نہ کرے گا"

(۵) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ (شوریٰ ع ۱) "کیا لوگ اوروں کو اللہ کے سوا اولیاء پکڑ رہے ہیں۔ ولی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے"

اللہ تعالیٰ کی ولا و ولایت کے متعلق مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

(۱) اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ "اللہ تو ایمان والوں سے محبت کرنے والا ہے"

(۲) اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران ع ۷) "اللہ تو مومنوں کا ولی ہے"

(۳) اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ (جاثیہ ع ۲) "اللہ تقویٰ والوں کا ولی ہے"

(۴) مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ (سجدہ ع ۱) "اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی نہیں"

Marfat.com

(۵) هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۔
(الکہف ع ۵)

"پس تمام قدرت و طاقت اللہ ہی کے واسطے ہے جو معبودِ برحق ہے۔"

(۶) اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
(اعراف ع ۲)

"میرا ولی تو اللہ ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا۔"

(۷) اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
(یوسف ع ۱۱)

"اے رب دنیا میں بھی تو ہی میرا رب ہے۔ اور آخرت میں بھی تو ہی میرا ولی ہے۔"

(۸) مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥ (العنکبوت ع ۴)

"جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو اولیاء بنا لیتے ہیں ان کی مثال اس مکڑی کی سی ہے جو گھر بنا لیا کرتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ بودا، کمزور گھر تو مکڑی ہی کا گھر ہوتا ہے۔"

(۹) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۔

"یاد رکھو کہ اللہ سے محبت کرنے والوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ان کا دل غمناک ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور تقویٰ کیا کرتے ہیں۔"

بے شک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے اور بندوں کے سب کاموں کی تولیت اسی کو حاصل ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے اور اس کی ولایت بندہ کو ایمان اور تقویٰ اور عبودیت سے حاصل ہوتی ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے اور اسی کی ولاء و محبت کا نتیجہ ہے کہ اُس نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے قرآن نازل کیا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے اور اُسی کی صداقت اور محبت حاصل کرنے سے اللہ کے بندوں کو بھی اولیاء اللہ کا خطاب مل جاتا ہے۔ یہ وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو ایمان اور تقویٰ میں درجہ بلند رکھتے ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے۔ تدبیر و قدرت والا ہے۔ تصرف اور ملکیت والا ہے۔
واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا نام مولیٰ بھی اسی آیت میں ہے۔

Marfat.com

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (تحریم ع ۱)
"تمہارا مولیٰ تو اللہ ہے جو علم والا حکمت والا ہے۔"

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (یونس وانعام)
"اُن کا سچا آقا تو اللہ ہی ہے۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ خود کو اللہ ہی کی ملکیت اور غلامی میں داخل کریں اور اللہ ہی کو اپنا کارساز سمجھیں اور اللہ ہی کی محبت کو کامل صداقت کے ساتھ دل میں قائم کریں۔ اُسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں۔ سینہ میں دل ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کو ایک ہی کی نذر کر دیں جو وَاحِدُ الصَّمَد ہے، جو اَللّٰہ ہے۔ اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے۔

يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ ثَبِّتْنِيْ حَتّٰى اَلْقَاكَ۔
"اے مالک اسلام کے اور اسلام والوں کے مجھے اسلام پر قائم رکھیو یہاں تک کہ میں تیرے سامنے حاضر ہو جاؤں۔"

---

۴۸ اَلْحَمِيْدُ جلّ شانہٗ

حَمْد سے ہے اور فعیل بمعنی فاعل ہے۔

واضح ہو کہ تین الفاظ ہیں جو متقارب المعنی ہیں۔ مدح۔ شکر اور حمد۔

مدح بہت ہی عام ہے۔ حتّٰی کہ نباتات اور جمادات کی تعریف پر بھی لفظ مدح کا اطلاق کیا جاتا ہے مثلاً یہ کہنا کہ "یہ الماس نہایت قیمتی ہے" الماس کے لئے مدح تو ہے مگر شکر یا حمد نہیں۔

مدح کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ مدح میں جو صفت بیان کی جاتی ہے اس صفت کا ممدوح میں فی الواقع ہونا ضروری نہیں۔ شعراء زمانہ جو قصائد امراء و حکام کی تعریف لکھتے ہیں اُن کو اسی لئے مدح کہا جاتا ہے۔

مدح کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ مدح قبل از نعمت ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے مگر

Marfat.com

شکر بعد از نعمت ہو گا۔

اب شکر کو لیجئے۔ یہ مدح سے خاص تر ہے۔ یعنی صرف محسن و منعم کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہو گا۔ غیر ذوی العقول کے لئے نہ ہو گا۔ نیز عطاء نعمت اور بذل احسان کے بعد ہو گا۔ قبل نہ ہو گا۔

اب حمد کو لیجئے۔ وہ مدح اور شکر کے معانی کا جامع بھی ہے اور اُن سے کچھ زائد معانی بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ لفظ حمد تو جملہ صفات جمالیہ کا جامع ہے۔ وہ ہر ایک وصف کو جو قدرت و حکومت۔ الٰہیت و عظمت پر حاوی ہے۔ اپنے اندر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر غور کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم

"یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تیرے ہی لئے سب صفتیں ہیں تو ہی معبود ہے اے احسان کرنیوالے اے احسان کرنیوالے اے پیدا کرنیوالے آسمان زمین والے اے صاحب بزرگی اور عزت کے اے زندہ اے قائم"

غور کرو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کو حمد کا مالک اور اسی کی تفصیل میں الوہیت۔ حنانیت منّیت۔ ابداع۔ جلال و اکرام اور حیات و قیام کا ذکر فرمایا۔ اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حمد کس قدر جامع لفظ ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہ

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عام۔ رحمت کاملہ اور رحم تام اور ملکیت دوام کا ذکر فرمایا اور تب اس کا حمد کے ساتھ مختص و مالک ہونا ظاہر کیا۔

حدیث شریف میں ہے:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَاُہٗ۔

سُبْحَانَ اللّٰه کہنے سے میزان عمل آدھی بھر جاتی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰه کا کہنا اُس کے پلڑے کو پورا بھر دیتا ہے۔

Marfat.com

توصیف کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں، منفی اور مثبت سُبحَانَ اللّٰہ کہنا منفی صفت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ عیوب و نقائص اور ارجاس و ادناس سے پاک ہے اَلحَمدُ لِلّٰہ کہنا مثبت صفت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ صفوت جمال اور محامد کمال اور محاسن جلال کا مالک ہے۔

اب قرآن مجید میں استعمال حمد کی آیات پر غور کرو۔

(۱) فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ (الجاثیہ ع ۴)

"اللہ کیلئے حمد ہے جو آسمانوں کا رب ہے جو زمین کا رب ہے جو سب عالموں کا رب ہے۔ آسمانوں اور زمین میں کبریائی اسی کے لئے ہے۔ وہی ہے کہ غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی"

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو بیان کیا اور ربوبیت کی وسعت کی وضاحت کی۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذکر کیا اور اس کبریائی کے موطن بتلائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عزت و حکمت کا بیان فرمایا اور ان صفات کے بعد اُس کی ذات کے لئے حمد کا اختصاص واضح کیا۔

(۲) وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔

"آسمانوں میں اور زمین میں عشاء کو اور ظہر کو حمد اسی کی ہوتی ہے۔ وہی ہے جو مُردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔ وہی ہے جو زمین مردہ کو زندگی بخشتا ہے"

غور کرو کہ تبدیلیٔ اوقات اور تبدیلیٔ حالات اور تقلب مخلوقات کی صفات پر حمد کو مبنی فرمایا ہے۔

(۳) وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

"وہی ہے جو اللہ ہے اور کوئی معبود نہیں معبود تو وہی ہے۔ ازل و ابد میں حمد اور حکم اسی کو حاصل ہے اور سب نے اُسی کے سامنے حاضر ہونا ہے"

زمانہ کی اولیت و آخریت پر حمد کو حاوی فرمایا اور الوہیت کے اختصاص سے حمد

Marfat.com

کی خصوصیت کا اظہار کیا۔ ان سب معانی کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کا حمید، مالک الحمد ہونا معلوم کرو۔ اب یہ بھی یاد رکھو کہ حمد کو اسلام کے ساتھ بھی ایک عجیب خصوصیت ہے۔

۱۔ کتاب کا آغاز حمد سے ہوتا ہے؛

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام مُحَمَّد اور احمد ہے اور دونوں اسم پاک کا اشتقاق حمد سے ہے؛۔

محمد وہ ہے جس کی حمد و ثنا مخلوق نے تمام مخلوق سے بڑھ کر کی ہو۔

احمد وہ ہے جس نے رب العالمین کی حمد و ثنا تمام مخلوق سے افضل تر اور فزوں تر کی ہو۔

ترا محمد و احمد زمین خواند و زماں   حمید باشد و محمود ذاتِ سُبحانی
فزوں تراز تو کسے راز حمد گفت جہاں   نہ بر تراز تو کسے گفت حمدِ یزدانی

تو آفتابی و از حمد سر بر آوردہ
تو ماہ و بر فلکِ مجد نور افشانی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ شفاعت کا نام "مقامِ محمود" ہے اور حضور کے اُس نشانِ محمدی کا نام جس کی تحت میں سیدنا آدم اور ان کے جملہ فرزندانِ مکرم یعنی انبیاء و رُسل ہوں گے "لِوَاءُ الحَمد" ہے

حضور کی اُمت کو میدانِ محشر میں حَمَّادُوْن کہہ کر پکارا جاویگا۔ حضور کی نسائے اُمت کو "حمادیات" کا لقب دیا گیا۔ جو شرم و حیا سے نگاہ نیچی رکھتی ہیں۔ جن کی آنکھ غیر کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔

اب اسم حمید کے استعمال کی حالت دیکھو کہ قرآن مجید میں کن کن اسماء حسنیٰ کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔

(۱) اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ (ھود ع ۷)   "وہ تو حمد والا مجد والا ہے۔"

(۲) تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ (شوریٰ ع ۳)   "یہ تو حکمت والے، حمد والے کا اُتارا ہوا ہے۔"

Marfat.com

(۳) وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (شوریٰ ع ۴) "وہ تو ولا کرنے والا۔ حمد والا ہے"

(۴) وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (بقرہ) "جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے"

یہ آیات قرآن تبلاتا ہے کہ مجد و حکمت اور غناء و دولانیت کے احکام اسم حمید میں داخل ہیں ہاں اللہ تعالیٰ ہی جملہ ستودگیوں کا مالک ہے۔ جملہ محامد کا مالک ہے۔ اہل ایمان کو اُسی کی تحمید و تمجید و تہلیل و تکبیر سے خانۂ دل کو آباد و شاد رکھنا چاہیئے۔ اور اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو محمود الافعال اور محمود الصفات بننے کی سعی کرنا چاہیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء تہجد میں ہے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ

"اے اللہ اے ہمارے رب حمد تیرے ہی لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین اور سب کا جو ان کے اندر ہیں قائم رکھنے والا تو ہی ہے۔ ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان میں کی سب چیزوں کا نور تو ہی ہے۔ ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب اشیاء کا بادشاہ تو ہی ہے حمد کا مالک تو ہی ہے۔ تو ہی حق ہے اور تیرا فرمودہ بھی حق ہے"

۴۹
اَلْحَيُّ جلّ شانہٗ

حیات سے حی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام الحی اس لئے ہے کہ وہ لوازم حیات۔ علم و قدرت۔ سمع و بصر اور ارادت و کلام والا ہے۔ وہ حیات ذاتیہ کا مالک ہے۔ اُسی نے ان کمالات کا مظاہر عالم ظہور میں دکھلایا ہے۔

Marfat.com

۵۰
القیوم جل شانہ

قیام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام القیوم۔ القیوم اس لئے ہے کہ وہ بذاتِ خود قائم ہے۔ اس کا قیام کسی دوسری شے پر منحصر نہیں۔ دیمومتِ ذات اسی کو حاصل ہے اور قیامِ ذات کی عزت کا وہی مالک ہے۔

واضح ہو کہ قرآن مجید میں اسمِ حیّ صرف ایک جگہ اکیلا آیا ہے:۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ۔ (مومن ع ۷)	"وہی ہے جو زندہ ہے اسکے سوا معبود بھی کوئی نہیں۔ تم اس کو پورے خلوص کیساتھ پکارا کرو"

باقی تین مقامات پر اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم مجتمعاً آیا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آیۃ الکرسی۔ بقرہ ع)	"اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی تو زندہ و توانا ہے"
(۲) (ایضاً۔ آل عمران ع ۱)	(ایضاً)
(۳) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ (طٰہٰ ع ۱۲)	"زندہ و توانا اللہ کے سامنے سب چہرے جھک جائیں گے"

اَلْحَيُّ جب کہ عَلَم باری تعالیٰ ہے تو اس کے معنی ہیں۔ باقی علی الابد۔ دائم بلا زوال جو ہمیشہ سے موجود اور ہمیشہ سے صفت حیات سے موصوف ہے۔ نہ کبھی عدم اس کے سابق حال ہوا اور نہ کبھی موت اس کے لاحق حال ہوگی۔ دیگر مخلوقات کے لئے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کا فرمان رواں ہے۔

اَلْقَيُّوْمُ کے معنی مجاہد نے "ہر شے پر قائم" بتلائے ہیں۔ وہ قائم ہے دائم ہے موجود ہے۔ لازوال ہے۔ غیر متغیّر ہے۔

ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور کو کچھ پریشانی لاحق ہوتی تو پڑھا کرتے یَا حَيُّ یَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

Marfat.com

ایک بار سیّدہ زہرا علیہا السّلام کو حضورؐ نے یہ پڑھنے کو فرمایا تھا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔

"اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے میں تیری رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس پر ایک چشم زدن کے لئے بھی مت چھوڑنا۔"

اَبُوْ دَاؤد کی حدیث

جامع الاصول میں بحوالہ رزین ابوہریرہؓ سے یہ روایت مرفوعاً ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ یَا مُحْیِیْ یَا مُمِیْتُ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

"اے زندہ و توانا جب کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا، اور اے انعام والے۔"

۵۱
اَلْوَاحِدُ جل شانہٗ

وَحْدَت یگانگی اس کا فعل باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے آتا ہے۔ وَاحِدٌ۔ وَحَادَۃً وُحُوْدَۃً۔ وُحُوْدًا۔ وَحْدًا و وَحْدَۃً۔

وحید اس کا فعیل ہے۔ جس کے معنی یگانہ ہیں۔

توحید اس کا تفعیل ہے جس کے معنی یگانہ گردانیدن ہیں۔

توحد اس کا تفعل ہے جس کے معنی یگانہ شدن ہیں۔

قرآن پاک میں لفظ واحد بطور اسم پاک اکیس مقامات پر آیا ہے اور غور کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا اقتران یا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ساتھ ہوا ہے یا قَہَّارُ کے ساتھ یعنی لفظ واحد ایسا وحدت پسند ہوا کہ ترکیب اقترانی میں بھی وہ ایسے کلمہ یا اسم کے ساتھ مستعمل ہوا ہے کہ وہ خود بھی شرکت سے دور ہیں۔

اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ۔ "تمکو صرف ایک بات نصیحت کی کہتا ہوں"

وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا "وہ جسے میں نے تنہا بلا شرکت غیر سے پیدا کیا ہے"

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضؓ کی صفت میں ہے،

لقد احدث بہ امہ۔ "اس کی ماں نے یکتا بے مثل جنا۔ اس کی ماں نے اسی کو جنا۔"

بے شک اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اسی کی وحدت ذاتی ہے۔

مخلوق میں سے کسی کو بھی ایسی وحدت حاصل نہیں جسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذات پاک کے سوا جملہ اعیان و اجسام کا ظہور دو اصلوں سے ہے۔ آدم علیہ السلام جو یقیناً ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش کی اصل بھی پانی اور مٹی ہے۔ پس جب جملہ اعیان اجسام کی پیدائش اصلین پر مبنی ہے تو ثابت ہو گیا کہ الواحد اللہ تعالیٰ ہی کا پاک نام ہے واضح ہو کہ اعداد میں بھی سب سے پہلے عدد کو واحد (ایک) بولا جاتا ہے۔ یہ تو صفت عددی ہے، نہ وصف ذاتی۔ لیکن علماء ربانی اس سے بھی، اللہ تعالیٰ کے عرفان کی دلیل حاصل کر لیتے ہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے کسی دہریہ نے پوچھا کہ اللہ سے پہلے کیا تھا حضور نے فرمایا: کہ تجھے گنتی کرنا آتا ہے۔ وہ بولا۔ ہاں۔ فرمایا، گنو! وہ گننے لگا، ایک دو۔ تین۔ چار، فرمایا۔ ایک سے پہلے کیا تھا۔ وہ بولا، ایک سے پہلے کچھ نہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ اللہ بھی واحد ہے اور واحد سے پہلے کچھ نہیں ہوتا۔ وہی سب سے پہلے ہوتا ہے۔

احادیث پر نگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو کیسے کیسے اسالیب پاک سے بیان فرمایا گیا ہے،

۱۔ اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ لِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ (رواہ ابوداؤد عن عبداللہ خیام البیاضی رضؓ)۔

"یا اللہ جو نعمت آج مجھے حاصل ہے، یا تیری خلقت میں سے کسی اور کو حاصل ہے وہ سب تیری جانب سے ہے۔ تو واحد ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حمد بھی تیرے لئے ہے اور شکر بھی تیرے لئے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے یہ دعا صبح پڑھ لی۔ اس نے دن کا حق

Marfat.com

ادا کر دیا۔ جس نے شام کو پڑھ لی اس نے رات کا حق ادا کر دیا۔

۲۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اٰیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ۔ اخرجہ السنۃ الا النسائی عن ابن عمر)

"اللہ کے سوا اور کوئی بھی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک بھی اسی کا ہے اور حمد کا مالک بھی وہی ہے اور وہی سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ ہماری بازگشت اور توبہ اور عبادت اور سجدہ اور حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ اللہ نے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔"

یہ دعا حضور سفر سے واپسی کے وقت پڑھتے اور دعا سے پہلے تین بار اللہ اکبر کہہ لیتے ۔

۳) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ (مالک عن طلحۃ بن عبید اللہ

"اللہ ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔"

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (ترمذی عن عمرو بن شعیب)

"اللہ ایک ہی ہے جو معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اسی کیلئے حمد ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہتر ذکر جو میں نے کہا، اور جو مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا وہ یہی ہے۔

۴۔ ترمذی بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی شخص ایک دن میں سو بار یہ وظیفہ کرلے، اُسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سو نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی۔ سو بدیاں اس کی مٹا دی جائیں گی اور اس روز اُسے شیطان سے حفاظت ہوگی اور اس روز اس سے اچھے عمل والا صرف وہی ہوگا جس نے یہی کلمات اُس سے زیادہ دفعہ کہے ہوں گے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ

"اللہ ایک ہی ہے جو معبود ہے اس کا کوئی

Marfat.com

لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اسی کیلئے حمد ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے "

الغرض، ان ادعیہ کی نظم الفاظ پر تدبر کرو کہ وحدہٗ کو کس طرح اوّل و آخر۔ کلمات اثبات توحید و ردِ شرک سے مشید و ئید بنایا گیا ہے۔ جملہ روایات میں لا الٰہ الا اللہ اور لا شریک لہٗ۔ بعد میں اور اسی سے معنی وحدت ہویدا ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت اس کا اُلوہیت میں منفرد ہونا اور شرکت غیری سے پاک تر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یکتائی۔ اس کا بے مثل۔ بےنظیر ہونا ہے۔ وہ ایک ہے۔ یکتا ہے۔ بے ہمتا ہے۔

واضح ہو کہ توحید کے معنی قرآن مجید نے اسالیب۔ بدیعہ اور عبارات عالیہ اور امثلہ نفیسہ سے بڑی وضاحت اور متانت اور صحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر خود بھی شہادت ادا کی۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر پر شہادت دی کہ اس کے سوا اور کوئی بھی استحقاق الوہیت نہیں رکھتا، اس شہادت کا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں اپنا عرفان عطا نہ فرماتا تو بندہ کے لئے عرفان صحیح تک پہنچنا دشوار تھا۔

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ میں تیری ثنا کا شمار نہیں کر سکتا۔ تیری ثنا وہی ہے جو خود تو نے فرمائی "

ربّ العالمین کی یہ شہادت ہی بیان و تعریف اور دلالت پر متضمن ہے اور اسی نے سمع و بصر و عقل کو شنوا و بینا و شناسا بنا دیا ہے اور اہل ایمان کے سامنے مسائل توحید کو واضح و اظہر و اثبت کر دیا ہے۔

ب۔ اس شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رُسل و انبیاء کو کھڑا کیا ہے جن کی تعلیم دلوں کے قفل کھول دیتی۔ آنکھوں کے حجاب دُور کر دیتی اور گوش کی گرانی کھو دیتی ہے۔ تصویب نظر کا طریق انہی کے نمونہ سے حاصل ہوتا ہے۔

ج۔ ان بیانات و ارشادات کی تائید میں صنائع الٰہیہ ہیں۔ جن کی صنعت و تاثیر اور افعال توحید الٰہی پر دلالت تام کاملہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

د۔ ان سے آگے بڑھ کر مومن کا وہ اطمینان قلب وکشف غطا اور وہ شہود حقائق ہے جو تعلیم ربانی کے مقصود کو موجود بنا لیتی ہے۔ جو مطلوب کو مشہود ٹھہرا دیتی ہے، اور جس سے وہ توحید خالص (جو مشبہتین ومعطلین اور اہل حریت کے کلمات سے بہت صاف بہت روشن اور بہت بلند ہے) مبرہن ہو جاتی ہے اور ایمان کو کامل۔ روح کو منوّر اور یقین کو حقیقت بنا دیتی ہے۔

تب بندہ بندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا ادب وجلال اس کے قلب پر متمکن ہو جاتا ہے اور اس حالت میں قولاً۔ فعلاً۔ عملاً بندہ کو موحد ہونے کا درجہ مل جاتا ہے۔

انوار۔ توحید ان آیات میں دیکھو:

۱۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔ (سورہ انبیاءع۲)

"تجھ سے پہلے جتنے رسول بھی ہم نے بھیجے ان کو ہم نے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا اور کوئی الوہیت والا نہیں لہٰذا تم سب میری ہی عبادت کرو۔"

۲۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ۔ (سورہ زخرف ع۴)

"تم سے پہلے جو ہم نے اپنے رسول بھیجے ان سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے (خدائے) رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی پرستش کی جائے۔"

۳۔ اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ (سورہ انبیاءع۲)

"کیا انہوں نے زمین کی مادی اشیاء کے معبود بنائے ہیں۔ کیا وہ زندہ بھی کر سکتے ہیں۔"

۴۔ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ (سورہ انبیاءع۲)

(سورہ انبیاءع۲)

"اگر زمین وآسمان میں اللہ کے سوا اور بھی کوئی معبود ہوتے۔ تب زمین وآسمان دونوں ہی تباہ ہو گئے ہوتے۔ پس پاک ہے اللہ عرش کا پالنے والا ان مشرکوں کی باتوں سے۔"

۵۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

"کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے۔ کہہ دے کہ تم اپنے برہان تو پیش

Marfat.com

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ - (سورہ انبیاء ع ۲)

کرو۔ میری کتاب اور مجھ سے پہلوں کی کتابیں تو موجود ہیں۔ ان ہی میں سے کسی میں اپنا مطلب نکال کر ثابت کرو۔"

قرآن مجید میں جملہ انبیاء کی زبان سے یہی حکم جاری کیا گیا ہے۔"

۲- اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

"اللہ ہی کی عبادت کرو اور تو کوئی بھی تمہارا معبود نہیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ نحل۔ ۵

ہر ایک امت میں ہم نے رسول بھیجے اسی پیغام کے ساتھ۔ کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

اس آیت میں ہر ایک اس چیز کی پوجا اللہ کے سوا کی جاوے طاغوت بتلایا گیا ہے اس لئے کہ شرک کی طغیانی کا وہ سبب ٹھہری۔

آیاتِ بالا میں توحید کی فنا و بقا بتلائی گئی ہے۔ نفی غیر فنا ہے اور اثبات حقیقت الوہیّت بقا ہے۔

اثبات کی حقیقت یہ ہے کہ عبادت اور محبت اور خشیت و طاعت اللہ ہی کے لئے ہو۔ کسی غیر کے لئے نہ ہو۔

رجاء و دعا اور تفویض و توکل۔ استغاثہ و التجا سب اس کی جناب سے ہو۔ ان سب امور کا تعلق کسی غیر سے نہ ہو۔

مندرجہ ذیل آیات قرآنی پر غور کرو،

۱- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ انعام ع ۲)

"کہدے کہ کیا اللہ کے سوا (جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے) اور کسی سے میں دل لگاؤں ؟"

۲- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا -

"کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو فیصلہ کرنیوالا پسند کروں گا۔"

۳- قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰنِيْ رَبِّيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ

"ان سے کہہ دیجئے کہ میرے رب نے مجھے تو صراط مستقیم کی ہدایت کر دی ہے یہی وہ دین ہے جو قیم اور مضبوط ہے، اور ابراہیم تو بالکل

Marfat.com

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ مشرک نہ تھا کہدے میری نماز۔ میری قربانی۔ میرا جینا میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

(الانعام ع۔۲)

یہی وہ توحید ہے جس کی طرف تمام رسل، انبیاء دعوت دیتے رہے۔

یہی وہ توحید ہے جو نجات کی کلید ہے۔

یہی وہ توحید ہے جس پر زمین و آسمان کا قیام ہے اور اسی توحید کا مالک الواحد ہے۔

بندہ کو اس اسم پاک کے ساتھ تعلق خاص پیدا کرنا چاہیئے تاکہ شرک اور اس کے جملہ اقسام سے علیحدہ۔ پاک۔ منفرد اور صاف ہو جائے۔

۵۲
الاحد جل شانہ

واضح ہو کہ ائمہ لغت کے نزدیک احد دراصل وحد تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے۔

ہاں معنی کے اعتبار سے بھی واحد اور احد ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ علامہ میر درد دہلوی لکھتے ہیں کہ جامع الدعوات بیہقی اور سنن ترمذی میں اسم احد بیان نہیں ہوا۔ البتہ جامع الاصول ابن اثیر کی روایت میں واحد الاحد مروی ہے۔

ہر دو اسماء کے متحد المعنی ہونے کا راز یہ بھی ہو گا کہ ہر دو اسماء توحید خالص پر دال ہیں اور ایسے اسماء اصلاً و معناً و دلالۃً بھی ایک ہی ہونے چاہئیں۔

علماء معانی نے ہر دو اسماء کی کچھ خصوصیات بھی بیان کی ہیں۔

واحد وہ ہے جو عدیم التجزی ہے یعنی جس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا۔

احد وہ ہے جو عدیم الثنی ہے یعنی جس کی نظیر کوئی نہیں۔

لفظ واحد کا اطلاق محل اثبات میں دیگر اشیاء پر بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے رجل واحد و درھم واحد (ایک آدمی۔ ایک روپیہ) مگر لفظ احد کا اطلاق اثباتاً تمام اللہ

Marfat.com

کے سوا اور کسی پر نہیں ہوتا۔ ہاں لفظ احد کا استعمال نفی دیگر میں ہوتا ہے اور اس وقت نفی نہایت مکمل نفی ہوتی ہے مثلاً لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ پر غور کرو کہ کفو الٰہی کی نفی لفظ احد سے کی ہے اور یہ ایسی نفی ہے کہ اس کے بعد کوئی استثناء وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ (ترجمہ "ہوا اللہ کا کفو کوئی بھی تو نہیں"

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں لفظ احد بطور اسم پاک صرف ایک ہی مقام قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں مستعمل ہوا ہے اور یہ بھی دلائل احدیت میں سے ایک عجیب دلیل ہے احدیت اپنی شان میں ایسی مکمل ہے کہ تکرار لفظی بھی نہیں ہوا واہ۔ وا۔ مرحبا۔ زہے خوب!

اب یہ بھی غور کرو کہ اس مقام پر بھی اسم احد الف لام تعریف سے مستغنی ہے یعنی اسم احد اپنی ایسی شان میں جلوہ گر ہے کہ تعریف کی ضرورت نہیں اور احدیت ایسے کمال میں ہے کہ کسی زائد حرف کا نفاذ بھی نہیں ہُوا۔

حدیث میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے التحیات کے تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَحِدْ اَحِدْ ایک انگلی سے۔ ایک انگلی سے۔ یعنی جب مشارٌ الیہ ایک ہے، احد ہے تو اس کیلئے بوقت اشارت بھی دو انگلیوں کی حرکت سے اشارہ روا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اَحد ہے۔ وحدت ذاتیہ والا۔ اس کی وحدت ذاتی ہی اس کی احدیت ہے۔ سورہ اخلاص میں رب العالمین کی صفت فرمائی گئی ہے تو اسم جلالت کے ساتھ سب سے مقدم تر صفت احدیت میں فرمائی گئی ہے۔

اہلِ توحید کو لازم ہے کہ احدیت سے اپنی توحید کو مکمل کریں۔ شرک ظاہری و باطنی اور خفی و جلی سے قلوب کو پاک کریں۔

نیت و افعال و اعمال میں توحید اور اخلاص اور صدق کا پیدا کرنا، اُن کی مواظبت و حفاظت بندہ کو اسم پاک احد کے انوار سے فیضیاب کر سکتی ہے۔

Marfat.com

۵۳
الصَّمَدُ جل شانہ

اس اسم پاک کے لغوی معانی بھی ہیں اور شرعی بھی۔ ائمہ لغت نے بیان کیا ہے۔

صمد وہ ہے جس میں جوف نہ ہو۔

صمد وہ ہے جس میں احشانہ ہو۔

صمد وُہ ہے جس میں سے کوئی شے خارج نہ ہو

صمد وُہ ہے جس کی احتیاج سب کو ہو۔

اس معنی میں شعراء قبل از اسلام کے اشعار بھی ہیں:۔

الا بکر الناعی بخیر بنی اسد بعمرو بن مسعود بالسید الصمد

دوسرا کہتا ہے۔

علوته بحسام ثم قلت لہ خذھا خذیف فانت السید الصمد

ائمہ دین کے اقوال یہ ہیں:۔

صمد وہ حی القیوم ہے جسے زوال نہیں۔ (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

صمد وہ سید ہے جسے کامل سیادت حاصل ہو۔ (اعمش عن شقیق)

صمد وہ سید ہے جو سیادت میں کامل ہو۔ وہ مالک شرف ہے جو شرف میں کامل ہو وہ عظیم ہے۔ جو عظمت میں کامل ہو۔

وہ حلیم ہے جو حلم میں کامل ہو۔

وہ علیم ہے جو علم میں کامل ہو۔

وہ حکیم ہے جو حکمت میں کامل ہو۔

صمد وہ ہے جو جملہ انواع شرف و سیادت میں کامل ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی صمد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ اس کا کوئی کفو نہیں۔ اس کی کوئی مثل نہیں واحد القہار۔ وہی ہے (علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ)

Marfat.com

صمد وہ ہے جو کھانا نہ کھائے۔ (حکیم ابن امان عن عکرمہ)

صمد وہ ہے جو نہ کھائے نہ پیئے۔ (شعبی)

صمد وہ ہے جو پیدا شدہ نہ ہو جس سے کوئی پیدا نہ ہو کیونکہ ہر ایک پیدا ہونے والی شے کے لئے موت ہے ہر ایک مرنے والے کے لئے ورثہ ہے۔ اللہ کے لئے نہ موت ہے نہ وارث ہے کوئی اس کا کفو نہیں کوئی اس کا مشابہ نہیں۔ کوئی اس کے برابر کا نہیں کوئی اس کی مثال کی مثال جیسا بھی نہیں۔

صمد میں معنیٰ جامعیت پائے جاتے ہیں، مثلاً مکان، مرتفع، مضبوط کو اہل لغت مصمود کہتے یعنی قوت وتماسک واجتماع اجزا کی اوصاف کی وجہ سے۔ پس صمد وہ ہے جو اپنی ہستی میں مجتمع قوی ثابت ہو اور باقی سب لوگ اس کے احتیاج متدودست نگر ہوں۔ وہی مرجع حاجات ہو اور منتہی کمالات (ابن تیمیہ)

صمد وہ ہے جو سید سب پر حکمران۔ (امام بخاریؒ)

واضح ہو کہ یہ اسم پاک بھی صرف سورۂ اخلاص میں آیا ہے۔ قرآن مجید کے دیگر کسی مقام پر نہیں آیا۔ یعنی جس طرح بلحاظ معنی عجیب ہے۔ اسی طرح بلحاظ استعمال غریب ہے۔

۵۴
اَلْقَادِرُ جل شانہ

اندازہ۔ قدرت وتوانائی۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جملہ ممکنات کی ایجاد اسی کی قدرت کا جلوہ ہے۔

جملہ تغیرات ارضی وسماوی۔ روحی و مادی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہیچ ہیں اور اس کی قدرت کے سامنے سب کے دعاوی ہیچ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے جو اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (سورہ قمر ع ۳) ہم نے ہر شے کو اندازہ کے موافق پیدا کیا" کا مالک ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قادر ہے اور قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۔ (طلاق)
"اللہ نے ہر شے کا ایک خاص قدر رکھی ہے" اُس کی شان ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ : ہم نے پانی کو اوپر سے اندازہ کے موافق اتارا ہے" سے اس کی قدرت نمودار ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے اور نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَکُمُ الْمَوْتَ والحیات (واقعہ) ہم نے موت و زندگی کو تمہارے درمیان اندازہ کے موافق رکھا ہوا ہے" سے اس کی قدرت ثابت ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے اور فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْنَ ۔ ہم نے اندازہ کیا اور ہم بہتر قدرت والے ۔ بہتر اندازہ والے ہیں" سے اس کی توانائی آشکار ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ ۔ ہم نے چاند کی منزلوں کو مقدر کر رکھا ہے" سے زمین و آسمان کا زیر قدرت ہونا ثابت ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے اور کوئی انسان نہ اس کی قدرت کا اندازہ کر سکتا ہے اور نہ اُس کی شان کے موافق اس کی تعظیم کر سکتا ۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (حج) اللہ کی عزت کا اندازہ یہ لوگ کر نہیں سکتے ۔"

پس اَلْقَادِر اللہ تعالیٰ کا نام اس لئے بھی ہے کہ وہ قدرت والا ہے اور اس لئے بھی کہ قدر و اندازہ کا مالک ہے ۔

قرآن مجید میں قَدِیْرٌ بھی بطور اسم پاک آیا ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْر (سورہ نحل ع ۱۰) "اللہ تعالیٰ تو علم والا ہے، قدرت والا ہے ۔"

وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْر (روم ع ۶) "اللہ تعالیٰ تو علیم و قدیر ہے ۔"

اور بطور وصف تو یہ ۳۷ مقامات پر آیا ہے ۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔ (ہود) "اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔"

یہ نام حدیث ترمذی میں نہیں ہے ۔

علامہ ابن المرتضیٰ یمانی المعروف بابن القدیر (ولد فی شہر رجب ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب

Marfat.com

ایثار الحق علی الخلق میں بنعم القادر کو بھی اسماء میں شمار کیا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنیوالوں کو لازم ہے کہ تمام عالم کو زیر قدرت الٰہیہ یقین کریں۔ معیشت میں تنگی و وسعت کو اللہ تعالیٰ کے قدر صحیح اور اندازہ صحیح کی تحت میں جان کر اُسے عین حکمت و دانائی سمجھیں۔

۵۵
اَلْمُقْتَدِرُ جل شانہ

اس اسم میں بمقابلہ اسم قادر مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو قدرت تامہ و کاملہ حاصل ہے۔ کمالات دائمیہ پر اُسے اقتدارِ کُلّی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر ع ۶) "قدرت والے بادشاہ کے پاس"

اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر ع ۶) "غلبہ والے اور قدرت والے کا سا پکڑنا"

قادر اور مقتدر کے معنی میں وقوف حاصل کرنے کے لئے اُن آیات پر غور کرو جن میں ان اسماء کا استعمال ہوا ہے۔

اسم قادر کا استعمال۔ خلق (پیدائش) اعید قدر و اندازہ کے افعال پر ہوا ہے اور مقتدر کا استعمال عزت و ملک و فرماں روائی کی شان کے ساتھ۔ یہی دونوں اسماء کے خصائص ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ المقتدر لازم و متعدی ہر دو معانی میں آتا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنیوالوں کو رب العالمین کے سامنے کامل اطاعت، اور فرماں برداری اختیار کرنی لازم ہے۔

۵۶
اَلْاَوَّلُ جل شانہ

۵۷
اَلْاٰخِرُ جل شانہ

۵۸
اَلظَّاهِرُ جل شانہ

۵۹
اَلْبَاطِنُ جل شانہ

اوّل اصل میں اوأل (بھمور الاوسط) تھا یا بقول بعض وَواُل تھا بمعنی نخستین۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اوّل ہے۔ جملہ موجودات پر اس کی ہستی کو تقدم حاصل ہے اور جسقدر اوائل اضافیہ موجود ہیں وہ سب اس سے بعد کے ہیں۔ بدایات کی ابتداء اُسی کی اولیت سے ہے اور اس کی اولیت ہر ایک ابتداء سے برتر و بعید تر ہے۔ ذہنی و خارجی عرضی و عقلی موجودات کی ابتداء اُسی کی اولیت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اوّل ہے اور ماسویٰ کا ترتب اسی کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اوّل ہے اور ہر شے کی اصل کا رجوع اسی کی جانب ہے۔

اللہ تعالیٰ آخر ہے یعنی فناء مخلوقات کے بعد اسی کی بقاء کو تاخر ہے اور جسقدر اواخر اعتباری ہیں اُن سب کے بعد اسی کا قیام ہے۔ وہی ابدی الابدی ہے وہی ادوم بلا نہایت ہے۔ ہر ایک نہایت کی انتہا اسی کی آخرویت کے تحت میں ہے۔ اسی کی ذات سب کی منتہا و مرجع ہے۔

جملہ جہات محسوسہ۔ معقولہ، مفروضہ۔ مجہولہ۔ ماضیہ و آتیہ اللہ تعالیٰ ہی کی اولیت و آخریت سے محدود و محاط ہیں۔

واضح ہو کہ اسماء پاک میں الاوّل والاٰخر دونوں اکٹھے مستعمل ہوتے ہیں۔

الظاھر۔ الباطن۔ ان الفاظ کی اصل ظہر و بطن ہے۔ ظہر پشت کو اور بطن شکم کو کہتے ہیں۔ بعد ازاں ظہر اس چیز کو کہنے لگے جو ادراک حس میں آجائے اور بطن اس شے کو جو مخفی از حس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ "گناہ کی بیرونی اندرونی کیفیتوں حالتوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔"

بطانت کا لغت یہیں سے بنا ہے۔ جس کے معنی راز داری ہیں، وَلَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ "یعنی اہل ایمان دوسروں کو اندرونی معاملات کا راز دار نہ بناؤ۔"

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ یعنی انسان اپنی معرفت بدیہیہ سے اسے پا سکتا ہے اور ہر ایک موجود شے ہستی باری تعالیٰ پر بہترین دلیل فطرت انسانی بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ یعنی حقیقت عرفان کا مالک ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ اپنی آیات سے اور باطن ہے اپنی ذات سے۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے اور سب پر محیط ہے۔

اللہ تعالیٰ باطن ہے اور کوئی ادراک اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ لَا تُدْرِكُهُ

اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہے اور اسی کی طرف سے نِعَمِ ظَاهِرَةً و انعامات باطنہ حاصل ہوتی ہیں وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ بداہت وجود اور شدّت ظہور، بذریعہ دلالت مصنوع پر صانع اسی کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے اور جملہ ممکنات کا افتقار و احتیاج اس کی طرف ہے

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے اور اس کی آیات باہرہ انفس و آفاق میں روشن و تاباں ہیں۔

اللہ تعالیٰ باطن ہے کیونکہ اس کی کنہ ذات سے حس ابصار اور درک افکار کوتاہ ہیں

اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ ستر کبریائی اس کا حجاب ہے اور حجاب کمال اس کا بطون ہے،

ترمذی کی حدیث ابوہریرہؓ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو یہ دعا سکھلائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ خَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ

”یا اللہ ساتوں آسمانوں کے رب، اور عرش عظیم کے رب ہمارے پروردگار اور سب چیزوں کے پروردگار، توراۃ اور انجیل اور قرآن اتارنے والے، دانہ اور گٹھلی کو زمین سے اگانے والے میں ہر ایک شے (جو تیرے قبضہ میں ہے) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ظاہر ہے تجھ

Marfat.com

فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ۔ سے اوپر کوئی شے نہیں تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی شے نہیں۔ میرا قرض ادا کر دے اور مجھے تنگ دستی سے نجات دے۔

واضح ہو کہ ــــــ ہر دو اسماء اَلظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ ہر دو مزدوج آتے ہیں۔

۶۰
اَلْوَالِی جل شانہ

ولایت بالفتح ہے۔ جس کے معنی تولیت ملک واحو ہیں قرآن مجید میں ہے،

وَمَا لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۔ "اور نہیں ہے تمہارے لئے سوائے اُس کے کوئی والی"

لفظ مولی بھی اسی مادہ سے آتا ہے جس کے معنی بندہ آزاد شدہ اور آزاد کنندہ بندہ۔ حلیف۔ ابن العم۔ ہمسایہ کے ہیں۔ ایک کے کام کو دوسرا انجام دینے والا بھی مُولیٰ کہلاتا ہے۔ موالات بھی اسی مادہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ وَالی ہے۔ اسی کو تولیّت اُمور حاصل ہے اور اسی کا تصرّف جمہور پر مسلّم۔ نصرت و استعانت۔ سلطنت و قدرت۔ تدبیر و تصرف اسی کو حاصل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی صحیح ترین معنی میں والی ہے۔ ہر شے پر اسی کی قدرت فرمانروا ہے۔

اسم ہذا سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ خود کو مملوک اور اپنی اشیاء کو مِلکِ رب العالمین سمجھتا رہے۔ احسان و خیر کا موقعہ غنیمت سمجھے قانونِ الٰہی کا پابند رہے۔

۶۱
اَلْمُتَعَالِی جل شانہ

یہ اسم قرآن مجید میں سورہ رعد میں آیا ہے، اَلْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ۔

Marfat.com

یہ اسم علا یعلوا سے ہے، اور اسم علیؐ علی یعلی علاء سے ہے۔
علا یعلو کا استعمال اکثر اجسام کے متعلق کیا جاتا ہے اور متعال میں علو کا مبالغہ شامل ہے۔
اللہ تعالیٰ کا اسم متعالی اس لئے ہے کہ وہ ہر ایک عالی سے برتر ہے ہر ایک مدعی علا کو پست کرنے والا ہے۔ علو نے اسی کی بلندی سے رفعت پائی ہے اور علو ذاتی اسی مالک کے لئے ہے۔

تَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ "اللہ جو سچا بادشاہ ہے نہایت برتر ہے"
اسی کے لئے ہے۔

تعالیٰ جَدُّ رَبِّنَا "ہمارے رب کی شان نہایت برتر ہے"
اسی کی شان میں ہے۔

مشرکین کے اوصاف شرکیہ سے اس کی شان برتر ہے اور واصفین کے اوصاف ناقصہ سے اس کی درگاہ عالی تر ہے۔

تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (نحل ع ۱) "اللہ بلند و برتر ہے اُس سے جو شرک کرتے ہیں"
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ (انعام ۱۰) "اللہ پاک و برتر ہے اس سے جو لوگ توصیف کرتے ہیں"
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ (اسرائیل ۵) "اللہ پاک و برتر ہے اس سے جو لوگ کہتے ہیں"

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم متعالی کی شرح میں یہ قطعہ کہا ہے ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو خضوع و خشوع جسمی و قلبی کا لزوم کرنا چاہیئے۔ اور بارگاہِ قدس کے حضور میں عاجز و درماندہ برخاک افتادہ رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

۶۲

البرُّ جل شانہ

بَر تخفیف میدان (خشکی) کو کہتے ہیں۔ اس کی وسعت کا استعارہ لیتے ہوئے اُن جملہ اُمور خیر کو جن کی اکثر احتیاج انسان کو پڑتی ہے اور جن میں نوع انسان کے لئے توسیع ہے۔ بِر بکسر کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انواع بِر کا شمار کیا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ	"یہی نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے جانب
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ	مشرق و مغرب کر لیا کرو، نیکی تو اس کی ہے
الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو (۱) اللہ پر۔ قیامت پر۔ ملائکہ پر۔ کتابوں پر
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ	انبیاء پر ایمان لایا۔
وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى	(۲) جس نے خوشی اور محبت سے اہلِ قرابت
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ	اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور
السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى	سوالیوں اور آزادیٔ غلاماں میں مال خرچ کیا۔
الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ	(۳) جس نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی۔
اٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ	(۴) جو لوگ عہد کر لینے کے بعد اپنے عہد کو
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ	پورا نباہتے ہیں۔
الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ	(۵) جو لوگ تنگدستی، بیماری اور حالتِ جنگ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا	میں صبر کرنے والے ہیں۔
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔	یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے صدق کمایا اور
(البقرہ۔ ع)	یہی تقویٰ والے ہیں۔

ان انواع بِر کے بعد اللہ تعالیٰ کے اسم پاک برّ کے معنی سمجھو۔

اللہ تعالیٰ برّ ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر گوناگوں احسان فرماتا ہے۔ آلاء دنیا

Marfat.com

عطا فرماتا ہے نعمائے آخرت ایثار کرتا ہے۔

وہی ہے جس نے انواعِ برّ و احسان کو بیان فرمایا، اور ورع و تقویٰ کی پابندی کا حکم دیا لہٰذا نیکی کنندہ۔ نیکی دہندہ وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بَرُّ الرحیم ہے جس نے عاجز بندوں کو ابرار کا خطاب عطا کیا، ان کو نعیم کا عطیہ دیا۔ ان کو تختِ رفعت پر بٹھلا دیا۔ اُن کو معرفتِ ربانی سے ممتاز فرمایا۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَائِکِ یَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ۔

"ابرار (نیکی کرنے والے لوگ) نعمتوں میں ہوں گے تخت پر جلوہ میں کئے ہوئے سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں سے نازو نعمت کی تازگی ٹپک رہی ہو گی۔"

اللہ تعالیٰ ہی بَرُّ الرحیم ہے جس نے سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پر کلام پاک کو کِرَامٍ بَرَرَةٍ (عزت والے۔ نیکوکار فرشتے) سفیروں کے ساتھ نازل فرمایا۔ بے شک اُسی کی ذات دائم الاحسان اور کثیر الرحم ہے، اس اسم کا استعمال صرف اسم رحیم کے ساتھ ہوا ہے۔

اس اسم کے ساتھ تخلق کرنے والوں کو سورہ بقرہ ع ۲۲ کی آیت کے موافق اپنا عقیدہ اور قول و عمل کر لینا چاہیئے۔

۶۳
التَّوَّابُ، جل شانہ

توب کے لغوی معنی بازگشت کے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاءِ سفر کو بروایت ابن عمر صاحبانِ صحاح نے (بجز نسائی) بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک ٹیلہ یا بلندی پر چڑھتے ہوئے تین بار اللہ اکبر پکارتے اور اس کے بعد یہ کلمات فرماتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی

Marfat.com

لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ
ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ
تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ
وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَ
ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ۔

شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ حمد اسی کے لئے ہے۔ وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ ہمارا جانا۔ ہمارا لوٹنا اللہ کیلئے ہے۔ ہم رب ہی کی عبادت کرتے اسی کو سجدہ اُسی کی حمد کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا۔ اپنے بندہ کی مدد فرمائی دشمن کے لشکروں کو اس اکیلے واحد خدا نے تتر بتر کیا۔

توبہ حقیقت شرعی میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں امور ذیل کا اجتماع پایا جائے

۱- موجودہ بُری حالت کو ترک کر دینا۔
۲- گزشتہ حالت پر ندامت کا اظہار کرنا۔
۳- آئندہ کو وہی بُرا فعل نہ کرنے کا عزم پختہ کرنا۔
۴- گذشتہ نقصان کے تدارک کی فکر کرنا۔

جب چاروں اُمور جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے مجموعہ کا نام "توبہ" کہلاتا ہے۔

توبہ کا اُصول

قرآن پاک میں یہ بیان فرمایا گیا ہے،

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ
مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ
اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا
حَکِیْمًا ہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ
یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ
اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ

"اللہ پر بازگشت ان لوگوں کے لئے ہے جو بُرائی جہالت سے کرتے ہیں اور پھر اس سے جلد ہی توبہ کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ اللہ بھی اُن پر توجہ فرماتا ہے اور اللہ تو علیم حکیم ہے توبہ ان کے لئے نہیں جو بُرائیاں کیا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آجاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ

Marfat.com

اَلْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ (نساء ۔ ع ۳)

ہیں نے اب توبہ کی ۔ توبہ ان کے لئے بھی نہیں جو مرتے ہیں اور وہ اس وقت کافر ہوتے ہیں ۔ یہ تو وہ ہیں ۔ جن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے ۔"

قرآن مجید میں دس مقامات پر اسم توّاب آیا ہے ۔ سورہ نُور میں وَاَنَّ اللہَ تَوَّابٌ حَکِیْمٌ ہے ۔ باقی آٹھ مقامات پر تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ہے اور ایک جگہ صرف تَوَّابًا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول فرمانا مبنی برا رحم ہے اور رحم الٰہی ہی اللہ تعالیٰ کا حکیم ہونا ظاہر کر رہا ہے ۔

معافی کے جذبہ سے کوئی انسان خالی نہیں اور جو کوئی شخص شرافت ونجابت میں بڑھا ہوا ہے ۔ جس کے دل میں رحم ۔ لطف ۔ عطوفت مہربانی ہے ۔ وہی اوروں سے زیادہ معافی دینے والا ہوتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا سراپا رحمت ، سراپا رحم ہونا مسلّمہ ہے لہٰذا اُس کا توبہ پذیر ہونا بھی ضروری ہوا

توّاب جو اسم پاک ہے اس کے معنی خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں ۔

ھُوَالَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ (شوریٰ)

" اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے "

غَافِرِ الذَّنْبِ قَابِلِ التَّوْبِ ۔ (مومن ۔ ع ۱)

" وہ گناہوں کا ڈھانک دینے والا ، اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے ۔

جب ہم توبہ کی حقیقت بتلا چکے کہ بُری حالت کا ترک کرنا ۔ گزشتہ پر ندامت کا اظہار کرنا ۔ آئندہ بُرے فعل کے نہ کرنے پر پختہ عزم کرنا ۔ تدارک مافات کرنا ہے تو پھر ایسی توبہ کی قبولیت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے جس کے پہلو میں درد مند دل اور رحم آمیز دل نہیں ہے ۔

توبہ کا مسئلہ عین فطرت انسانی کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کا توّاب ہونا اس کا عرفان صحیح ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ ۔

Marfat.com

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کرنا ہر شخص پر فرض ہے وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اس توبہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان بہترین اعمال میں ترقی کرے گا۔ محاسن اخلاق میں برابر بڑھتا رہے گا۔ اس کا مستقبل اس کے ماضی سے زیادہ شان دار ہوگا۔ وہ تدارک مافات کے اصول پر تھوڑی عمر میں اعمال خیر کا ذخیرہ وافر جمع کرلے گا۔ یہ جملہ برکات توبہ سے حاصل ہوں گی۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنا فرض ہے ؎

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

۶۴
اَلْعَفُوُّ جل شانہ

عفا عفوًا سے ہے۔ جس کے معنی ترک کرنا چھوڑنا ہے۔ وَاعْفُوا اللُّحٰی داڑھی کو بڑھنے کے لئے چھوڑ دو۔

عَفَتِ الرِّیْحُ الدَّارَ ہوا نے نشانات مٹا دیئے۔

عَفْو۔ قصور کرنے والے کو پاداش نہ دینا۔ چھوڑ دینا۔

عَفُوٌّ۔ بہت چھوڑ دینے والا۔ بہت معاف کرنے والا۔

قرآن مجید نے معافی کی تعلیم ایک دلچسپ پیرایہ میں دی ہے۔ سوال یہ کیا گیا ہے۔

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ۔ "کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے"

اس کا جواب مسلمہ طور پر یہی ہو سکتا ہے کہ سب لوگ کہیں گے کہ ہاں لہٰذا یہ تعلیم دی گئی۔ فَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا۔ "تب تم کو بھی لازم ہے کہ لوگوں کو معاف کیا کرو اور ان سے درگزر کیا کرو"

Marfat.com

انسان کو لازم ہے کہ انسان کی تقصیرات کو معاف کر دیا کرے۔ کیونکہ انسان خود ہی چاہتا ہے کہ اللہ پاک اسے معاف کر دیا کرے یعنی اگر معافی کا اصول صحیح ہے اور انسان کا اللہ پاک سے عفو کی درخواست کرنا۔ معافی کی دعا کرنا۔ اُمید کرنا صحیح ہے تو اسی اُصول کا برتاؤ اسے اپنے کمزور ضعیف لوگوں پر بھی کرنا ضروری ہے۔

اگر یہ اصول صحیح ہے کہ کسی تقصیر والے کو پاداش سے نہ بچایا جائے۔ قصور کے مطابق سزا ضرور دی جائے تو خود انسان کو اللہ پاک سے بھی کچھ توقع امید رجا۔ آرزو نہیں رکھنی چاہیئے۔

قرآن مجید میں اسم عفو پانچ مقامات پر آیا ہے۔ چار جگہ اسم غفور کے ساتھ اور ایک جگہ اسم قَدِیْرٌ کے ساتھ آیا ہے۔

غفور کے ساتھ عفو کا ہونا غفران ذنب کی مکمل صورت کو پیش نظر کر دیتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ غفران و عفو کی صفات اس ذات پاک میں ذاتی و نفسی ہیں۔ تصنع کو اس میں دخل نہیں۔

اسم قدیر کا ساتھ ہونا بتلاتا ہے کہ صفت عفو اسی کی جانب سے زیبا ہے جو اخذ اور پاداش پر بھی قدرت رکھتا ہو۔

عفو وہی عفو ہے جو قدرت والے کی طرف سے ہو۔ ورنہ اس کا نام تو عجز ہو گا۔

اللہ تعالیٰ عفُوّ ہے اور ہر ایک باایمان کو معافی دینے کا حکم فرماتا ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۔ (اعراف ع ۲۴) "معافی کو اپنی عادت بناؤ۔ نیک کام کرنے کی ہدایت کیا کرو۔ جاہلوں سے منہ پھیر لیا کرو"

الحمد للہ کہ اسلام دنیا میں معافی۔ رحمت۔ درگزر۔ محبت اور تعاون صادقہ کی تعلیم لے کر آیا ہے۔ کینہ، عداوت۔ تعصب۔ نفرت سے اسلام بیزار ہے۔

ترمذی نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے اور روایت کو صحیح بتلایا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس وقت

Marfat.com

کیا دعا کروں۔ تب حضور نے یہ دعا سکھلائی :-

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔ (ترمذی)

"یا اللہ تو عفوّ ہے۔ معاف دینا تجھے بہت پیارا ہے لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔"

۶۵
الرَّءُوْفُ جل شانہ

رأف ۔ رَأْفَۃ ۔ رَءُوف ۔ رَآفَۃ ورئیف (رأفًا) سے ہے

رأفت وہ مہربانی جس کا مقصد ازالہ ضرر اور دفع مکروہات ہو۔

بعض نے رافت کو اشد رحمت کے معنی میں لیا ہے اور بعض نے رحمت کو عام اور رافت کو خاص بتلایا ہے کیونکہ رحمت کے معنی میں دفع ضرر کے علاوہ افضال وانعام بھی شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اسم رءوف ۹ مقامات میں آیا ہے۔ دو مقامات میں رؤف بالعباد انفرادی حالت میں اور ۷ مقامات میں رءوف الرحیم مرکب حالت میں لہٰذا رؤف الرحیم بھی رحمٰن الرحیم کے معنی میں برابر ہو جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ رحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہہ سکتے۔ مگر ان ہر دو اسماء کا اطلاق مومنین کے تعلق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی فرمایا گیا ہے۔ بیشک اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک کی بڑی عظمت آشکار ہے۔

اللہ تعالیٰ رؤف رحیم عفویّت کے ساتھ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف رحیم خصوصیّت کے ساتھ ہیں۔

ہاں اللہ تعالےٰ رؤف ہے۔ اس کی شفقت اس کا احسان تمام مخلوق پر بلا کسی سبب اور بلا کسی استحقاق اور بلا کسی درخواست کے عام ہے۔ ان حالات کے ساتھ احسان و نوازش انعام و پرورش فرمانا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

Marfat.com

۶۶ اَلْجَامِعُ جل شانہٗ

جَمَعْ کے معنی بعض شے کو بعض سے قریب تر کر دینے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اجزاء مادہ کو جمعیت دی۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اربعہ عناصر کو باوجود مختلف امزجہ ہونے کے جمع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نباتات و معدنیات میں مختلف اقسام کی تاثیریں جمع فرمادیں

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے زمین پر لاکھوں کروڑوں اقسام کے نباتات و حیوانات کو جمع فرمادیا

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے سطح فلک پر کروڑوں اجرام سماوی کو ان کی باہمی کشش اتصال سے جمع فرمادیا۔

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ (آل عمران)

(۱) اے ہمارے رب تو سب انسانوں کو اس دن میں جمع کرنے والا ہے جس میں ذرا بھی شبہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء ع ۲۰)

(۲) اللہ تعالیٰ سب منافقوں، سب کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ (شوریٰ)

(۳) مخالفین کو ملا دینے والا۔ منتفرقین کو اکٹھا کرنیوالا وہ دن جب کہ اللہ سب رسولوں کو جمع کرے گا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ (مائدہ ۱۵)

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ جمعہ)

(۴) جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑے چلے آؤ۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے اور اسی نے جمعہ کو اپنے بندوں کے جمع ہونے کا دن بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے اور وہی جمعہ کے دن سب سے بڑا اجتماع اولین و آخرین مرسلین و منکرین کا میدان قیامت میں منعقد فرمائے گا۔

اسم ہذا سے تخلق کرنیوالوں کو سب سے پہلے جمعیت خاطر حاصل کرنی چاہیئے اور پھر کمالات کی طرف متوجہ ہو کر جامعیت کی شان پیدا کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

۶۷

اَلغَنِیُ جل شانہ

غِنیٰ غناءً غنیاً یا کثرت مال و اسباب کی وجہ سے جو کسی کا دست نگر نہ ہو۔
اللہ تعالیٰ کا نام غنی اس لئے ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی شخص کسی شے کا محتاج نہیں۔ غنی مطلق وہی ہے۔ فَاِنَّ اللہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ
"اللہ تو جملہ عوالم سے مستغنی ہے"۔
قرآن مجید پر غور کرو۔ یہ اسم پاک اسم حمید۔ کریم۔ حلیم کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔
اللہ تعالیٰ غنی ہے اور جملہ نعوت و محامد و جلال و کمال کا مالک ہے۔
اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اسے مخلوق سے کوئی احتیاج نہیں بلکہ وہ اپنے جود و کرم اور فضل و افضال سے سب کو سب کچھ دینے والا ہے۔
اللہ تعالیٰ غنی ہے اور بایں ہمہ سائلوں کے سوال اور گداؤں کی درخواستوں کو وہ سنتا ہے۔ پورا کرتا ہے۔ سب کی برداشت کرتا ہے۔
وَاللہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ۔ "اللہ غنی ہے اور سب فقیر و حاجت مند ہیں"۔
اہل دنیا کی عادت ہے کہ کسی شخص کے پاس چار پیسہ دیکھے اور اسے غنی کہنے لگے حالانکہ اگر چشم بصیرت سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے۔
آنانکہ غنی ترند محتاج ترند
بھنگی۔ ماشکی، دھوبی، نائی۔ درزی۔ لوہار۔ ترکھان۔ معمار۔ مزدور کی کس کو احتیاج نہیں؟ ان کے بغیر دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک دن بسر نہیں کر سکتا۔
اس سے آگے بڑھو تو بدن کو غذا کی ضرورت ہے۔ غذا کو باریک شریانوں میں پہنچانے کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ آفتاب کی حرارت اور روشنی کو معتدل پیمانہ میں ہم تک پہنچنے کے لئے ایتھر کی ضرورت ہے۔
آبپاشی و آب نوشی کے لئے بارش کی ضرورت ہے۔ انجرہ پیدا ہونے کے لئے

Marfat.com

سمندر کی ضرورت ہے۔ ابخرہ کو پانی بنانے کے لئے زمہریر کی ضرورت ہے۔ پانی کو ہزاروں کوس تک پہنچانے کے لئے بادلوں اور ہوا کی ضرورت ہے۔

الغرض ہر ایک انسان کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے دنیا کے ذرّہ ذرّہ اور پتّہ پتّہ کی ضرورت ہے۔ جو وجود اس قدر احتیاج مند ہو۔ وہ فقیر نہ کہلائے گا تو اس کا نام کیا ہوگا۔

بے شک اللہ تعالیٰ ہی غنی ہے اور سب کے سب اس کے محتاج ہیں، نَحْنُ اَغْنِیَاۤءُ - ہم غنی ہیں — کا نعرہ انہوں نے لگایا۔ جو معرفت سے بے بہرہ تھے۔ مگر جنہوں نے غنی مطلق کی آستان پر سر رکھا اور خود کو دنیا سے مستغنی جانا۔ وہ سب کی نگاہوں میں غنی نظر آئے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاۤءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ الآیۃ

اس اسم سے تخلق کرنیوالے کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو غنی مطلق کے دروازہ کا فقیر سمجھے — دریوزہ گری کے لئے دل و زبان کو مالک رفاہ عام کے سامنے کھول دے۔

اہلِ دنیا کو محتاج و گدا سمجھ کر خیر و شر کا کسی کے ہاتھ میں ہونا کبھی یقین نہ کرے۔ ہاں پروردگار عالم کے سامنے گڑگڑانے۔ مانگنے سوال کرنے کا عادی ہو جانا چاہیئے۔

سب اپنے اپنے حال میں ہیں احتیاج مند
دل میں کسی کو جان کے حاجت روا نہ مانگ

مانگ اعلیٰ مانگ سدا مانگ حق سے مانگ
مت مانگ کچھ نہ مانگ بشر سے ذرا نہ مانگ

خالق سے مانگ تسمہ بھی ہو خواہ کفش کا
سلکِ گہر اور رشحہ دریا عطا نہ مانگ

ہے دینے والا سب کو غنی الحمید ہی
خلقت سے دے کے واسطہ کبریا نہ مانگ

لاؤ نعم کا زخم ہے دشنہ سے تیز تر
مرہم برائے زخم۔ مرض کی دوا نہ مانگ

لے جائیگی اڑا کے تجھے خود نسیم صبح
اے کاہِ ناتواں کشش کہربا نہ مانگ

محنت میں گنج ہائے خداداد ہیں تہاں
اکسیر کی تلاش نہ کر کیمیا نہ مانگ

اپنے ہی دست و بازو کی ہمت سے لے مدد
تختِ شہی کے شوق میں ظلِ ہما نہ مانگ

سلمان ایک بات تجھے راز کی کہوں!
تو حق سے حق کو مانگ کبھی ماسوا نہ مانگ

———

Marfat.com

۶۸

اَلنُّوْرُ جل شانہٗ

اوّل لفظ نُوْر کا استعمال قرآن مجید و احادیث پاک میں دیکھو۔

۱- ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا۔ "اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیا اور قمر کو نور بنایا۔"

اس آیت میں ضیا کا درجہ نُور سے برتر رکھا ہے اور نُور کا لفظ محسوس شے کے لئے مستعمل ہوا ہے۔

۲- جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۔ (انعام ع ۱) "اللہ نے تاریکی اور روشنی کو بنایا۔"

یہاں بھی محسوس چیزوں کا ذکر ہے۔

۳- یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ "تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔"

یہاں کفر و شرک کو تاریکی توحید و ایمان کو نور فرمایا ہے۔ ان چیزوں کا تعلق بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت سے ہے۔

۴- یَھْدِ اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (نور ع ۴) "اللہ اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے۔"

یہاں دین حقّہ کو نور فرمایا ہے۔

۵- وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ (اعراف) "اُس نور کی پیروی کرو جو نبی کے ساتھ اتارا گیا ہے۔"

یہاں قرآن مجید کو نور فرمایا گیا ہے۔ اس کی دلائل و ہدایات خود افروز ہیں۔ اس کی تعلیم رُوح کو روشن قلب کو مزیّن کرنے والی ہے۔

۶- قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ (سورہ مائدہ - ع) "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نُور، اور روشن کتاب آئی ہے۔"

اس آیت میں وجود با جود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بتلایا گیا ہے۔

۷- اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ۔ "وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اُسے نور دیا کہ لوگوں میں اس نور کے ساتھ چلتا پھرتا ہے۔"

Marfat.com

حالتِ کفر کو مُردہ سے تشبیہ دی۔ داخلۂ اسلام کو زندگی بتایا اور اس درجۂ تکمیل کو جو اسلام میں ملتا ہے نُور بتلایا۔

آیت خواہ عمر فارُوقؓ کی شان میں ہے یا کسی دوسرے کی۔ بہرحال مومن کی شانِ ایمانیہ کو نور ظاہر کرتی ہے۔

۸۔ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ۔ (حدید) "مومنوں کا نور قیامت کے دن اُن کے آگے اور دست راست پر چمکے گا۔"

یہاں نورِ اعمالِ صداقت کو نور فرمایا۔

۹۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔ (تحریم ع۲) "مومنوں کی دعا ہے کہ اے رب ہمارے نُور کو مکمل فرما دے۔"

یہاں جوازِ اعمال اور افضالِ الٰہی کو نُور بتلایا ہے۔

۱۰۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور) "اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔"

اِسی آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام "اَلنُّوْر" مروی ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاءِ تہجد میں سے ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا۔ وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا۔ وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

"یا اللہ میرے دل میں نور ڈال دے اور میری بینائی میں نُور۔ میری شنوائی میں نور۔ میرے دائیں نُور، میرے بائیں نُور۔ میرے اُوپر نور میرے نیچے نور۔ میرے آگے نور۔ میرے پیچھے نُور اور نُور کو میرا بنا دے۔ میری زبان میں نُور۔ میرے بالوں میں نُور۔ میرے چہرہ پر نور۔ الٰہی مجھے نور عطا کر۔ الٰہی میرے نور کو بڑھا دے یا اللہ مجھے نور ہی بنا دے۔"

دعائے واپسی از طائف کا ایک فقرہ ہے۔

اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ "میں اس ذاتِ پاک کے نور کے ساتھ پناہ

Marfat.com

لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ پکڑتا ہوں جس نے ظلمات کو چمکا دیا اور اس سے دنیا و آخرت کے کام اصلاح پذیر ہوئے

صحیحین کی حدیث میں ابن عباس سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تہجد میں تھا۔

وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ۔ "تیرے ہی لئے حمد ہے اور تو ہی زمین و آسمان کا نور ہے"

حدیث وضو میں آتا ہے۔ جسے رزین نے عبد اللہ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ ہر ایک عضو کو دو دو بار دھویا اور اسے نورٌ علیٰ نورٌ فرمایا۔ صحیح مسلم کی حدیث عن ابی مالک الاشعری میں ہے اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ نورِ قلب۔ نورِ عقل۔ نور ایمان کے الفاظ بھی ایسے ہیں۔ جن کا استعمال مرویات میں موجود ہے۔ مسلم کی حدیث عن ابی موسیٰ میں ہے: حِجَابُهُ نُوْرٌ۔

ان تمام مواقع استعمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے اسم پاک "النور" کے معنی متعین کرنے چاہیئں

صاحب معالم التنزیل نے اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر میں مندرجہ ذیل اقوال درج کئے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اللّٰهُ هَادِیْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ضحاک مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ابی بن کعب وحسن وابو العالیہ مُزَيِّنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مجاہد مُدَبِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی تائید خود قرآن پاک سے ہوتی ہے کیونکہ اسی آیت کے بعد آتا ہے: يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

"اللہ تعالیٰ نور ہے اور اسی کے نور سے ہدایت ملتی ہے"

وہی مومن کے دل میں نور ڈالتا اور اسے ظلمات کفر سے نکال کر نور توحید میں لاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس کی کتاب بھی نور ہے۔

اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نور ہے اور آسمانوں۔ زمینوں اور یہاں کی جملہ مخلوقات اسی کے نور سے فطرت کے صحیح اصول کو لیتی اور اپنی اپنی استعداد جبلی کے موافق ترقی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس کے بتلائے ہوئے اعمال بھی مومن کے لئے نور ہیں۔ ہر ایک نور کو ضیا و روشنی اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے اسی کی ذات تمام انوار کو صادر کرنے والی ہے۔ مزید فہم معانی کے لئے آیت کے پیوستہ فقرہ پر غور کرو۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ اس جگہ مشکوٰۃ کو نور کا مشبہ بنایا ہے۔ مشکوٰۃ کی حقیقت معلوم ہے وہ نورِ حقیقی سے کیونکر درجہ میں افضل ہو سکتا ہے (تشبیہ کا مسلمہ قاعدہ یہی ہے)۔

لہٰذا مثل نورہٖ کنور مشکوٰۃ تسلیم کرنا ہوگا تاکہ نور کی مثال نور کے ساتھ درست ہو جاوے اور پھر مثل نُورہٖ کو مثل نور ہدایت تعبیر کرنا زیادہ صحیح ٹھہرے گا۔

ہر ایک باایمان کا ایمان ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ لہٰذا مشکوٰۃ یا نورِ مشکوٰۃ اصلی نور سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ نُور ہے اور ہر ایک شے کو اس کے مصالح کے لئے حاوی اور ہر ایک زندہ کو اس کے منافع کا رہنما ہے۔

وہی ہے جس نے ہر ایک شے کو بنایا اور مقتضیات فطرت کا راستہ دکھلایا۔ اللہ تعالیٰ نُور ہے۔ وہی رب الانوار ہے۔ انوار الابصار۔ انوار البصائر کا پروردگار وُہی ہے۔

۶۹
اَلْھَادِی جل شانہ

ھَدَاہُ۔ یَھْدِیْہِ۔ ھُدًی۔ وَھَدْیًا وَھِدَایَۃً وَھِدْیَۃً بمعنی ارشدہ۔ وضد اَضَلَّہٗ۔ ہدایت کے معنیٰ ہیں۔ دلالت بلطف۔

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے چار مراتب ہیں۔

(۱) وہ ہدایت جو ہر ایک مخلوق جمادات۔ نباتات وحیوانات کو حاصل ہے اور جس

Marfat.com

سے ہر ایک شے اپنی مقتضیات فطرت کو پورا کرتی اور ترقیات جبلی کو پورا کرتی ہے اس ہدایت کا ذکر اس آیت میں ہے رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔

(۲) وہ ہدایت جس کی تبلیغ انبیاء علیہم السلام نے کی اور جس کی طرف مکلفین کو دعوت دی گئی اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ الآیۃ

(۳) وہ ہدایت جس کے معنی توفیق ہیں۔ جس سے بعض عباد کو خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

(الف) وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی۔

(ب) وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ

(ج) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ۔

(د) وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(ھ) وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی۔

یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ قرآن مجید میں جس مقام پر ظالمین کافرین کو ہدایت نہ کرنے کا ذکر کیا ہے ان مقامات پر اسی ہدایت قسم سوم کی نفی مراد ہے یعنی نفی توفیق مثلاً

(الف) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(ب) کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ۔ (آل عمران ع ۹)

اس صراحت کے بعد ناظرین کو آیات ذیل کا توافق بھی معلوم ہو جائے گا۔

(الف) اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

(ب) اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔

آیت اوّل کا تعلق ہدایت ۲ سے ہے اور آیت دوم کا تعلق ہدایت ۳ سے ہے، نبی اللہ کا کام تبلیغ و دعوت فرمانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام توفیق عطا فرمانا ہے اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔

(۴) وہ ہدایت ہے جو آخرت میں اہل ایمان کو حاصل ہو گی۔ اپنے رب کو پہچانیں

Marfat.com

گے راہ جنت سے واقف ہوں گے۔ املاک اور اہلبیت جنت کی شناخت کریں گے۔ اس ہدایت کا ذکر، ان آیات میں ہے۔

(الف) سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے۔ وہی بندوں کو اصلاح امور معاش کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی انبیاء کو حقائق اصلیہ اور حق محبت کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی کشف والہام سے مخلصین کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے عقل وحکمت سے ارباب دانش کو ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی توفیق خیر سے اہل طاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی استعداد فطرت کی عطا و دہش سے ہر مخلوق کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی مشکلات و مصائب میں جب کہ عقل و ہوش مارے جاتے ہیں اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور رشد و رضوان کی جانب مومنین کو ہدایت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ھادی ہے مگر فاسق، کاذب۔ کفار، خائن، مسرف اس کی ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اول ان عیوب کو ترک کریں جو ہدایت کی روک ہیں اور پھر چشم و گوش اور عقل و ہوش کو احکام الٰہی پر لگا دیں۔ ہدایت اُسے رستہ بتائے گی۔ ہدایت اس کی رفیق راہ بن کر اسے منزل تک پہنچائے گی یہی وہ ہدایت جس کا سوال ہر ایک نمازی رب العالمین سے کیا کرتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ رنا محمہ

Marfat.com

٧٠

اَلْبَدِیْعُ جل شانہ

بَدَعَ بَدْعًا ۔ کسی شے کا بنانا۔ کسی سابقہ نمونہ اور مثال کے بغیر بنانا۔

بدعت کو شرعی معنی میں اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ اس نئے کام کی کوئی وجہ شریعت میں بروئے حکم الٰہی یا حکم رسول موجود نہیں ہوتی۔

بدعت کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ "جو کوئی شخص ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز نکالتا ہے جو ہمارے (عہد نبوی) دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں نہایت کثرت کے ساتھ یہ فرمایا کرتے تھے۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ "ہر ایک نئی بات جو کوئی شخص دین میں نکالے وہ گمراہی ہے اور ہر ایک گمراہی جہنم میں ہے"

اللہ تعالیٰ کا نام بَدِیْعٌ سورہ بقرہ و سورہ انعام میں آیا ہے اور باضافت مستعمل ہوا ہے۔ یعنی بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا گیا ہے۔ یعنی اللہ وہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا جبکہ پہلے سے ان کا کوئی نمونہ یا مثال موجود نہ تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بَدِیْع فاعل اور مفعول ہر دو معانی آتا ہے اور ہر دو معنی اسماء حسنیٰ میں داخل ہیں

٧١

رَبّ جل شانہ

دراصل یہ مصدر ہے اور فاعل کے معنی میں مستعمل۔ ربوبیت کے مفہوم میں داخل ہے۔ ایک چیز یا شخص کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے اور پرورش کرتے ہوئے اُسے درجہ تمام و کمال تک پہنچا دینا۔"

Marfat.com

یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کہ وہ ہر ایک مخلوق کو پیدا کرتا اور اُسے احکام طبیعت وفطرت کے مطابق بڑھاتا، پالتا اور شرف نوعی میں درجہ بدرجہ بلند کرتا اور انتہائے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

جمادات ونباتات وحیوانات۔ناسوت وجبروت ولاہوت کے عوالم میں کروڑ در کروڑ ایسی ایسی مخلوق موجود ہے، جس کی پرورش کی ضروریات ایکدوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ بلکہ ایک ہی درخت کے اندر جڑ، تنا، چھلکا۔گودا۔پھول۔پھل۔شاخ۔پات کے اندر رنگ روغن، چمک دمک۔تاثیر ومزہ۔شکل وصورت کے لحاظ سے ہزاروں ایسی ضروریات ہیں۔جن کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ وہی ہے جو ان سب کی تربیت کرتا ہے۔سب کو قائم رکھتا ہے۔بڑھاتا ہے۔

عالم ناسوت میں تو ایک ایک کی طبیعت ودماغ اور قلب اور روح کے احوال و مواجید ایسے ہیں جن کا نہ حصر ہے نہ شمار۔ لحظہ بہ لحظہ نئی دنیا نئی بستی جلوہ گر ہے۔ان سب کی تربیت وہی رب العالمین فرمانے والا ہے۔انسان کی معرفت کا آغاز صفت ربوبیت سے ہوتا ہے۔پھر اُسے فرماں روائے مالک کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس کے بعد عرفان الوہیت کے دروازے اس پر کھلتے ہیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ میں بھی مراتب ثلاثہ بیان فرمائے گئے ہیں۔یہی وہ اسم پاک ہے جو دعا وخطاب میں اکثر مستعمل ہوتا ہے۔تمام ایسی ادعیہ جن میں نعمت ورحمت اور غفران ومرحمت کے سوال ہیں اکثر اسی اسم رب سے شروع ہوتی ہیں۔

قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم (رب۔ ربی۔ ربہ۔ ربنا۔ ربک ربکم وغیرہ کی شکل میں ۸۰۶ دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اضافت کے وقت کہیں مضاف کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے اور کہیں اس کی خصوصیات پر جلوہ انگنی فرمائی جاتی ہے۔

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ۔ رَبَّ هٰذَا الْبَلَدِ۔ رَبُّ الْفَلَقِ۔ رَبُّ الشِّعْرٰى۔
رَبُّ النَّاسِ۔ رَبُّ الْعَرْشِ۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

Marfat.com

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔ رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَائِكُمْ کی ترکیبوں کو دیکھو۔ ہر ایک اضافت کن کن خصائص وحقائق کی رہنمائی کرتی ہے۔

اس سے آگے بڑھو گے تو تربیت کے مختلف اسالیب ان الفاظ میں ملیں گے

صراط رب۔ ایات رب۔ کلمۃ رب۔ رُسُل رب۔ سبل رب۔
عطاء رب۔ کتاب رب۔ عذاب رب۔ رحمت رب۔ امر رب۔
رزق رب۔ خراج رب۔ حمد رب۔ نعمت رب۔ آلاءِ رب۔ برکات رب۔ جنود رب۔ بطش رب۔

یہ الفاظ کیا ہیں۔ ہر ایک کی تحت میں پرورش ونگاہداشت کے بحور وفور جوش زن ہیں۔

مربوب کی استحقاق واستعداد وقابلیت ذاتی واضافی وطبعی کے مطابق ربوبیت کا فیضان جاری ہے۔

دعوت وہدایت۔ رجوع ورغبت اور استقرار وانتہا کے وہ مدارج ہیں۔ جو جو در ربوبیت سے پل رہے۔ بڑھ رہے، پھل رہے ہیں۔

ربوبیت ہی ہے جو ایک ہی وقت میں ایک ہی انسان کے معدہ وجگر اور قلب ودماغ۔ اعضاء واحشا۔ اعصاب وعظام کو جداگانہ کیفیات سے پال رہی ہے۔ روح کو الوہیت سے قلب کو ربوبیت سے غذا پہنچا رہی ہے۔ مادی اور غیر مادی قوی روحی وجسمی طاقتیں مختلف تاثیرات سے مختلف احوال ومواجید کو آغوش تربیت میں لئے ہوئے ہیں مربوب بے خبر مستفید بھی ہے اور کام گیر بھی۔ چاشنی چش اور ذوق گیر بھی۔ مگر ایسا غافل کہ اس سلسلہ اور سلسلہ کے مالک سے بے خبر اور دُور تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

ہر انسان کو اور ہر با ایمان کو اس اسم سے تخلق پیدا کرنا چاہیئے۔ اس مولی کو جانے جو اس کے والد ووالدہ کا بھی مربی ہے۔ جو ارزاق کا پیدا کرنے والا۔ جو اگانے والی زمین۔ برسانے

Marfat.com

والے آسمان کو تربیت کرنے والا ہے جو ظل و نور کا خالق ہے۔ جو روح و مادہ کا خالق ہے اور جس کی صفت و ثنا میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ رب العالمین ہے۔ لیکن اس لفظ عالمین میں کون کون عوالم داخل ہیں اور العلمین کے احاطہ میں کون سے ایسے جہاں آ گئے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہماری معرفت کی انتہا صرف یہاں ختم ہو جاتی ہے کہ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔

۷۲
مُبِینُ جل شانہ

بَانَ بَيْنًا جدا ہوا یا پیوست ہوا (از لغات اضداد)

بَانَ بَيَانًا پیدا و آشکار ہوا۔ مبین اسی سے ہے اور لازم و متعدی بہر دو معنی مستعمل ہے۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے اس کی کنہ ذات تک رسائی محال ہے۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے اور اس سے پیوستگی و تقرب کی راہیں کھلی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے اور مصنوعات کی ہر چیز اور ہر چیز کے اجزا اس کی قدرت و خالقیت کے مظہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے اور جملہ بیّنات کا ظہور اسی کی تبیین سے ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے اور آیات بیّنات کو ظہور میں لانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو بَيِّنَةٌ بنا کر اُسی نے دنیا میں بھیجا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ۔ (بیّنہ)

"کتاب والے اور مشرک جو کافر ہیں باز آنے والے نہیں تھے اس وقت تک کہ ایک کھلی دلیل اُن کے پاس نہ آ جائے یعنی اللہ کا رسول"

اللہ تعالیٰ مُبین ہے اور کتاب مُبین کو اُسی نے نازل فرمایا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مُبین ہے اُسی نے انسان کو بیان سکھلایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے مگر عقل و فہم مخلوق کو ادراک ذات تک بون بیون حائل ہے ؎

اے ازلی الظہور اے ابدی الخفاء   نُو دلے فوق النظر حُسْنُکَ فوق السّماء

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ دیدہ دگوش عقل و ہوش کو وا کریں بیّنات الٰہیہ کو دیکھیں۔ رسول پاک کے نور بیّن پر نظر ڈالیں حق و باطل کے بون بعیدہ کا اندازہ کریں۔ کتاب مبین کو سرمۂ چشم ایقان بنائیں۔

۴۳

اَلْقَدِیْرُ جَلَّ شَانُہٗ

قَدْر سے ہے۔ قدر کے معنی اندازہ اور طاقت و قدرت کے ہیں۔

اس مادہ سے چند اسماء حسنٰے آتے ہیں۔ القادِرُ۔ اَلْمُقْتَدِرُ۔ اَلْقَدِیْرُ۔ اور ہر ایک اسم اپنی وضع میں ایک خاص معنی پر اشارہ رکھتا ہے۔ گو ہر ایک مشترک المعنی بھی ہے اَلْقَادِرُ۔ المقتدر کی شرح پہلے لکھی جا چکی ہے۔

قَدِیر۔ وہ ہے جو باقتضائے حکمت خود ہر ایک فعل کا فاعل ہے۔ اس طرح پر کہ اس فعل سے بڑھ کر نہ افزونی صحیح ہے اور نہ کمی۔

تَقْدِیر بھی اسی مادہ سے ہے اور تقدیر الٰہی کی بھی دو صورتیں ہیں۔

اوّل۔ عطاء قدرت۔ یعنی بندہ کو کسی فعل کے سر انجام دینے کی قدرت و طاقت کا عطیہ محاورہ ہے۔ قَدَرَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی کَذَا۔ اللہ نے مجھے اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق دی۔

دوم۔ وہ مقدار مخصوص اور طریق مخصوص جو باقتضائے حکمت ربانیہ صحیح و درست ہو مثلاً دانۂ گندم سے گندم اور دانۂ جَو سے جَو کا پیدا ہونا اور زمین میں کاشت کے بعد سرسبز ہونا۔

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنیوالوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود

Marfat.com

قدرتوں پر یقین کامل رکھیں اور مقدراتِ الٰہیہ کو عین حکمت ربانیہ سمجھ کر تسلیم ورضا کو مسلک خود قرار دیں۔

الحافظ

حِفظ سے ہے۔ حفظ کے معنی حمیت نفس ہیں۔ حفظ کے معنی ان صور و ہئیات ومعانی کی نگہداشت ہیں جو نفس انسانی میں ایک حواس کے ذریعہ سے تمکن حاصل کرتی ہیں۔

حفظ کے معنی ہر ایک شے کے تفقد و تعہد و رعایت و نگہداشت ہیں تاکہ اُسے خرابی و تباہی سے بچایا جائے۔ تاکہ اسے قائم و بحال رکھا جائے۔

جملہ اشیاء عالم کا قیام اسی حفاظتِ الٰہی پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ اور ہم ہر ایک اپنے محبوب و پیارے کو جب کہ وہ ہماری نگہداشت و تعہد سے دُور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت میں دیا کرتے ہیں اور فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا پڑھا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے جس نے قرآن پاک کی نسبت وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرمایا اور کل دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس کی حفاظت نے آج تک کیا کچھ کیا۔

مصنفین اپنی کتابیں خود لکھتے ہیں اور اپنی اپنی فہم وہمت کے موافق اس کی حفاظت و اشاعت کے وسائل و اسباب مہیا کرتے ہیں۔ پھر بھی ہزارہا تصنیفات ایسی ہیں جو دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔

بیسیوں اور سینکڑوں بادشاہ ہوئے۔ جنہوں نے آئین و قوانین کو کتابوں کی شکل میں مُدّون کیا ملک میں پھیلایا۔ صدیوں تک لاکھوں بندگانِ خدا میں وہی دستور العمل رہا۔ لیکن آج نہ اُن بادشاہوں کے نام باقی ہیں اور نہ ان کے قوانین کا نام ونشان موجود ہے۔

وہ تورۂ ایل خانی جو ہولاکو اور چنگیز کا دستور العمل تھا۔ جس پر شامانی مذہب کا

Marfat.com

دارومدار تھا۔ آج کہاں ہے وہ ژند کہاں ہے جو خسروان کیانی کی قوم وسلطنت کا ضیابخش تھا۔

وہ پاژند کہاں ہے جو دودمان کے لہراسپ کا نورِ دیدہ تھا۔

وہ دساتیر کہاں ہے جو اردشیر بابکاں کی سلطنت کا فروغ تھا۔

وید کے متعلق کہا جاتا ہے کہ موجود ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ منتر اور برہمن بھاگ کے مجموعہ کا نام وید ہے آریہ کہتے ہیں کہ برہمن بھاگ کو وید کی پدوی (منزلت) حاصل نہیں کیا ان ۳/۴ حصہ کو شامل کرنے والے ٹھیک کہہ رہے ہیں یا ۳/۴ حصہ کو خارج کرنیوالے۔

بائبل کے متعلق یہی حال ہے۔ یہود کا وہ فرقہ بھی ہے۔ جو کتاب پیدائش کو الہامی نہیں مانتا۔ وہ فرقہ بھی ہے جو غزل الغزلات کو ادیانہ راگ کہتا ہے۔ وہ فرقہ بھی ہے جو زبور میں سے صرف ۸۰۔ ۱ کو اصلی بتا کر باقی مختلف شاعروں کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔

اناجیل کو لیجئے۔

انجیل متی کی بابت اکثر شارحین کی رائے ہے کہ وہ عبرانی میں لکھی گئی۔ جناب متی اور کسی زبان سے آشنا نہ تھے مگر آج عبرانی انجیل ناپید ہے۔ اب اس کے یونانی ترجمہ کو اصل بتانے لگ گئے ہیں۔ مگر یہ اب تک تحقیق نہیں ہوا کہ مترجم کون تھا۔ اور ترجمہ کی صحت کا ذمہ دار کون ہے۔

انجیل یوحنا کو لاہوتی انجیل کہا جاتا ہے مگر جب مصنف کی بابت تحقیق کیا جاتا ہے تو مصنف کا وجود مختلف شبہات کی ظلمات میں پوشیدہ ہے۔

لوقا کو اپنی انجیل کی بابت دعویٰ ہے کہ وہ بالتزام صحت لکھی گئی۔ مگر علماء مسیحی اربعہ اناجیل میں سے اسی کو زیادہ ضعیف اور غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

مرقس نے خود کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اس نے جن لوگوں سے سُنکر لکھا۔ اُن کا نام نہیں بتلاتا۔

دنیا کی تمام آسمانی کتابوں کا یہی حال ہے۔

آگے بڑھو تو معلوم ہوگا کہ قدرت ربانیہ نے ان کی حفاظت کو خود چھوڑ دیا ہے ثبوت یہ ہے کہ جتنی کتابوں کے آسمانی والہامی ہونے کا دعویٰ کبھی کسی قوت میں اور کسی ملک وقوم میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کتابوں کی اصلی زبان اور لغت کو دنیا سے ناپید

Marfat.com

کر دیا ہے کہ نہ وہ بولی۔ وہ زبان۔ وہ لغت دنیا پر باقی رہے گی اور نہ وہ کتاب عام طور پر پڑھی اور سُنی سُنائی جائے گی۔

بالمقابل اس کے قرآن مجید پر حفاظت الٰہیہ کو دیکھو کہ فاتحہ سے لیکر والنّاس تک اُس کا ایک ایک لفظ اور ہر ایک لفظ کی ایک ایک کسرہ و فتحہ و ضمہ و جزم و تشدید تک متواتر ہیں۔ جملہ فرقِ اسلامیہ میں مسلّمہ ہیں۔ متفقہ ہیں۔ عربی زبان نہ صرف اپنی مستقر و مہبطِ وحی میں قائم۔ رائج۔ محکم و نافذ ہے بلکہ اُس کے دستِ راست و دستِ چپ کے ممالک بھی عربی زبان کا گہوارہ بن گئے ہیں۔ مصر و شام کے باشندوں کی زبان عربی ہے۔

ان ممالک کے رہنے والے خواہ عیسائی ہیں۔ خواہ یہودی۔ خواہ قبطی ہیں۔ خواہ لیناتی دروشنی مگر زبان سب کی عربی ہے۔

یہ وہ قدرت کے محکم انتظامات ہیں جو قدرتِ بشریہ سے ارفع و اعلیٰ ہیں کہ قرآن مجید چین کی انتہائی مشرق سے لے کر مغرب اقصےٰ کے انتہائی کناروں تک ایک ہی طرزِ تحریر۔ ایک ہی رسم الخط میں حرف بحرف متفق و متحد الفاظ میں پایا جاتا ہے۔

وہی قرآن مجید قطب شمالی سے قطب جنوبی تک حفّاظ و علماء کی زبان پر اُسی طرح جاری ہے جیسے خاص مکہ و مدینہ میں۔ یہ جملہ انتظامات اسی مالک کے ہیں جو اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا اعلان کرنیوالا ہے۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لکھنے پڑھنے سے بھی فارغ تھے۔

ہاں اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے جو کتابِ حفیظ کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے جس نے سقف مرفوع کو شیطان مارد کی دسترس سے محفوظ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے جو مومن کی جان و ایمان کی حفاظت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے جس نے کراماً کاتبین کو انسان کے اقوال و اعمال کا محافظ بنا دیا ہے۔

اِس اسم سے تخلق حاصل کرنیوالوں کیلئے لازم ہے کہ اپنے مال و اولاد اور جان و ایمان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیدیں۔ نفس و شیطان سے الگ ہو کر ربانی پناہ میں داخل ہو جائیں اور اس چار سوئے عدم میں جہاں انسان اکیلا آیا اور جہاں سے اکیلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو حافظ و محافظ سمجھیں۔ تاکہ جملہ بلیات و آفات ارضی و سماوی مادی و روحی سے محفوظ رہیں۔

Marfat.com

۷۵

الکفیل

کِفْل : حصّہ۔ بہرہ، قرآن مجید میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا۔
(الحدید۔ ع ۴)

"اے ایمان والو۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت کے دو چند حصّے عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور مقرر کر دے گا۔"

کِفْل کسی کی ذمہ داری لینا۔ تعہد کرنا۔ قرآن پاک میں ہے: وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا
یعنی زکریا علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کی غور و پرداخت اور تربیت و نگہداشت کا ذمہ دار ٹھہرایا
کفیل وہ ہے جو دوسرے کی ضروریات پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کفیل ہے۔ وہی ہماری حاجات کو پورا کرتا۔ وہی ہماری مرادات کو بر لاتا۔ وہی ہماری ضروریات کو مہیا فرماتا۔ وہی ہمارے مقاصد و مطالب کو مکمل فرماتا۔ اسی پر ہمارا وثوق و اعتماد ہے۔ وہی ہمارا ملجا و منجا و ماویٰ ہے۔ ہمارے رزق۔ ہماری عمر اسی کی کفالت میں ہیں۔ ہمارے جان و ایمان کا وہی کفیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے بڑھ کر اور کس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کفالت سے بڑھ کر اور کس کی کفالت ہو سکتی ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو زخارف دنیوی اور مال و دنی کی کفالت کو ہیچ سمجھتے ہیں بلکہ ہر کام میں اور ہر موقع پر اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز و کارفرما اور کفیل سمجھتے ہیں۔

۷۶

الشاکر جل شانہٗ

شُکر کے معنی وضع لغت میں اس فربہی اور تیاری کو کہتے ہیں جو حیوان کے

Marfat.com

جسم پر عمدہ عمدہ غذاؤں کے استعمال سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:
حتّٰی اِنَّ الدَّوَابَ لَتَشکُو مِن لُحُولِهِم

شکر کے معنی قبولیت و رضامندی ہیں۔ جب کوئی شخص کسی کے فعل کو یا خدمت کو قبول کرتا اور اس پر رضامند ہو جاتا ہے تو اسے لفظ شکر کے استعمال سے ظاہر کیا جاتا ہے
وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ۔ تمہاری کوششوں کو منظور کر لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ شاکر ہے اور وہ اپنے بندوں کی خدمات و طاعات کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شاکر ہے اور وہ اپنے بندوں کے اعمال حسنہ سے رضامند ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شاکر ہے اور وہ بندوں کی شکر گزاری کو شرف اجابت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شاکر ہے اور وہ بندوں کی شکر گزاری پر نعمت مزید اور مرتبت جاوید عطا فرماتا ہے۔

شُکر

جب بندہ کی طرف سے ہو۔ تب وہ ارکانِ خمسہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱- شکر گذار کا صاحبِ نعمت کے سامنے اظہارِ خضوع و خشوع۔

۲- شکر گذار کا صاحبِ نعمت سے محبت رکھنا۔

۳- اعترافِ نعمت کرنا۔

۴- نعمت کے بعد مصروفِ ثنا رہنا۔

۵- نعمت کا استعمال صاحبِ نعمت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔

بزرگانِ دین کے اقوال بھی شکر کے متعلق شنیدنی ہیں۔

داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہی میں تیرا شکر کیونکر کر سکتا ہوں۔ شکر کی طاقت بھی تو ہی عطا فرماتا ہے اور یہ نعمت مزید ہے اور شکر مزید کی خواہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں اب تو شکر گزار تھا۔

Marfat.com

ابو عثمان کا قول ہے۔ شکر نعمت یہ ہے کہ تم کو شکر نعمت کے ادا نہ کر سکنے کا عجز معلوم ہو جائے۔ جنید بغدادیؒ کا قول ہے، شکر نعمت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نعمت کے قابل نہ سمجھ۔ شبلیؒ فرماتے ہیں۔ شکر نعمت یہ ہے کہ نعمت دہندہ کو دیکھو اور نعمت کو نہ دیکھو۔ حدیث صحیح میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ مجھے تم سے محبت ہے لہٰذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت بھولنا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ط

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ۔ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ۔ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا لَكَ۔ ذَكَّارًا لَكَ۔ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ۔ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ۔	"اے اللہ میری مدد فرما اور نہ مدد کر میرے خلاف اور نصرت فرما میری اور نہ نصرت کر میرے خلاف اور تدبیر فرما میرے لئے اور نہ تدبیر کر میرے خلاف اور مجھے سیدھی راہ چلاؤ ہدایت میرے لئے میسّر فرما اور میری مدد فرما اس شخص پر جو مجھ پر بغاوت کرے۔ اے رب میرے مجھے اپنا شکر گزار بنا۔ اپنا ذکر کرنے والا بنا اور اپنے سے ڈرنے والا بنا اور اپنا تابعدار بنا اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا اور تیرے خوف سے آہیں بھرنے اور رجوع کرنے والا بنا۔ اے میرے رب میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول فرما اور حجت ثابت فرما میرے دل کو سیدھی راہ دکھا۔ میری زبان درست کر اور میرے سینے سے تمام میل کھینچ ڈال"

الاکرم جل شانہٗ

کرم وہ شرف اور بزرگی ہے جو کسی شے کو اپنی جنس میں حاصل ہو سکتی ہے۔

دیکھو نباتات کے لئے وَاَنۡبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ

مکانات کے لئے وَزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیۡمٍ۔

گفتگو کے لئے وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا۔

قرآن مجید کے لئے اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ

اجر کے لئے۔ فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ کَرِیۡمٍ

فرشتوں کے لئے۔ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ۔

حاملانِ وحی کے لئے۔ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَةٍ کِرَامٍۭ بَرَرَةٍ

اس سے معلوم ہوا کہ اَکۡرَمُ کے معنی رب العالمین کی ذات میں وہ علو اور عظمت ہے جو اسی کی شان کے شایان ہے۔

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور تمام عالم اسی کے جود و کرم کا بزلہ خوار ہے۔

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور ہر ایک شے کو شرف و نجات اسی کی بارگاہ سے عطا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور اسی نے رسول کریمؐ کو شرف جاہ و کرم نفس سے ممتاز فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور اسی کے جود و نوال سے انسان کو صورتِ زیبا، سیرتِ رضیہ حاصل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور اسی کا غنا و کرم سب کو ناز و نعم عطا فرماتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم تھا۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا میں مکرم و معظم ہونے کا منصب عطا فرمایا۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم ہے۔ جس نے ہم لوگوں کے لئے کتاب کریم نازل فرمائی ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ خود کو اسی کریم کے در کا گدا بنائے۔

Marfat.com

عزت واکرام جاہ واحتشام اسی میں سمجھے کہ وہ ادنیٰ فقیر اس آستانہ کا ہے۔

۷۸
الاعلیٰ جل شانہ

اسم پاک اَلْعَلِیُّ کے تحت میں بحث ہو چکی ہے۔ یہ اسم عُلُوّ سے ہے۔ اَعْلٰی وہ ہے کہ ملاء اعلیٰ بھی جس کی خشیت سے لرزاں و ترساں ہیں۔ اعلیٰ وہ ہے کہ ہر ایک شریک سے برتر ہے۔ وہ اسی فعل کو قبول فرماتا ہے جو خالصتاً اسی کی ابتغاء وجہ کیلئے کیا جاوے۔ اسی عبادت کو منظور فرماتا ہے جو اسی کی رضوان کے لئے ادا کی جائے۔ اس کی شان اس سے برتر و اعلیٰ ہے کہ اس کی قدرت یا حکم یا ربوبیت میں کسی کو ذرا بھی ساجھا حاصل ہو فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۔ اللہ جو سچا بادشاہ ہے وہ نہایت بلند نہایت اعلیٰ ہے

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے لئے مثال بھی بلند سے بلند تر ہونی چاہیئے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

اللہ تبارک اسمہٗ ہی وہ اعلیٰ ہے جو اہل ایمان کو برتری بخشتا اور امن و اطمینان عطا فرماتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

اللہ تبارک اسمہٗ ہی وہ اعلیٰ ہے جو علو و فساد کو بندوں میں پسند نہیں فرماتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کو تسبیح سجدہ قرار دیا ہے۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس وقت مومن کا سر، چہرہ اور ناک زمین سے لگے ہوتے ہیں اس وقت اور اُس حالت سے بڑھ کر اور کوئی شکل ذلت و عاجزی کی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس تسبیح کے معنی یہ ہوئے بندۂ ادنیٰ کو رب اعلیٰ کے حضور میں ذلیل سے ذلیل شکل میں پیش ہونا چاہیئے۔ یہی صورت ہماری بلندئ درجات کی موجب ہے اور یہی ذلت ظاہری فی الواقع ارتقائے روح کی معراج ہے۔

اللہ کے بندے سینکڑوں ایسے ہیں جو سجدہ میں زمین پر گر جانے کے بعد ایسی ذلت ایسی کیفیت حاصل کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی نعمت کسی شے میں اسکا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں۔

سر بزمین درت بردن و بر داشتن
نے بطریقت درست نے بحقیقت روا

Marfat.com

الخلّاق جل شانہ

باب اول میں الخالق پر شرح لکھی جا چکی ہے۔ خلّاق خلق ہی سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ قرآن پاک میں یہ اسم دو جگہ آیا ہے۔

سورہ حجر ع ۹ میں ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۔

سورہ یٰسٓ ع ۵ میں ہے: وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۔

ہر دو مقامات پر خلّاق کو اسم علیم کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ خلق کی صفت میں کمال تام اُسی ذات کو حاصل ہو سکتا ہے جو علم تام کا بھی مالک ہو۔

اللہ تعالیٰ خلّاق ہے۔ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تم کو تمہاری ماؤں کے شکموں میں بناتا ہے، ایک بناوٹ کے بعد دوسری اور تیسری۔ اس جگہ جہاں تین تین تاریکیاں (پیٹ۔ رحم اور مشیمہ کی) ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلّاق ہے۔ پیدائش انسان کو اس نے آیت ذیل میں ظاہر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

(مومنون ع ۱)

"ہم نے پہلے انسان کو صاف مٹی سے بنایا پھر انسان کی خلقت کو پانی سے بنایا جو رحم میں ٹھہرے پھر نطفہ کو جونک جیسا بنایا۔ پھر اُسے لوتھڑا گوشت کا کر دیا۔ پھر اس میں ہڈیاں پیدا کر دیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت کا لباس پہنا دیا۔ پھر پیدائش کے اگلے درجہ تک ہم نے اُسے بڑھایا۔ بے شک بڑی برکتوں کا دینے والا وہ جو تمام صورت گروں سے بہتر اور پاکیزہ تر مخلوق پیدا کرتا ہے۔"

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

"آسمان اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا

Marfat.com

بِالْحَقِّ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (سورۃ الملک ع ۱)

"اللہ کی بنائی ہوئی کسی شے میں تم کوئی تفاوت نہیں پاؤ گے۔"

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ـ (سورہ بقرہ ع ۳)

"اللہ وہ ہے جس نے زمین سب کی سب چیزوں کو آپ انسانوں کے نفع اور فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔"

سُبْحَانَ الَّذِىْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ـ (یٰس ع ۳)

پاک ہے وہ ذات جس نے ان سب چیزوں کو بھی جوڑا جوڑا بنایا۔ جن کو زمین اگاتی ہے اور انسانوں کو بھی جوڑا جوڑا بنایا اور اُن چیزوں کو بھی جن کو اب تک یہ لوگ نہیں جانتے

خلقت و پیدائش کی جن انواع و اقسام کا ان آیات میں ذکر ہے اس کی صحیح کیفیت مختلف علوم پر عبور کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والا انسان بھی اگر مختلف مخلوقات کا ذرا سا تصور کرلے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا تھوڑا بہت عرفان ہو سکتا ہے۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جسے نُور سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جسے نار سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جسے خاک سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جو ہوا میں اُڑنے والی ہے۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جو پانی کے اندر جینے والی ہے۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے جو سطح ارض پر رہتی ہے۔

لاتعداد مخلوق زمین کے اندر اپنے گھر بناتی ہے۔

لاتعداد مخلوق چار پائے کے نام سے مشہور ہے۔

لاتعداد مخلوق صرف دو پاؤں پر چلتی ہے۔

پھر ہر ایک کے تحت میں سینکڑوں اصناف و اقسام ہیں۔

Marfat.com

ہر ایک کی طبائع و خواص الگ۔ ہر ایک کی غذا الگ۔ ہر ایک کا مقصد زندگی جُدا
علم و ادراک ہیں۔ نشو و نما میں۔ توالد و تناسل ہیں۔ حیات و ممات میں سب کے طیقات
جُدا جُدا ہیں۔

اس ادنیٰ تصوّر کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ وہ مالک کتنا بڑا خلّاق ہے اور ہر ایک مخلوق کے ساتھ اُس کا علم کتنا وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو ایسے خالق کا بندہ ہے جو ایسے مالک کا فرمانبردار ہے۔

اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَّاقٌ عَظِیْمٌ اِنَّکَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اِنَّکَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ الْبَرُّ الْجَوَادُ الْکَرِیْمُ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاسْتُرْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَلَا تُضِلَّنِیْ وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

"یا اللہ تو بہت بڑا خلّاق ہے تو سمیع ہے علیم ہے غفور ہے۔ رحیم ہے۔ عرش عظیم کا پالنے والا ہے۔ تو برّ اور جواد اور کریم ہے۔ مجھے معاف کر دے۔ مجھ پر رحم کر۔ مجھے عافیت دے۔ مجھے رزق دے۔ میری پردہ پوشی کر۔ میری دل شکستگی کو دُور کر دے۔ مجھے بلندی عطا فرما۔ مجھے رہنمائی فرما۔ مجھے گمراہ نہ کر۔ مجھے جنّت میں داخل کر۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالے۔ اپنی رحمت سے رحم فرما۔"

۸۰
اَلْمَوْلٰی جلّ شانہ

وَلِیَ سے ہے۔ وَلَا کے معنی وہ تعلق ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہو
اس لفظ کا استعمال مکان یا نسب یا دین کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

السانوں میں لفظ مَولٰی کا اطلاق ابن العم۔ حلیف آزاد شدہ غلام۔ آزاد کنندہ

Marfat.com

غلام۔ اور ہمسایہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر ایک وہ شخص جو ایک دوسرے کے کام کاج میں مدد دے ایک دوسرے کا مولیٰ ہے۔

ابن العم کے معنی میں ہے۔

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ : "میں اپنے چچیرے بھائیوں سے ڈرتا ہوں"

آزاد شدہ غلاموں کے متعلق۔

فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ "وہ تمہارے دینی بھائی اور مولی ہیں۔"

اہل نسب کے متعلق :

وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (نساء ع ۵)

"ہم نے ہر ایک کے نسب والے مقرر کر دیئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے تعلق بذریعہ وِلایہ ہے جس کے معنی محبت و نصرت اور صداقت ہیں قرآن مجید نے لفظ وِلا کا استعمال ہر دو جانب کیا ہے۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی وِلا حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ کو بندوں سے وِلا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ "اللہ کے اولیاء کو نہ خوف ہوگا نہ حزن ہوگا۔"

اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ "اللہ مومنوں کا ولی ہے۔"

مگر لفظ مولیٰ اس معنی میں زیادہ خاص ہے۔ یعنی مومن کو ولی کا خطاب تو ملا۔ مگر مولیٰ کا خطاب نہیں یعنی قرآن مجید میں یہ نہیں آتا کہ مومن اللہ کے مولیٰ بھی ہیں۔ بلکہ قرآن پاک میں اِنَّ اللّٰہَ مَوْلٰہُ واقع ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کا بھی مولیٰ ہے اور مومنین کا بھی مولیٰ ہے۔

اس مثال سے معنی زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور وہی سچے صحیح معنی میں ہمارا آقا ہے مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور تمام مخلوق کو اس کے غلام ہونے کی عزت حاصل ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور ایک دن آنے والا ہے جب هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ سچی ولایت اسی کی اس روز ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور اسی کی بہترین اعانت و نصرت ہمارے ساتھ ہے وہی نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ہے۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور اس نے کفار و مومنین کے درمیان عدم موالات کا حکم دیا ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران ۲۷)

کمال ایمان یہی ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی تولیت میں سپرد کر دے۔ موالات و عدم موالات کا حصر مالک کی خوشنودی و رضوان پر رکھے۔

۸۱
النَّصِیْرُ جل شانہٗ

نصر و نصرت بمعنی عون و مدد ہے۔ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت اور اللہ کی جانب سے بندہ کی نصرت لفظ کا اطلاق ہر دو جانب ہوا ہے۔ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ "تم اللہ کی نصرت کرو گے تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا اے لوگو اللہ کے انصار بن جاؤ"

اب یاد رکھنا چاہیئے کہ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ والے بندوں میں باہمی نصرت و امداد قائم ہو جائے۔ ایکدوسرے کا کام بنانے میں باہمی امداد کریں اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت حدود الٰہی کی رعایت۔ پابندی احکام اور نفرت از نواہی یہ سب نصرت کے معنی میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بندہ کو نصرت کے معنی تو صاف اور واضح ہیں۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ (توبہ ع ۶) "اگر تم رسول کی مدد نہیں کرتے تو اللہ نے تو اس کی مدد اس وقت ضرور کی جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا اور اس وقت رسول دو میں سے دوسرا تھا اور وہ دونوں غار کے اندر رہتے تھے۔

Marfat.com

یہ نصرت الٰہیہ کا نمونہ تھا کہ نبی و صدیق دونوں غار کے اندر ہیں۔ کفار سر پر آ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ صدیق و رسول اُن سب کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر ان دونوں کو دیکھنے سے سب کی آنکھیں کور ہیں۔ ڈیڑھ ہزار فٹ کی بلندی کے پہاڑ پر تو سب چڑھ گئے ہیں مگر دس فٹ کی گہرائی کے غار کو کوئی بھی تاک جھانک کر نہیں دیکھتا۔ عنکبوت کا دامن غار پہ جالا تن دینا خواہ روایتہً کیسا ہی ضعیف ہو مگر قدرت الٰہیہ کا خود اُن کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دینا تو بالکل صحیح ہے اور یہ معجزہ کی اعلیٰ قسم ہے۔ اوٹ کی چیز کا نظر نہ آنا معمولی بات ہے مگر اوٹ نہ ہو اور صحیح و تندرست آنکھ سامنے کی چیز کو نہ دیکھ سکے نصرت الٰہی کی واضح مثال ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ (نصر)	"جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ کے دین میں سب ہی اقسام کے لوگ فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں"

اہل دنیا کی فتح حاصل کرنے کا نتیجہ کسی ملک کا قبضہ میں آ جانا۔ چند نفوس کا داخل رعایا ہو جانا قفل زدہ قلوب کا کھل جانا۔ دین الٰہی کا دلوں پر قابض ہو جانا ہے۔ وہ نصرت الٰہی اور فتح ربانی کا جو سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ الناس یعنی نوع بشر کی مختلف اصناف میں دین الٰہی داخل ہو گیا تھا۔

یہود کو دیکھو کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ امام یہود کے علاوہ مندرجہ ذیل سرداران یہود بھی غاشیہ بردار اسلام ہیں۔

شمعون بن یزید۔ عبد الرحمٰن بن مریر۔ کعب بن سلیم۔ مازن بن عضویہ۔ عطیہ رضی اللہ عنہم۔

نصاریٰ کو دیکھو کہ عدی بن حاتم۔ عروہ بن مسعود ہی اوس عمر بن المسیح بن کعب۔

قیس بن حجدر۔ ہلب الطائی۔ ابو مریم نذیر غسانی وغیرہ۔

ابناء فارس میں فیروز دیلمی۔ باذان۔ سلمان پارسی۔

فرزندان حبش بلال بن رباح۔ نابل حبشی۔ ابوایمن وغیرہ۔ اصحمہ شاہ حبش

اہل روم صہیب رومی۔ باقوم افریقی۔

اہل قبط جبیر بن عبد اللہ۔

Marfat.com

اہلِ عک　بشیر بن جابر۔

اہلِ نمیر　قرہ بن دعموص۔ نمر بن تولب العکلی۔

اہلِ حضرموت　عبدالرحمٰن بن عائش۔ محزمہ بن شریح۔

اہلِ نجد میں　ثمامہ بن اثال۔

بہت بہت لوگ ہیں کہ نصرتِ الٰہیہ نے ان کو دربار محمدی میں حاضر کر دیا تھا اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت وہ کام کرتی ہے جو زر و مال۔ قوت بازو۔ فکر و تدبیر سے ہرگز ہرگز پورے نہیں ہو سکتے۔

یہ نصرت الٰہیہ تھی جس نے شبِ تار میں اہل یثرب کے چند نفوس کو اقتباس انوار کا موقع عطا فرمایا اور وہ آئندہ کیلئے انصار اور انکا شہر مدینۃ الرسول۔ کے نام سے مشہور ہوا۔

اللہ تعالیٰ نصیر ہے اور اس کی نصرت کا ظہور بشکل ہدایت ہوتا ہے وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا۔

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے اور اس کی نصرت بشکل ولایت دستگیر عباد ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے۔ ظالم و مشرک۔ نافرمان و سرکش اس نصرت سے محروم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے اس کی نصرت سینہ کھول دیتی ہے۔ قلب میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اطمینان و نزول کا سکون ہوتا ہے۔ سکینہ کا تمکن ہوتا ہے۔ مصائب دنیا نگاہ میں خفیف ہو جاتی ہیں۔ اعتماد و وثوق فرشتے بن کر اہل ایمان میں ثباتِ قدم اور اقرارِ دل پیدا کرتے ہیں فتح مبین نصر عزیز اہل ایمان کے یمین و یسار کو گھیر لیتے ہیں اور اس وقت کمزور سے کمزور بندہ ایسے ایسے نمایاں کام کر گزرتا ہے جس کے سرانجام دینے سے بڑے بڑے شاہ و حکمران عاجز ہوتے ہیں۔

اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنیوالے کو لازم ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی نصرت و رعایت کا ملتجی رہے کشود کار اسی کے ہاتھ میں سمجھے۔ یہ دعا یاد کر لینی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا اَلْحَمْدُ	"یا اللہ جو کچھ تو نے مجھے علم دیا ہے اُس سے نفع بھی عطا کر اور جو چیز میرے نفع کی ہے

Marfat.com

لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ۔

اس کا علم عطا کر اور مجھے علم میں ترقی دیا کر ہر حالت میں اللہ کا شکر ہے اور جہنمیوں کے حال سے اللہ کی پناہ ہے یا اللہ اپنے علم غیب اور قدرت کی طفیل مجھے زندہ رکھ۔ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو۔ مجھے وفات دے جب تیرے علم میں وفات میرے لئے بہتر ہو۔"

۸۲
اَلْاِلٰهُ جل جلالہ

اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت اللّٰه ہے۔ لیکن اِلٰهٌ بھی اسی کا ذاتی نام ہے۔ بعض نے تو لفظ اللّٰه پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اس پر الف ولام تعریف داخل شد ہے گو اب کثرتِ استعمال سے وہ خود نفس کلمہ بن گیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "اِلٰه" ہمارے مالک کا ذاتی اسم ہے۔

کلمہ طیبہ میں اور دیگر اکثر مقامات پر اس اسم کا استعمال بحالتِ نفی ہوا ہے۔ غور کرو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے"

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ — "اللہ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ ٹھہراؤ"

الٓمّٓ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (آل عمران) — "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے"

لیکن بحالتِ اثبات بھی اس اسم پاک کا استعمال قرآن حمید میں بکثرت ہوا ہے اور اسی لئے ضروری ہے کہ اسمائے حسنٰے کے ذیل میں اس کا جُداگانہ شمار رکھا جائے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (بقرہ، ۱۰، ابراہیم، نحل) — "تمہارا تو وہی واحد الٰہ ہے"

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ (زخرف ۹) — "وہی ہے جو آسمان میں الٰہ ہے اور جو زمین میں الٰہ ہے"

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ۔ — "الٰہ تو ہے تیرے سوا اور کوئی الٰہ نہیں"

Marfat.com

نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَ اِلٰہَ اٰبَآئِکَ "تیرے اِلٰہ کی اور تیرے آباؤ اجداد کے اِلٰہ کی ہم عبادت کیا کریں گے" (بقرہ ۱۳۳)

اِس اسم کے خصائص میں سے ہے کہ عبادت ۔ دعوت ۔ وحدت کو اس سے خاص تعلق ہے ۔ جہاں کہیں یہ اسم ہوگا ۔ صفات بالا میں سے کسی نہ کسی صفت کا ظہور اس جگہ ضرور ہوگا ۔ اس اسم سے تخلق پیدا نہیں ہوسکتا ۔ البتہ تعلق پیدا ہوسکتا ہے ۔ تعلق پیدا کرنے کے لئے اوّل اعتقادِ وحدت ضروری ہے ۔ پھر دعوت ہو تو اسی نام کی ہو ۔ عبادت ہو تو اسی نام کی ۔ یہ اسم پاک تفرید و توحید میں ایک خاص شان رکھتا ہے ۔ شرک جلی تو کیا شرک خفی بھی اس کی بارگاہ میں قدم نہیں رکھ سکتا ۔ توحید اور وہ بھی نہایت خالص تفرید اور وہ بھی نہایت صادق ۔ جب بندہ کو حاصل ہوجائے ۔ تب اس پاک اسم کے انوار متجلی ہوتے ہیں ۔ بندہ کی انانیت گم ہوجاتی ہے ۔ اور عبودیت وضوح تام کے ساتھ نمایاں ہوجاتی ہے ۔ اس کے بعد عرفانِ صحیح اور یقینِ تام کا فیضان شروع ہوجاتا ہے اور انہی دو شہ پروں کے ساتھ بندہ کو ترقی پر ترقی عروج پر عروج ملتا رہتا ہے ۔ حتیٰ کہ عبد کامل امام الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا تاج اسے پہنا دیا جاتا اور وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کے تخت پر متمکن کر دیا جاتا ہے ۔

مبارک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ ایسا فائز المرام فرمائے ۔

۸۳
اَلْعَلَّامُ جل شانہ

قرآن مجید میں تین جگہ (مائدہ ۔ توبہ ۔ سبا) میں آیا ہے اور ہر جگہ باضافت علّام الغیوب فرمایا گیا ہے ۔ باب اول میں اسم العلیم ۱۹ کی شرح موجود ہے ۔ علّام علم سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور علیم صفت مشبہ کا ۔

اب یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صفت مشبہ یہ ہے جس کا تعلق مطلقاً ذات و وصف سے ہوتا ہے اور اس میں زمان و مکان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ۔ اس لئے صفت مشبہ

Marfat.com

میں استقرار و دوام ہوتا ہے۔

نَعِیل صفت مشبّہ کے اوزان میں سے ہے[1]۔ مبالغہ میں موصوف کا اس صفت سے بکثرت موصوف ہونا مراد ہوتا ہے فَعَّال اوزان مبالغہ میں سے ہے اور علّام جو اس کے وزن پر ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ صفتِ علم کا ربّ العالمین کی ذات پاک کے ساتھ بکثرت ارتباط ہے۔

لہٰذا عَلیم اور علّام بالاستقلال دو اسم ہوئے۔

اسم علّام کا غیوب کی طرف مضاف ہونا دراصل معنی کا وضوح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم نہ محتاج مادہ ہے اور نہ مفتقر معلوم ہے۔

اہل منطق علم کی تقسیم تصوّر و تصدیق پر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا علم تو نہ حدوث کیفیت پر ہے اور نہ اثر معلوم کے حصول پر۔ اس کے علم پر اتحاد معلوم لازم نہیں آتا وہ شائبہ اکتساب سے پاک تر ہے اور اس لئے ماضی و حال و استقبال پر اُس کا علم یکساں ہے۔ انسان کا عالم اشیاء موجودہ و غائبہ کے ساتھ جداگانہ نسبت رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ایسی تفریق و تجدید سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لانا لازم ہے۔

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کی تلاوت انسان پر افادہ علوم بھی کرتی ہے اور اس حیرت و ضلالت سے بھی رہائی دلاتی ہے۔ جو علم کی بحث میں منطقیوں اور فلاسفروں وغیرہ کو لاحق ہوتی ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اپنے باطن کو علّام الغیوب کیلئے کم از کم اتنا درست تو بنالیں جتنا اپنے ظاہر کو ہم جنسوں کی نظر ظاہر بین کے سامنے درست بنا لیا کرتے ہیں۔

---

[1] صفت مشبّہ عموماً ابواب ثلاثی مجرد سے آتی ہے۔ ہاں اگر دلالت فعل کسی رنگ یا عیب یا حلیہ پر ہو تب صفت مشبّہ کا وزن افعل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ دیکھو اسود۔ اعرج۔ ابلج۔

Marfat.com

۸۴

اَلْقَاهِرُ جل جلالہ

قہر کے معنی غلبہ و چیرگی ہیں اور قاھر پہاڑ کی بلند ترین چوٹی کو بھی کہہ دیا کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ اُسے تمام مخلوق پر غلبہ تام حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ بلندی ذات اور برتری صفات میں کوئی مخلوق اسکے برابر کی نہیں۔

اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ اس کے حکم کے سامنے سب سر افگندہ و عاجز ہیں۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ "وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے"

اِس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو غلبہ و طاقت کے وقت ضعفاء پر رحم کرنا چاہیئے۔ ابودرداء صحابی کہتے ہیں کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے عقب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ فرمایا تیرا رب تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ جتنی تجھ کو اپنے غلام پر ہے۔ یہ سن کر وہ زمین پر گر گئے۔ غلام سے کہا کہ اپنا پاؤں معہ اپنے جوتا کے میرے رُخسار پر رکھ دے۔ تب جاہلیت کی بُو میرے دماغ سے نکلے گی۔

اَلْقَہَّار کی شرح باب اول میں پڑھو۔

۸۵

اَلْغَافِرُ جل شانہ

غفر کے لغوی معنی چھپانا۔ ڈھانپنا ہے۔

محاورہ ہے اِغْفِرْ ثَوْبَكَ فِي الْوِعَاءِ — کپڑے کو صندوق میں رکھ دو

اُصْبُغْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ مَغْفَرٌ کپڑا رنگ لو۔ وہ میل کو چھپا لیتا ہے۔

مِغْفَر خود آہنی جو سر کو ڈھانپ لے۔

غِفَارَۃ وہ رومال جو عورتیں سر پر ڈال لیتی ہیں کہ اوڑھنی چکنی نہ ہونے پائے۔

غفر ذنوب اللہ تعالیٰ کا گناہوں پر پردہ ڈال دینا۔ ستاری فرمانا۔ معاف کر دینا

اعمالنامہ سے دور کر دینا۔

Marfat.com

قرآن مجید میں غَافِرِ الذَّنبِ باضافت صرف ایک مقام پر آیا ہے۔ دیگر مقامات پر غفور۔ وغفار کا استعمال ہوا ہے۔ جن کی شرح باب اوّل میں ہے۔ ہر سہ اسماء کا فرق بھی اسی جگہ تحریر ہے۔

مغفرت وغفران اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے۔ دُنیا میں اقبال جُرم کے بعد پولیس و عدالت مجرم کو ماخوذ کرتی۔ سزا دیتی ہے۔ رب العالمین بندہ کو جب کہ وہ اعتراف گناہ کرے معاف فرما دیتا ہے۔

وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللہ۔ "اللہ کے سوا گناہوں کو اور کون معاف کر سکتا ہے"

۸۶
اَلْفَاطِرُ جل شانہ

فَطْر ابداع۔ پیدائش اوّلین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میرے پاس دو بدوی آئے وہ ایک دہنہ چاہ کی ملکیت کے دعویٰ دار تھے۔ اُن میں ایک بولا انا فطرتھا میں نے اُس کا پاڑ کھودا تھا۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا "وہ معرفت صحیحہ جو انسان کی بناوٹ میں ہے"
فاطر السمٰوٰت والارض۔ "وہ مالک ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو کسی سابقہ نمونہ کے بغیر بنا دیا"

اللہ تعالیٰ فاطر ہے وہی خالق فطرت ہے۔ وہی قانون نیچر کا بنانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور اس کی پیدائش میں ذرا سا بھی فطور نہیں دیکھا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فاطر ہے اسی نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اُسی کے حکم سے ان میں انفطار پیدا ہو گا اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ "جب آسمان میں شگاف پڑ جاویں گے"

اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا۔ وہی مٹانے والا ہے۔

مخلوق میں سے نہ تو کسی میں آسمان جیسی شے پیدا کرنے کی طاقت ہے اور نہ کسی میں ایسی شے کے مٹانے کی قوت وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ "میرے مالک کا ہر ایک کام پہلا اور پچھلا" اس کی کمال وجلال پر دال ہے۔

Marfat.com

۸۷

اَلْمَلِيْكُ جل شانہ

مُلک سے ہے۔

مالک اور ملک اور ملیک تین الفاظ ہیں جو متقارب المعنی ہیں۔

مالک مِلک اور مُلک دونوں سے آتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے مالک بلا اضافت نہیں آیا۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن آیا ہے اور اس کے معنی بھی اللہ تعالےٰ نے خود ہی فرما دیئے ہیں۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ ”یوم دین وہ ہے جس روز کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ذرا سا بھی کام نہ آئے گا اور اُس روز ساری حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی“۔

آیا ہے اور اس کی معنی بھی قرآن حمید میں بتلا دیئے گئے ہیں۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ ”جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے۔ ملک لے لیتا ہے“۔

مالک بلا اضافت داروغۂ جہنم کا نام بتلایا گیا ہے وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ (زخرف)

مَلِك قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے آیا، اور دوسروں کے لئے بھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ (حشر۔ جمعہ۔ طٰہٰ)

بشر کے لئے قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لاؤ۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا دیا ہے۔

مَلِيْك اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے مستعمل نہیں ہوا۔

مَالِك فاعل ہے مَلِك فعل ہے جو اوزان مبالغہ میں سے ہے اور مَلِيْك فَعِيل ہے۔

Marfat.com

فَعِیل میں بمقابلہ فاعل وفعل یہ مزید خوبی ہے کہ اس صفت کا لزوم خود ذاتِ موصوف سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مَلِیک ہے کیوں کہ اس کی ملک داری میں کسی دوسرے کو شرکت حاصل نہیں وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔

اللہ تعالیٰ مَلِیک ہے کیونکہ ہر شے کی ملکوت (جان) اُسی کے قبضہ میں ہے۔ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (یٰسٓ)

اللہ تعالیٰ مَلِیک ہے اور جسے چاہتا ہے چندروزہ حکومت عطا فرما دیتا ہے۔ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ۔

اللہ تعالیٰ مَلِیک ہے اور وہی اپنے بندوں کو نَعِیْمٌ عظیم اور ملک کبیر عطا فرمائیگا

اللہ تعالیٰ ملیک ہے۔ ملائکہ اور ملوک اسی کی مِلک ہیں۔

مُلک اور ملکوت اسی کے امر کی تحت میں ہیں۔

اس اسم پاک سے تخلق تو کیا۔ ہاں تعلق ہو سکتا ہے۔ خود کو ادنیٰ ملک یمین سمجھو۔ ادنیٰ غلام سمجھو، ہر شے کا مالک حقیقی۔ ہر شخص کا مالک حقیقی اسی کو سمجھو جس کی سلطنت ازل وابد پر حاوی ہے جو گدا کو تاج پہناتا ہے اور تخت نشینوں کو دم بھر میں خاکِ مذلت پر بٹھا دیتا ہے فَتَعَالَی اللّٰہُ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

۸۸
اَلْحَفِیُّ جل شانہ

حَفَا بِہٖ حَفًّا وَحُفُوَّۃً وَحِفَاوَۃً وحفایۃً سے ہے۔ کمال مہربانی۔ نوازش فرمائی خوب پرسشِ حال کی۔ فرحت وسرور کا اظہار کیا۔

حفی بروزن غنی ہے۔ اس کے معنی عالم بسیار بھی ہیں اور مہربان بسیار بھی۔

حفی بر ولطیف کا ہم معنی ہے۔

اللہ تعالیٰ حفی ہے وہ اپنے بندوں پر کمال مہربان ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ حفی ہے وہ اپنے بندوں کی پرسش احوال فرماتا ہے۔ وہ خود ہر صبح کو سائلین کو بلاتا۔ درخواست کرنے والوں کو عرض و معروض کا موقع دیتا اور دعاؤں کو شرف اجابت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حفی ہے اس کے علم نے سب کو گھیر رکھا ہے۔ اُس کے لطف و احسان نے سب کو زیر بار کر دیا ہے۔ وہی بندوں کو افعال خیر پر آمادگی بخشتا ہے اور وہی نافرمان بندہ کے تائب ہونے پر اظہار فرحت و سرور فرماتا ہے۔

قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ اس اسم کا اطلاق خلیل الرحمٰن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (سورہ مریم ۵۔)

مگر اسماء حسنیٰ میں اس کا شمار شیخ الاسلام حافظ احمد بن علی بن محمد بن محمد علی بن احمد بن حجر الکنانی النسب۔ العسقلانی الاصل المصری۔ المولد رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعہ نے فتح الباری میں کیا اور اس کے ساتھ ہی قل من نبه علی ذٰلک جز ۲۶ صـ۸۲ بھی لکھ دیا ہے یعنی بہت کم لوگ ہیں جن کو اس اسم کی آگاہی ملی۔

میں نے اس فہرست میں حافظ ممدوح کی اس تدقیق و تلاش سے استفادہ کیا اور اس اسم پاک کو یہاں درج کر دیا۔

۸۹
اَلْمُحِيْطُ

حوطت: حزم و ہوشیاری۔

اِحاطہ اس کا استعمال اجسام کے لئے بھی ہے مثلاً فلاں جگہ کو گھیر لیا۔ دیوار کو اسی کے لئے حائط بولتے ہیں۔

پھر اُس کا استعمال حفاظت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت جمیع جہات سے کر رکھی ہے۔ اس کا استعمال علم کے لئے بھی ہوتا ہے۔ فرمایا: اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ —

یہاں احاطت بالعلم کے معنی یہ ہیں کہ اُس شے کے وجود و جنس اور کیفیت و غرض

Marfat.com

اور مقصود ایجاد اور نتیجہ و اثر کی کامل واقفیت ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ مخلوقات کے متعلق علم کی یہ وسعت، یہ فراوانی، صرف رب العالمین کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی اگر ایسا ادعا کرتا ہے تو وہ جھوٹا کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی تمام مخلوق کی خاطر حفاظت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ وہ تمام مخلوق پر اقتدارِ کلی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے اور وہ ہر شے کی پیدائش۔ غرض پیدائش۔ انجام پیدائش۔ فوائدِ پیدائش سے آگاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ احاطہ مکانی و احاطہ زمانی سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے اور اس کی قدرتِ کاملہ اُن اُمور کو سرانجام فرماتی ہے۔ جن پر انسان کو قدرت نہیں وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا مسلمانوں کو ایسی ایسی فتوحات ملیں گی جن کے حصول کی اُن کو قدرت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار میں سب کچھ ہے۔

اِس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اجسام و ارواح اور اعمال پر اللہ تعالیٰ ہی کو محیط سمجھیں۔

لازم ہے کہ اَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ کی بدترین حالت سے خود کو بچائیں۔ یہ کیفیت اُس وقت طاری ہوتی ہے جب انسان ارتکاب گناہ میں دلیر ہو جاتا ہے۔ گناہ پر گناہ کئے جاتا ہے اور دل پر ظلمت بالائے ظلمت بڑھتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ خطیئات ہی اُسے ہر چہار اطراف سے گھیر لیتے ہیں۔ اب اس کا جاگنا۔ سونا۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا سب کچھ گناہ کی فضا میں ہو جاتا ہے معاذ اللہ منہا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔

"الٰہی مجھے بخش دے میری ان خطاؤں کو بخش دے جو پہلے کیں اور پیچھے کیں۔ کھلی کیں یا چھپی کیں تو سب کچھ جانتا ہے تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر ہے گا تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔

۹۰
اَلْمُسْتَعَانُ جل شانہٗ

عَوْن سے ہے جس کے معنی مدد و حمایت ہیں۔

استعانت مدد مانگنا۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ " خاص تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد ہم چاہتے ہیں " (سورہ فاتحہ)

استعانت اور معاونت میں فرق ہے۔ معاونت میں وہ امور داخل ہیں کہ معین و معان دونوں ایک دوسرے کی اعانت کی احتیاج رکھتے ہوں۔ درزی کو موچی کی ضرورت ہے۔ موچی کو درزی کی۔ کاشتکار کو بزاز کی ضرورت ہے۔ بزاز کو کاشتکار کی۔ یعنی سلسلۂ احتیاج بہر دو جانب موجود ہے۔ زید خالد کا کام بناتا ہے اور خالد زید کا۔ یہ سلسلہ عالم مادی پر ختم ہو جاتا ہے۔

استعانت ان اُمور میں ہے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں اور ان کا تعلق صرف قدرتِ الٰہیہ سے ہوتا ہے۔ مصائب کا دُور کرنا۔ نوائب کا ہٹانا۔ عطیہ انعامات و سعادات۔ مرادوں کا پورا کرنا۔ آرزوؤں کا بر لانا۔ گناہاں و تقصیرات ماضیہ سے درگزر۔ مستقبل کی اصلاح و فلاحِ آخرت کی بہبودی۔ دنیا کی سلامتی۔ حیات و ممات۔ عطیہ مال و اولاد۔ کشائشِ رزق افزائشِ عمر وغیرہ وغیرہ کی استعانت خاص رب العالمین ہی کا خاصہ ہے۔ اسی کی تعلیم سورۂ فاتحہ میں دی گئی ہے اور اسی کو بار بار یاد دلانے اور پیشِ نظر رکھنے کے لئے فاتحہ کو ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں پڑھنا ضروری و لازمی قرار دیا گیا ہے۔

جب اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ کے خاص حقوق میں سے ہوا تو ضروری ٹھہرا کہ مُسْتَعَانُ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہو۔

یعقوب علیہ السلام کے پاس جب ان کے فرزند یوسف علیہ السلام کا خون آلود کرتہ لے گئے اور ظاہر کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ تب انہوں نے زبان سے بھی کہا تھا۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔

Marfat.com

اس اسم پاک اور استعانت باللہ کا اثر یہی ہوا کہ بالآخر یوسف و یعقوب علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے ملایا اور یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے اقبال و کامرانی نبوت و حکمرانی کا جلوہ دکھلایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کفار عرب کے مقابلہ میں یہ دعا پڑھی تھی وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ کامیابی عطا فرمائی۔ جو کسی نبی کو نہ ملی تھی۔ ذرا الفاظ قرآنی پر غور کرو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں دعائے یعقوبؑ سے بڑھ کر کس قدر قوت ہے۔ کامیابی میں بھی یہی تفاوت جلوہ انگن ہے۔ وہاں ایک یوسف ملا تھا۔ یہاں قوم کے ہزاروں گم شدہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرۃ العین بن گئے تھے۔

اس اسم پاک کو میں نے قرآن پاک سے حاصل کیا اور پھر میری خوشی کی حد نہ رہی جب مجھے فتح الباری میں یہ لکھا ہوا ملا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی اس اسم کو اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ جملہ امور دنیوی و دینی مادی و روحی میں اللہ تعالیٰ کی جناب سے استعانت حاصل کریں۔ غیر اللہ کی استعانت و مدد شرک جلی ہے اور اکثر مسلمان شرک میں اس لئے آلودہ ہیں کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی نہیں سمجھتے اور سمجھنے پر مائل نہیں ہوتے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق بندہ پر دو ہیں۔ عبادت اور استعانت۔ جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کو کم کرے گا۔ دوسرے کو دے گا۔ دوسرے کو ایسے حق کا اصلی یا حقیقی یا عارضی یا مجازی مالک سمجھے گا وہ شرک کے گہرے گڑھے میں گر جائے گا اعاذنا اللہ منہا

زانکہ از دگران است استعانت عمر زبانِ کذب بایاک نستعین مکشا

استعانتِ غیر کا خیال عموماً مصیبت۔ بے چارگی۔ غمزدگی میں ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتلا دیا ہے کہ ایسے اوقات و احوال میں استعانت من اللہ کا طریق کیا ہے؟ فرمایا:

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ "صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔"

Marfat.com

مصیبت کے وقت انسان پر لازم ہے کہ قلب کی حفاظت کرے اور ان نعمتوں کو یاد کرے جو اس مصیبت کے مقابلہ میں بہت زیادہ اس بندہ کو حاصل ہیں۔ زبان کی حفاظت کرے اور کوئی ایسا کلمہ یا قول زبان سے نہ نکلنے دے جو پروردگار کی ناپسندیدگی کا موجب ہو اور جب بہت ہی گھبراہٹ پیدا ہو تو نماز نافلہ کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے اور پورے خضوع خشوع سے قیام و قعود اور رکوع و سجود کو ادا کرے۔ امید ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے کے بعد اس کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہو چکی ہوگی۔ اضطراب، بیقراری، دور ہوگی۔ وقار و سکینہ اور اطمینان زبان پر غالب یا قسنہ ہوں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔ کا جلوہ نظر آجائے گا اور معیت الٰہی خود بخود جملہ امور کا انصرام و اہتمام ید قدرت سے لے گی اور حالت فَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ سے مبدل شدہ ہوگی۔

حدیث صحیح میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو ہر ایک نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا نہ بھولا کر۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَبِکَ الْمُسْتَغَاثُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (حزب الاعظم)

۹۱
اَلرَّفِیْعُ جل شانہ

رفعت سے ہے رَفِیْع بروزن فعیل ہے۔ یہ وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آتا ہے۔ رفیع کے معنی بلندی والا۔ بلندی کا مالک بھی ہیں اور بلندی کا دینے والا بھی۔

قرآن پاک میں اللہ پاک کا نام رفیع الدرجات ہے یعنی وہ جو درجات میں سب سے بالاتر ہے۔

نیز قرآن پاک میں ہے: یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ (مجادلہ۔۲) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بلند کرتا ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ۔ (رعد)

اللہ تعالیٰ رفیع ہے اسی نے آسمانوں کو ہمارے سر پر بلند کر دیا ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ رفیع ہے اور وہ اپنے بندوں کو درجات میں بعض بندوں پر رفعت عطا فرماتا ہے۔ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ (انعام)

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے ادریس کو مکان علیا پر رفعت عطا کی۔

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و محامد کو رفعت و برتری عطا کی کہ ہر ایک اذان و تکبیر میں صبح و مسا حضور کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جب کہ کلمہ توحید کا ذکر ہوتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (انشراح)

اِس اسم پاک کے مقابلہ میں مومن کو احکام الٰہیہ کی تعمیل بطیب خاطر و انشراح قلب کرنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اُس وقت تعمیل کا اقرار لیا تھا۔ جب کہ طور اُن پر بلند تھا اور یہ دیکھ رہے تھے کہ اب اُن پر گرا، اب گرا۔

۹۲
اَلْكَافِی جل شانہ

کفائت کے معنی کمی کا پورا کر دینا حسب مراد کام بن جاتا ہے۔

اسم کافی آیت اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (زمر-۳۶) سے بنایا گیا ہے۔ کاف خود بھی فاعل ہے اور اس لئے چند ائمہ نے اسم کاف اور چند نے اسم کافی تحریر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اُسی نے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کا وعدہ پورا فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفائت کا جلوہ نمودار کیا۔

مکہ میں مشرکین نے ایک کمیٹی مقرر کر رکھی تھی۔ جس کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا استہزاء کرنا تھا۔

حضور کو دیکھ کر کوئی منہ بنانے لگتا۔ کوئی بیہودہ حرکات سے غصہ دلانا چاہتا۔ کوئی کیچڑ پھینکتا۔ کوئی گرد و غبار اُڑاتا۔ کوئی پھبتیاں سُناتا۔ کوئی جھوٹی باتیں بنا کر حضورؐ کے برخلاف بیہودہ افسانے پھیلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے تو نپٹ لینے کا وعدہ فرمایا

Marfat.com

تھا اور اپنی کفائیت کا اعتماد دلایا تھا۔ نتیجہ وہی ہوا کہ استہزاء کرنے والے سب ذلیل و خوار اور تباہ و ہلاک ہوئے وہی ہُوا جو اللہ عزوجل نے فرمایا تھا۔ اسی تعلیم نے اشاعت پائی جو سرورِ کائنات کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ کا نمونہ بھی اسی کی کفائت نے دکھلایا ہے۔

اہل ایمان عمرہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب آئے ہوئے تھے۔ کوہ تنعیم کے دامن میں مصروفِ نماز تھے کہ ہشتاد کس دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ وہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو از راہِ احسان و الطاف رہا فرما دیا۔ اُن کی جان بخشی ان کے قبائل میں تحریک اسلام بن گئی۔ نہ جنگ ہوا نہ لڑائی اور دین الٰہی نے ترقی بھی حاصل کرلی۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی کفایت کا نتیجہ تھا۔

اس موقعہ پر اہل قریش نے جنگ وقتال کا ارادہ کرلیا۔ مسلمان نہ جنگ کے لئے آئے تھے نہ مسلّح ہی تھے۔ آخر سفارتانہ تدابیر میں اتنی کامیابی ہوئی کہ جنگ رُک گئی۔ قریش کے ساتھ مساویانہ حقوق پر معاہدہ ہوگیا۔ اب پہلا موقعہ تھا کہ قریش نے مسلمانوں کو بحیثیت ایک جماعت وقوم کے تسلیم کیا تھا۔ اس کامیابی کا سبب بھی اللہ تعالےٰ ہی کی کفایت تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کو كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا . . . فرما دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود اعدا کے دلوں میں محبت ڈال دیتا۔ دل ہی دل میں بڑھتا ہے اور وہ بالآخر وہی اعدا حضور کے فدائی و شیدائی بن کر حاضر دربار پُر انوار ہوجاتے ہیں۔

ہاں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ تمام مخلوق اولین و آخرین کا حساب الگ الگ ہر شخص اور پھر ایک ہی وقت کے اندر ایسی آسانی سے لے لے گا جیسا کہ ہر شخص کو اپنی حکمت سے الگ الگ ہر ایک کو ایک ہی وقت کے اندر رزق بھی پہنچاتا رہتا ہے وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ . . فرمایا اسی کو شایاں ہے۔

اہل توحید اللہ تعالیٰ کی ولایت کو سب کی محبت وولا سے زیادہ کافی سمجھا کرتے ہیں اہل توکل اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا وکیل بنانا جملہ تدابیر سے کفائت کنندہ سمجھتے ہیں۔ اہل

Marfat.com

ایمان اللہ تعالیٰ کے علم و بصر اور اطلاع و خبر کو اعمال صالحہ کی بجا آوری کے لئے یا افعالِ قبیحہ سے پہلوتہی کے لئے کافی و افی سمجھ کر دنیا کی جھوٹی رواداری یا ریاکاری سے بچے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کافی ہے اس نے ہماری ہدایت کے لئے از راہ رحمت و مرحمت وہ کتاب نازل فرمادی ہے جو جملہ معجزات مادی اور عجوبات حسی سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

جو جملہ علوم سے مستغنی کرنے والی اور انسان کی عقل و دماغ اور قلب و روح کی مقتضیات کیلئے کفایت کرنیوالی ہے۔ اس کتاب پر تدبر کرنیوالے کسی معجزہ کے طالب رہ سکتے ہیں اور نہ دلیل و برہان خارجی کے سائل بن سکتے ہیں۔ رب کافی ہی کی کتاب اہل خبرت کے لئے کافی ہے اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ۔ (عنکبوت ع ۵)

اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اسی کی کفایت مومن کو اس وقت میں تسلی دینے والی ہے جب مسلمان تعداد میں کم، زر و مال میں کم، تدبیر و طاقت میں کم ہوں اور دشمن اپنی تدابیر میں لگا ہوا بھی ہو۔ تب رحمتِ الٰہی بڑھتی ہے اور فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ کا مژدہ سناتی ہے۔

یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ہم کو اپنی کفالت اور حمایت میں لے لے۔ ہمارے دنیا و آخرت کے کام اپنی ہی کفالت و ولایت سے پورے فرمادے۔ ہمارے عقد ہائے لاینحل اپنی ہی کفالت و نصرت سے کھول دے۔

ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مکاتب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور زر فدیہ میں امداد کا خواہاں ہوا۔ فرمایا میں تجھے چند کلمات سکھلا دیتا ہوں جو مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر فلاں پہاڑ (یمن کے کوہ صیر کا نام لیا) کے برابر بھی قرض ہوگا تو اتر جائے گا۔ وہ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

Marfat.com

٩٣
غالِبُ جلّ جلالہٗ

اصل لغت میں غلبہ گردن پکڑ لینے کو کہتے ہیں۔ اسی معنی کے لحاظ سے رَجُلٌ اَغْلَبُ اِمْرَاۃٌ غَلْبَاءُ۔ دراز گردن مرد یا دراز گردن عورت بولا کرتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ گردن پکڑ لینے والا ضرور دوسرے پر قابو یافتہ اور مستولی ہو گا اور جس کی گردن پکڑ لی گئی ہے وہ ضرور قابو زدہ اور مقہور رہو گا۔ لہٰذا قوت و طاقت اور استیلا کے معنی میں لفظ غلبہ کا استعمال ہو گیا۔

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ " "سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ۔

" رومی مغلوب ہو گئے ہیں اس ملک میں جو فلسطین کے قریب تر ہے کافر مغلوب کئے جائیں گے اور جہنم میں دھکیلے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کا اسم غالب اس آیت سے لیا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ۔ (یوسف)

برادرانِ سنگ دل نے معصوم یوسف علیہ السلام کو کنارِ پدر سے جُدا کیا اور چاہِ عمیق میں دھکیل دیا تھا اور بزعمِ خود اُن کی زیست کا خاتمہ کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے حسد و جلن کو اُن کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کا سبب بنایا۔ چار سوار مصر میں خرید و فروخت کو عزیزِ مصر کے گھر میں بہ عزت و آرام رہنے کا سبب بنایا۔

عصمت و پاکبازی پر استقامت کا نتیجہ بظاہر زندان نظر آتا تھا۔ وہ زندان بھی چاہ کنعان بنا۔ علم تعبیر کا استفادہ ساقی نے اٹھایا۔ اسی کے ذریعہ سے بادشاہ کی تعبیر کرنے کا صدیق علیہ السلام کو موقعہ ملا۔ وہی تعبیر خواب ان کے فرمان فرمائی و حکمرانی کا سبب ٹھہری۔

کجا یوسف اور کجا مصر۔ کہاں اِن کی بکریاں چرانے والے بھائی اور کہاں جلوس فرمائی تخت یوسف۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ کی شان ایسے مناظر میں نظر آیا کرتی ہے۔

عمر فاروق کی جب خلافت راشدہ نہایت عروج پر تھی تو اک روز وادیٔ مکہ

Marfat.com

میں سے گزر رہے تھے۔ فرمایا میں لڑکپن میں یہاں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہ ایک درشت خو انسان تھا۔ بات بات میں سختی کیا کرتا مجھے اس کی خفگی کا ڈر رہتا۔ آج اسلام کی برکت سے عمر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی غالب ہے اور فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (مائدہ ۵۶) اللہ کا فرمودہ بالکل سچ ہے۔ اللہ کی فوجیں ہی غالب رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي اس کا کلام صادق کہ "میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔"

صداقت کا معارضہ کرنیوالے۔ ایمان باللہ سے عداوت رکھنے والے اپنے ساز و سامان اور ظاہری شوکت وشان پر بھروسہ کرکے بڑے غرور اور تکبر کے لہجہ میں کہا کرتے ہیں لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ ۔ آج تم سے اوپر والا کوئی نہیں۔ مگر قدسی آواز سے فوراً جواب ملتا ہے: إِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (صافات) کہ اللہ ہی کی فوجیں غلبہ پاکر رہیں گی۔

افسوس ہے کہ مسلمان حِزْبُ اللهِ ۔ کے معنی بھول گئے۔ افسوس ہے کہ اسم غالب کے تحت میں انہوں نے غلبہ و برتری کے حصول کی تمنا کو بھی ترک کردیا۔ ورنہ مسلمان دنیا میں کبھی ایسے خوار و زبون نہ ہوتے۔

جب تک انسان خود اپنے نفس کو احکام الٰہیہ کے سامنے مغلوب نہیں بنا لیتا، جب تک انسان رب غالب کے غلبہ کے تحت میں اپنی گردن کو اسلام کے سامنے نہیں جھکا دیتا۔ اس وقت تک یہ تصور۔ یہ تمنا۔ یہ آرزو کہ وہ بھی دنیا میں گردن افرازرہ سکتا، اور سرافراز ہو سکتا ہے۔ صرف وہم و خیال ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسم ہذا سے تخلق و تعلق پیدا کرنیکی ہمت و توفیق عطا کرے۔

۹۷
المنان جل شانہ

مَنّ سے ہے جس کے معنی احسان ہیں (مجمع البحار) یا منت سے ہے (المفرد)

Marfat.com

منت کی دو اقسام ہیں۔

فعلی و قولی۔ منت فعلی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر ہے۔ یعنی جود و عطا اور فضل و احسان گوناگوں۔

اور منت قولی وہ ہے جو کمینے۔ اوچھے لوگ جتایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان اعراب کا ذکر فرمایا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم مومن ہیں، اور اس قول سے ان کی غرض یہ بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قدر و منزلت فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ۔

"یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ اسلام لائے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ۔"

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تو ہمارے ہاں پلا ہے۔ یہیں پرورش پائی ہے اور آج تو ہم پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا،

تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

"یہ کیا احسان ہے جو تو جتا رہا ہے جبکہ تو نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔"

اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام نے ایک راز کا انکشاف کیا ہے۔ بعض لوگ ذاتی فوائد پر قومی اغراض کو قربان کر دیتے ہیں لیکن ایسے شخص اصول تمدن اور روح تہذیب سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ذلت قومی کے ساتھ عزت شخصی کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں۔ صرف اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھنا اور قومی اغراض و فوائد کو زیر نظر نہ رکھنا بدترین حیوانات سگ و خنزیر کے خواص میں سے ہے۔

منّت کے معنی بھی لغت میں احسانِ عظیم ہیں۔

لہٰذا مَنّان وہ ہے جس کے احسانات عظیم مخلوق پر ہیں۔

مَنّان وہ ہے کہ اس کے احسانات کے بار کثیر سے تمام مخلوق دبی ہوئی ہے۔

مَنّان وہ ہے جو اپنے منّ و کرم سے مخلوق کو اسلام کی ہدایت عطا فرماتا ہے

Marfat.com

مَنّان وہ ہے جس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران ع)

مَنّان وہ ہے جس نے مسلمانوں کو اسیران جنگ کے ساتھ بھی احسان اور سلوک کرنے کا حکم دیا اور یہ قرار دیا کہ اسیران جنگ کو یا تو از راہ احسان وعطا چھوڑ دیا جایا کرے یا فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جایا کرے۔ جب اس حکم کے مقابلہ میں آپ وید اور تورات اور بائبل کے احکام کو دیکھیں گے جن میں دشمنوں کو ایک قلم فنا کر دینے۔ جلا ڈالنے کی تاکید ہے تو بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ اسلام کا ربّ منان کس قدر فضل ورحم واحسان والا ہے۔

یہ حکم سورۂ محمد میں موجود ہے۔ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت ہے کہ بعض نے اس آیت کو منسوخ بتلایا ہے مگر اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ آیت محکم ہے اور اسی کو ثوری و شافعی احمد و اسحٰق نیز حسن و عطا و ابن عباس کا مذہب بتلایا ہے اور طحاوی کے حوالہ سے امام ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی لکھا ہے کہ فدا سے مطلب قیدیوں کا قیدیوں سے تبادلہ کر لینا ہے۔

الغرض اس حکم کی موجودگی اللہ تعالیٰ کے مَنّان ہونے پر دلیل قوی ہے۔ بندہ کو لازم ہے کہ منّت وسپاس کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدس کا خاصہ سمجھے اور اس شعر کا مطلب۔ بخوبی ذہن نشین کرے ؎

منّت منہ کو خدمت سلطان ہے کنم\
منّت ازو شناس کہ بخدمت گزاشتت

اجر غیر ممنون کا مستحق وہی منت شناس ہے جو جملہ نعم ظاہری وباطنی کو اللہ تعالیٰ ہی کی جود وعطا اور فضل وکرم کا نتیجہ سمجھتا ہے وَلَهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّة۔

۹۵ اَلْجَلِيْلُ جل شانہ

یہ نام قرآن مجید میں نہیں لیکن ذوالجلال آتا ہے۔ اور غالباً یہی اس کا ماخذ ہے۔

Marfat.com

لغت میں جل جلالاً و جلالۃ کلاں سال۔ آزمودہ کار۔ بزرگ ہونے کو استعمال کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم بطور علم اس لئے ہے کہ وہ عظمت ذاتی کا مالک ہے۔ اور جلالت نفسی اسی کے لئے ہے۔

بعض علماء نے تبلایا ہے کہ،

اسم کبیر کمال ذاتی پر۔

اسم جلیل کمال صفاتی پردال ہے۔

اور اسم عظیم ہر دو معانی کا جامع ہے۔

روایت ابن ماجہ میں اللہ تعالیٰ کا اسم جمیل بھی آیا ہے۔ اس وقت جلیل کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ صفات قہریہ کا مظہر ہے اور جمیل کے یہ معنی کہ وہ صفات لطیفہ کا ظہور فرماتا ہے۔

امام ابن القیمؒ نے ذوالجلال والاکرام کے معنی میں لکھا ہے کہ جلال ہم کو ادب سکھلاتا ہے اور اکرام ہم پر ابواب محبت کشادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کی جلالت بھی ہر وقت پیش نظر رکھی جائے اور اس کی محبت بھی ہر وقت دل میں قائم رہے۔

جو شخص اسم جلیل سے تخلق پیدا کرنا چاہے۔ اسے لازم ہے کہ جلال الٰہی کے تصور میں خود کو متہلک و مضمحل سمجھے۔ رب العالمین کے نام اور ذات کی عزت کرنے کا خوگر بنائے اور اپنے اقوال و افعال میں تمکین و وقار سے رہے۔ ادنیٰ لوگوں سے شفقت اور پیار کا معاملہ کرے۔

۹۶
المحیی جل شانہ

احیاء سے ہے۔ جس کے معنی زندگی دادن ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی محیی ہے جس نے حیات کو پیدا کیا جس نے روح کو پیدا کیا جس نے روح کو اجسام کے ساتھ پیوند کیا۔ ارواح مجردہ۔ نفوس ناطقہ۔ قوائے نامیہ۔

Marfat.com

اجسام متوالدہ میں جو زندگی ہے وہ اسی کی بخشی ہوئی ہے۔

وہی ہے جو قلوب کو حیات بخشتا ہے۔ وہی ہے جو نسمہ سے نسمہ کو نکالتا ہے۔

وہی ہے جو حیات علمی۔ حیات ایمانی۔ حیات عرفانی عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

(۱) هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (مومن) "وہ حیات بخشنے والا اور موت دینے والا وہی ہے"

(۲) كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ (روم ۵) "دیکھو زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد کیسی زندگی دی ہے"

کہر سا کے موسم میں جب زمین سے نباتات گم ہو جاتی ہیں جب نشوونما کی طاقتیں جاتی رہتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے، پھر مردہ میں زندگی ڈال دیتا ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ۔ (انعام ۱۲۲)

ایک شخص جب بحالتِ کفر ہوتا ہے تو وہ مردہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان ڈال دیتا ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ آثار حیات پدیدار ہو جاتی ہیں۔ ثمرات حیات سے متمتع ہونے لگتا ہے۔ ہاں۔

اللہ تعالیٰ مُحیی ہے اُسی نے سب کو حیات سے بہرہ ور بنایا۔

اللہ تعالیٰ مُحیی ہے اُسی نے عدم کو وجود بخشا۔

اللہ تعالیٰ مُحیی ہے وہی مردہ زمین میں پھر نشوونما کی طاقتیں پیدا کرتا ہے۔ وہی قلوب مُردہ کو زندگی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محیی ہے اور اسی نے بیج کو درخت اور بیضہ کو پرند اور نطفہ کو حیوان بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی محیی ہے کہ حیات علمی۔ حیاتِ ایمانی، حیاتِ عرفانی سے اپنے عباد مخلصین کو حصہ وافر عطا فرمایا ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو حیات و موت کے نمونوں پر غور کرنا اور اس سے سبق عبرت لینا چاہیئے۔

Marfat.com

۹۷

اَلْمُمِیْتُ جل شانہ

مَوْت سے ہے۔

موت بچند معانی ہے۔

(۱) وہ حالتِ عدم جو قبل از پیدائش تھی۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ۔ "تم مردہ تھے پھر تم کو زندہ کیا۔ پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ ایسے مالک سے کفر کیونکر کرتے ہو"

(۲) وہ حالتِ عدم جو حیات کے بعد زندوں پر طاری ہوتی ہے۔

فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ۔

(ب) فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ خدا نے اُسے سو سال تک مردہ رکھا۔

(۳) ہلاکت رساں حالت۔

وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (ابراہیم ۲۰) "اُسے ہر طرف سے موت آئے گی مگر مرے گا نہیں"

(۴) کبھی موت کو نیند سے تشبیہ دی جاتی ہے اور وجہ تشبیہ زوالِ حرکت اور زوال ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا۔ "اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو پیدا کیا بعد اس کے کہ ہم کو موت دی تھی"

اللہ تعالیٰ ممیت ہے کیونکہ وہی حیات کا موت کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ مِمیت ہے اور موت اس کی مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ ممیت ہے اور ملک الموت اسی کے احکام کی تعمیل کرنیوالا ہے۔

اللہ تعالیٰ ممیت ہے اور موت و حیات پر اسی کا قادرانہ حکم نافذ ہوتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ممیت ہے اور موت کو اس کے دامن جلال تک پہنچنے کا یارا نہیں۔
اِس اسم سے تخلق والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو محیی و ممیت سمجھیں اسی کو حیات و موت کا مالک سمجھیں۔ اسی کو مالک سمجھنے کے معنی یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی زبان سے بیان فرمائے ہیں۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ۔

"میری نماز، میری قربانی۔ میرا جینا میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اور مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے۔"

اللہ کے لئے جینا مرنا ان لوگوں کا ہے جو اتباع ہوا نہیں کرتے جو بندۂ درہم و دینار نہیں بن جاتے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیتے ہیں جو یاد الٰہی میں مرجاتے ہیں۔

۹۸
اَلْوَارِثُ جل شانہ

وَرِثَ یَرِثُ۔ وَرْثًا۔ وَارِثًا۔ وَ۔ اِرْثَۃً۔ وَرِثَۃً۔ وِرَاثَۃً۔ وُتْرَاثًا۔
وِراثت کسی ایک کے پاس دوسرے کی چیز کا اس کی موت کے بعد منتقل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے وارث کا اطلاق اس لئے ہے کہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی لاوارث کو کوئی جائداد رہ جاتی ہے تو اس کی ملکیت سلطنت کی طرف منتقل ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں جبکہ کوئی قوم ساری کی ساری تباہ کر دی گئی ہو تو اس کی وراثت سلطنتِ الٰہیہ کی طرف منتقل ہو گی اور جب کل عالم کے عارضی مالک اپنی اپنی ملکیتوں کو چھوڑ کر خاکِ فنا میں سو رہے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ رب العالمین ہی کو اُن کی وراثت حاصل ہو گی۔

لفظ کا اطلاق عرف عام میں ہے ورنہ رب العالمین ہی خود مالک الملک ہے جو لوگ ملکیتوں کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ درحقیقت یہ وہ غلام ہیں جو آقائے حقیقی کے

Marfat.com

لطف سے انتفاع عارضی کی بہاریں لوٹ رہے ہیں۔

سورہ قصص ع ۶ میں ہے کہ بہت ایسی متکبر قومیں گزری ہیں جن کو اللہ پاک نے تباہ کر دیا۔

وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثُوْنَ "اور ہم ہی ان کے وارث بنے"

سورہ حجر میں ہے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِيْ وَنُمِيْتُ "ہم ہی زندہ کرتے ہیں۔ ہم ہی مارتے ہیں

وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ۔ اور ہم ہی وارث املاک ہیں"

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قصص و حجر میں دو ہی مقام پر اپنی ذات کے متعلق یہ لفظ یاد کیا گیا ہے اور دونوں ہی مقام پر نَحْنُ الْوَارِثُوْن بصیغہ جمع فرمایا گیا ہے۔ اسی کی وجہ یہی ہے کہ شہنشاہی زبان میں تکلم فرمایا گیا ہے۔ الوہیت واحدیت و صمدیت کی زبان میں واحد صیغہ کا اور شہنشاہی زبان میں صیغہ جمع کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

لفظ وراثت میں مال و اسباب مردہ کی سنبھال بھی داخل ہے اور علم المیراث کے حصص کی تقسیم جو ½ و ⅔ و ¼ یا ⅛ و ⅓ و ⅙ پر رکھی گئی ہے وہ اسی وراثت کے متعلق ہے۔

لفظ وراثت میں منصب روحانی کی جانشینی بھی داخل ہے۔

قرآن مجید میں ہے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ، یعنی داؤد علیہ السلام کا وارث سلیمان علیہ السلام ہوا۔ بائبل سے ثابت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ۳۶ پسران و دختران کے مالک تھے۔ ان میں سے ۳۵ کو وارث نہ بنانا اور صرف ایک کا نام بطور لیا جانا بتلاتا ہے کہ یہاں وراثت کے منصب روحانی یعنی نبوت ہے۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے نبوت صرف سلیمان علیہ السلام ہی کو ملی تھی۔

زکریا علیہ السلام کی دعاء عطائے فرزند بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ۔ "الٰہی ایسا بیٹا دے جو میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو"

یہ ظاہر ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی آل کے لوگ اس وقت لاکھوں کی تعداد میں

Marfat.com

موجود تھے زکریا علیہ السلام کا بیٹا واحد وارث ان لاکھوں اشخاص کی املاک کا نہ بن سکتا تھا۔ اور ان لاکھوں کی صلبی اولاد کو محروم الارث نہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا یہاں بھی نبوت ہی کی درخواست کی گئی۔ جو آلِ یعقوب کا سرمایۂ خاص تھا۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر یہی فرمائی تھی۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ۔

یہ نعمت نبوت ہی تھی جو صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو ہی ملی۔ باقی گیارہ فرزند اُس سے محروم رہے۔

اِس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ مال و زر میں جو حقوق مستحقین کے ہیں ادا کرتا رہے۔ مال کو اللہ ہی کا سمجھے۔ دیا ہوا بھی اُسی کا ہے اور آخر میں سنبھالنا بھی اُسی نے ہے۔

۹۹
اَلْبَاعِثُ جل شانہ

بَعْث کے معنی اٹھانا۔ جگانا۔ کسی کو کسی جگہ بھیجنا۔ آمادہ کرنا۔ زندہ کرنا ہیں۔

اللہ تعالیٰ باعث ہے۔

اسی نے عدم محض سے نفوس کو اُٹھایا۔

وہی ہے جو غافلین کو خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے۔

وہی ہے جو انسانوں میں حوصلہ ہمت اور بلندیٔ عزم پیدا کرتا ہے۔

وہی ہے جو انبیاء و مرسلین کو مخلوق کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ کا خاتمہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرما دیا۔

وہی ہے کہ انصاف کے دن اجساد کو زمین سے اُٹھائے گا۔

(۱) قابیل و ہابیل کے قصہ میں ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا۔ اللہ تعالیٰ نے قابیل کے سکھلانے کو ایک غراب بھیجا۔ جس نے ایک مُردہ کوّا کے لئے اپنی چونچ

Marfat.com

اور پنجہ سے زمین کھودی۔ لاش کو اندر گرا کر اس پر مٹی ڈال دی۔

ایک قاتل۔ ایک سنگدل۔ ایک برادر کش ایک سیاہ باطن کے لئے عجیب تنبیہہ اور تذلیل تھی کہ کوّے کو اس کا اُستاد بنایا گیا جو سیاہی کا پتلا اور حرص و طمع کا پیکر اور بے وفائی مجسم ہوتا ہے۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا (بقرہ۔ ۲۵) "اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا دیا ہے"

(۳) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ۔ (بقرہ ۲۲) "ایسے نبیوں کو اللہ نے بھیجا جو لوگوں کو بشارت سناتے تھے۔"

(۴) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا (جمعہ) "اللہ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں عظیم الشان رسول بھیجا"

(۵) اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ۔ "اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اُٹھنے کا شک ہو"

(۶) اِنَّكُمْ مَبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ (ھود) "تم موت کے بعد ضرور اٹھائے اور زندہ کئے جاؤ گے"

(۷) وَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ (حج۔ ۱) "اللہ ضرور زندہ کرے گا ان کو جو قبروں میں ہیں"

(۸) عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (اسرائیل۔ ۸) "اللہ تعالیٰ ضرور تجھ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا"

اب یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ باعث ہے کہ صفات بالا اسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ اسم الباعث بطور اسم قرآن مجید میں نہیں بلکہ یہ اسم ان افعال سے بنایا گیا ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ تبلیغ کو اپنا شیوہ بنائیں اور احکام الٰہی مخلوق کو پہنچائیں تاکہ ان کا ایمان رسول اور قیامت پر قائم ہو جائے۔

Marfat.com

۱۰۰

اَلْبَاقِیُ جل جلالہٗ

بقی ۔ یبقی ۔ بقاءً

بقا ۔ کسی شئے کا حالت اولین ہی پر پایا جاتا ۔ فنا اس کی ضد ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

فانی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ اشیاء اپنے عاقبت وانجام کے لحاظ سے فانی ہیں ۔ بلکہ فانی کے معنی یہ ہیں کہ جملہ مخلوقات اپنے یوم وجود سے فنا کی طرف جا رہی ہے ۔ فنا ہر ایک جسم میں ہر وقت اپنا کام کر رہی ہے ۔ بچہ پیدا ہوتا ہے بڑھتا ہے ۔ جوان ہوتا ہے ۔ گھٹنے لگتا ہے ۔ بوڑھا ہو جاتا ہے ۔ فنا ہر وقت اس کے ساتھ اپنا کام کئے جاتی ہے ۔

بقا ۔ یعنی حالت اولین پر دوام وقیام صرف رب العالمین ہی کو حاصل ہے ۔

قرآن مجید میں اَلْبَاقِیْ بطور اسم نہیں آیا ۔ بلکہ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام آیا ہے اور یہ اسم فعل سے مشتق کر لیا گیا ہے ۔

قرآن مجید میں مومنین کے اعمال صالح کو باقیات صالحات فرمایا گیا ہے ۔

(کہف ۵ ۔ مریم ۸)

قرآن مجید میں ہے وَجَعَلَهَا کَلِمَۃً بَاقِیَۃً (زخرف ع ۲) ہم نے ابراہیم کے وعظِ توحید کو باقی رکھا ۔

اللہ تعالیٰ باقی ہے اور دوام ابدا سی کی ذات کے لئے ہے ۔

اللہ تعالیٰ باقی ہے ۔ کیونکہ وہ موت کا خالق ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق پر غالب نہیں آسکتی ۔

اللہ تعالیٰ باقی ہے اور ہر ایک شے ہالک ہے ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ باقی ہے اور جو اعمالِ صالحہ و افعالِ خیر بندہ کرتا ہے وہ اُن کو بقا بخشتا ہے۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ (نحل ع ۱۰)

اللہ تعالیٰ باقی ہے یعنی دائم الوجود۔ واجب الوجود۔ قائم البقاء

اللہ تعالیٰ باقی ہے کیونکہ جو اشیاء ہم کو نظر آتی ہیں۔ ان کی بقاء عارضی بھی اسی کی داد ہے۔

واضح ہو:

کہ اہلِ تصوّف فنا و بقا پر بہت کلام کیا کرتے ہیں۔ ہم مختصراً ذکر کریں گے کہ ان الفاظ سے اس فن کے ائمہ کی مراد کیا ہے۔

Marfat.com

باب دوم

اب تک جو ۹۹ نام باب اوّل میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ وہ سب جملہ روایات سے چُن کر لکھے گئے۔ التزام یہ تھا کہ سب نام مفرد ہوں اور قرآن مجید میں بطور اسم آئے ہوں۔ یہ التزام پورا نہیں ہو سکا۔ اس لئے چند نام ایسے شامل کرنے ضروری ہوئے جن کو اکثر ائمہ نے مستخرج از قرآن مجید تحریر فرمایا ہے۔

اب باب ہذا میں جملہ روایات کے بقیہ ۵۲ نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ یہ سب اسماء حسنیٰ ہیں۔ ہم نے بعض کی تفسیر اور بعض کا صرف ترجمہ لکھ دیا ہے۔ ان کا نقشہ اول درج کیا جاتا ہے۔

نقشہ اسماء حسنیٰ مندرجہ باب دوم

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک	نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک
۱	ترمذی	اَلْقَابِضُ	۱۰	ترمذی	اَلْمُبْدِئُ
۲		اَلْبَاسِطُ	۱۱		اَلْمُعِیْدُ
۳		اَلْخَافِضُ	۱۲		اَلْوَاجِدُ
۴		اَلرَّافِعُ	۱۳		اَلْمَاجِدُ
۵		اَلْمُعِزُّ	۱۴		اَلْمُقَدِّمُ
۶		اَلْمُذِلُّ	۱۵		اَلْمُؤَخِّرُ
۷		اَلْحَکَمُ	۱۶		اَلْمُنْتَقِمُ
۸		اَلْعَدْلُ	۱۷		اَلْمُقْسِطُ
۹		اَلْمُحْصِیُ	۱۸		اَلْمُغْنِیُ

Marfat.com

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک
۱۹	ترمذی	اَلْمَانِعُ
۲۰		اَلضَّارُّ
۲۱		اَلنَّافِعُ
۲۲		اَلرَّشِیْدُ
۲۳		اَلصَّبُوْرُ
۲۴	ابن ماجہ	رَازِقٌ
۲۵	۲	صَادِقٌ
۲۶	۳	جَمِیْلٌ
۲۷	۴	بُرْهَانٌ
۲۸	۵	شَدِیْدٌ
۲۹	۶	قَائِمٌ
۳۰	۷	وَافِیْ
۳۱	۸	اَلْمُنِیْرُ
۳۲	۹	اَلْقَدِیْمُ
۳۳	۱۰	سَامِعٌ
۳۴	۱۱	مُعْطِیْ
۳۵	۱۲	تَامٌّ

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک
۳۶	۱۳	عَالِمٌ
۳۷	۱۴	اَبَدٌ
۳۸	۱۵	وِتْرٌ
۳۹	۱۶	نَاظِرٌ
۴۰	حاکم از فتح الباری	حَنَّانٌ
۴۱	۲	فَاتِحٌ
۴۲	۳	مُثِیْبٌ
۴۳	۴	مُدَبِّرٌ
۴۴	۵	فَرْدٌ
۴۵		اَلْعَادِلُ
۴۶	ابوزید از فتح الباری	قَابِلٌ
۴۷	امام جعفر صادق	سَرِیْعٌ
۴۸		مُتَفَضِّلٌ
۴۹		مُعِیْنٌ
۵۰		مُنْعِمٌ
۵۱	حافظ ابن حجر	حَاکِمٌ
۵۲	مؤلف	اَلشَّافِیْ

۲۰-۱
اَلْقَابِضُ الْبَاسِطُ

قبض تنگی نمودن و بسط فراخی کردن۔

Marfat.com

بہ ہردو اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء مستعمل نہیں ہوئے ۔ البتہ آیت قرآنیہ سے ان کا استخراج ہوسکتا ہے وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ ۔

اشیاء عالم پر نگاہ کرو۔ قبض و بسط کے نظارے بہت نظر آئیں گے ۔ تنگ دلی۔ فراخ حوصلگی۔ تنگی رزق و فراخی معیشت ۔ تنگی غنچہ و کشودگی گل ۔ قبض و بسط ارحام ۔ قبض ضوابط و بسط عطا۔ قبض و بسط ارواح ۔ قبض و بسط قلوب ۔ قبض و بسط یاراں وغیرہ وغیرہ ایسے اُمور ہیں جن میں خود دید قدرت ہی کارفرما ہوتا ہے ۔ اہل دنیا بلکہ ماسوای کا اس میں کوئی تعلق کوئی تصرف نہیں ہوتا۔ بہتر ہے کہ ہر دو اسماء پاک کا تعقل ساتھ ساتھ کیا جائے تاکہ ہر ایک کا مفہوم بالمقابل آئینہ میں زیادہ نمایاں نظر آنے لگے ۔

ان اسماء سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ نہ فراخ دستی میں اسراف کریں ، اور نہ تنگ دستی میں دل تنگ ہوں ۔ افراد کی تنگی و فراخی ایک مصلحت کلیہ کے تحت میں ہے اور صلاح خاصہ کی حکمت بھی اس بارہ میں کارفرما ہے ۔ ہر دو حالت موجب صبر و شکر ہیں اور صبر و شکر ہی وہ دو شہ پر ہیں جو طائر ایمان کو عرش رب العلیٰ تک لے جاتے ہیں ۔

۴۰۳
اَلْخَافِضُ الرَّافِعُ
جل شانہ

خَفْضٌ پست نمودن ۔ رَفْعٌ بلند فرمودن ۔

ہر دو اسماء بھی بطورِ اسماء قرآن مجید میں نہیں آتے ۔ رفع کے متعلق بہت آیات سے تمسک ہوتا ہے ۔

الف ۔ رفع جسمانی کی آیات یہ ہیں ،

(۱) وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ یوسف ۱۳ — "ماں باپ کو تخت کی بلندی پر بٹھایا ۔"

(۲) وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ (نساء ۱۵) — "ہم نے ان کے سروں پر کوہ طور کو بلند کر دیا ۔"

(۳) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (نساء ۱۶) — "اللہ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اُٹھا لیا ۔"

Marfat.com

(۴) وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا ۔ (رحمٰن۔۱) "آسمان کو دیکھو جسے بلند کر دیا ہے۔"

(ب) درجات و مناصب کے متعلق ۔

(۱) وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ ۔ (زخرف۔۳۲) "ہم نے بعض کو بعض پر بلندی دی۔"

(۲) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (انشراح) "ہم نے تیرے ذکر کو بلندی عطا کی ہے۔"

ہاں الرَّافِعُ کے معنی میں رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے۔ سورہ مومن میں ہے ۔ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ ۔

اب الرافع کی صفت تب ہی مکمل ہو سکتی ہے جب کہ اَلْخَافِضُ کی صفت بھی نور افگن ہو۔

ایک ظالم تخت سے اتارا جاتا ہے ۔

ایک عادل کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے۔

ایک جاہل ہمیشہ پستی میں گرتا ہے ۔

ایک عالم بلند نصیب ہوتا ہے ۔

ممکنات کو دیکھو جو پستی حوادث میں گرے ہوئے ہیں ۔

اہل ایمان کو دیکھو جو بلندی مراتب پر فائز ہوتے ہیں ۔

وہ بھی ہیں کہ اسفل سافلین ان کا مقر ہے ۔

وہ بھی ہیں کہ اعلیٰ علیین پر اُن کا نور جلوہ گر ہے ۔

اَلْخَافِضُ الرَّافِعُ کی مثال قرآن مجید میں بلعم بن باعور سے ملتی ہے ۔ رب العالمین نے اُسے علم صحیحہ سے بہرہ ور کیا ۔ اس نے اس نعمت کو زر و مال ۔ اور خوشنودی زن و عیال پر قربان کر دیا ۔ راندۂ درگاہ ہو گیا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ

"ان لوگوں کو اس شخص کی خبر سناؤ جسے ہم نے اپنی آیات دی تھیں ۔ وہ ان سے علیحدہ ہو گیا تب شیطان اس کے پیچھے لگا اور

بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔ (اعراف ع ۲۲)

"مگر اسے گمراہوں میں سے بن گیا۔ ہم اگر چاہتے تو اسے ان آیات سے بلندی عطا کرتے مگر اس نے پستی ہی کی طرف میلان کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ مومنین اور علماء کے درجے بلند کرتا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ ایمان اور علم باعث رفعت ہیں۔ پس اس کی اضداد کفر و جہل ضرور سبب خفض ہیں۔

ان اسماء سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ انقلاب اور حوادث دہر سے نہ گھبرائے ہر حالت میں اسی مالک کی جانب ملتجی رہے جو بلندی بخشنے اور پست کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

۶۰۵

اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ

جل جلالہٗ

یہ ہر دو اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء نہیں آئے، بلکہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستخرج ہیں۔

تُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ (آل عمران ع)

عزت و ذلت کا مفہوم کبھی حکومت اور فقدان حکومت ہوتا ہے چنانچہ آیت بالا سے پیشتر بھی تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ موجود ہے اور کبھی اس عزت و ذلت کا مفہوم پسندیدگی رحمٰن ہوتی ہے بسورہ منافقون میں دیکھو کہ رئیس المنافقین ابن ابی بن سلول مال و زر کو عزت و ذلت کا معیار قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان کو وسیلہ عزت قرار دیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ

"عزت کا مالک اللہ ہے۔ عزت تو رسول

Marfat.com

لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (منافقون) کے لئے ہے۔عزت تو مومنوں کو ہے مگر منافقوں کو ان رموز کا علم ہی نہیں؛

دعائے قنوت میں (جس دعا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو سکھلایا تھا) ہے

لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ۔

اَلْحَکَمُ جل شانہٗ

حکم سے اَلْحَکَمُ ہے۔ حکم کے معنی فرمان اور حَکَمُ کے معنی فرمان دہندہ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم سورہ انعام ۱۲ میں آیا ہے۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا

اور لفظ حکم قرآن مجید کے چند مقامات پر آیا ہے۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (مومن ۲) انعام وقصص۔ نون وطور میں بھی اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہوا ہے۔

سورۂ ہود وتین میں اللہ تعالیٰ کا اسم اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ اور سورۂ اعراف ویونس ویوسف میں خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ بھی وارد ہوا ہے۔

حاکمین کی ذیل میں حکومت دنیوی والے بھی شامل ہیں اور حکومت روحانی والے بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا ذکر فرما کر پھر فرمایا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (انعام ع ۱۱)

بیشک مالک وہی ہے جو سب پر حکمران ہے وہی مالک ہے جسکا حکم سب سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔

یہ اسم قرآن مجید میں بطور اسم نہیں آیا۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ معاملات باہمی میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کریں۔ معاملات قلبی میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فیصلہ پر رضامند رہیں۔

اَلْعَدْلُ جل شانہٗ

عَدْل مصدر ہے اور فاعل کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ ان معنی میں مذکر بلحاظ

مؤنث واحد وجمع یکساں ہیں۔

عَدْل کے لغوی معنی برابر کر دینا ہے۔ عادل وہ ہے جو متخاصمین کے حقوق میں برابری کر دیتا ہے جس کا جتنا حق ہے اس کو مل جاتا ہے۔ اس معنی میں یہ لفظ بطور اسم باری تعالیٰ قرآن مجید میں مستعمل نہیں ہُوا۔

ہاں اللہ تعالیٰ اس لئے عَدْل ہے کہ اس نے عدل وداد کا حکم دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (نحل ۹)

اللہ تعالیٰ اس لئے عدل ہے کہ اس کے احکام صدق وعدل پر مبنی ہیں۔

وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا۔ (انعام ۱۴)

اللہ تعالیٰ عدل ہے۔ کیونکہ وہی اعتدال امزجہ کا خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ عدل ہے کیونکہ اس کے احکام میں تمیّز وتسویہ موجود ہے۔ بیشک وہ عدل ہے اور اسی لئے اس نے حکم دیا ہے۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (مائدہ ع ۲)

"جو نفرت تم کو قوم سے ہے وہ تم کو بےانصافی کی طرف نہ لے جائے۔ عدل کیا کرو یہی بات تقویٰ سے قریب تر ہے"

اللہ تعالیٰ عدل ہے اس لئے کہ وہ صفت ظلم سے مبرا و پاک ہے فرمایا۔

وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (ق ع ۲) "میں عاجز بندوں پر ظلم نہیں کرتا"

فرمایا: وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (بقرہ ع ۶) ہم نے بنی اسرائیل پر ظلم نہیں کیا۔ وہ خود اپنی جانوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

ظلم کے معنی غیر محل میں کسی شے کے رکھنے کے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ جو عدل ہے اس کے جملہ احکام وافعال استقامت واعتدال پر ہیں۔

کوتاہ بین اللہ تعالیٰ کے احکام پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنی نادانی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ ظلم وبیداد سے الگ رہے

Marfat.com

معاملات اور کاروبار میں اعتدال ملحوظ رکھے۔ عدل کی ضرورت فقط جھگڑوں اور مناقشات ہی میں نہیں بلکہ عدل کی ضرورت تو کھانے پینے۔ سوتے بولتے۔ چپ رہنے یاد اللہ کرنے یا آرام لینے وغیرہ وغیرہ جملہ امور میں ہے۔ جو شخص عدل و اعتدال کا مسئلہ بھول جاتا ہے بالآخر وہ خود ہی مذموم و ملول بنتا ہے۔

۹
اَلْمُحْصِی جل شانہ

مادہ اس کا حصو ہے اور اَحْصَاہُ اِحْصَاءً کے معنی شمار کرنا۔ دریافت کرنا نگہداشت کرنا ہیں۔ قرآن مجید میں یہ نام بطور اسم مستعمل نہیں ہوا، بلکہ مشتق از فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۱۔ وَ اَحْصُوا الْعِدَّۃَ۔ (طلاق۔۱)	"عدت کے دن گن لیا کرو"
۲۔ اَحْصَاہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ (مجادلہ ع ۱)	"اللہ نے ان کے عملوں کو شمار کر رکھا ہے اور لوگ خود ہی بھول گئے ہیں"
۳۔ مَالِ ھٰذَا الْکِتَابِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّا اَحْصَاھَا۔	"یہ کیسا اعمالنامہ ہے جس میں ہر ایک چھوٹی بڑی بات موجود ہے"
۴۔ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا (جن)	"اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا شمار کر رکھا ہے"

اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ ہر شے کا عدد و شمار اس کے علم میں ہے۔ آسمان کے تارے۔ زمین کے ذرّے، سمندر کے قطرے۔ درختوں کے پتّے۔ نفوس اور نفوس کے انفاس اشخاص کے افعال و حرکات و سکنات غرض کہ ہر ایک چیز جو شمار میں آنے والی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو گن لینے والا شمار کرنے والا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اعداد و شمار کے متعلق مُحصِی کا وہی تعلق ہے جو معلومات سے علیم کا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو بھی اپنے افعال و اعمال کا حساب رکھنا

Marfat.com

چاہیئے۔ اور یوم الحساب میں اعمالنامے کے پیش ہونے کا ڈر رکھنا چاہیئے۔

۱۰

اَلْمُبْدِءُ

اس کا مادہ بَدَءَ ہے۔ بَدَأَ بِہٖ وہاں سے شروع کیا: اَبْدَاءَ اللّٰہُ الْخَلْقَ اِبْدَاءً۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو سابقہ نمونہ کے بغیر پیدا کیا۔

یہ اسم قرآن مجید میں نہیں مشتق از افعال ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ۔ "غور کرو اللہ تعالیٰ نے خلقت کا آغاز فرمایا"۔ (عنکبوت)

(۲) وَبَدَأَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ (سجدہ) "انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی فرمائی"۔

اللہ تعالیٰ مُبْدِء ہے۔ اسی نے ممکنات کا احداث فرمایا۔ اسی نے جملہ امور کا ابداع کیا۔ کوئی شے بالذات یا بالزمان تقدم حقیقی نہیں رکھتی۔ بلکہ سب کی سب اسی کی آفریدہ اور نظہور آوریدہ ہیں۔

۱۱

اَلْمُعِیْدُ

عَادَ عَوْدَۃً سے ہے جس کے معنی بازگشت کرنا۔ بازگردانیدہیں وہ ہے جو جملہ اشیاء کو فنا کے بعد میدانِ قیامت میں پھر لوٹائے گا۔ اُس میں لوٹانے کی طاقت موجود ہے۔

یہ نام بھی بطورِ اسم قرآن مجید میں موجود نہیں بلکہ مشتق از فعل ہے۔ قرآن مجید میں ہے،

۱۔ کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ "جس طرح ہم نے خلقت کی ابتداء فرمائی اسی طرح ان کی بازگردانید بھی کریں گے"۔ یونس-۱

Marfat.com

۲۔ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ (انبیاء۔۱۱) ”کہہ دے کہ اللہ ہی ہے جس سے خلقت کا آغاز ہوا۔ وہی ان کو دوبارہ لوٹائے گا۔

اسی مضمون کی آیات سورہ روم و نمل میں بھی ہیں۔

۳۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ۔ (بروج) ”وہی ہر شے کا آغاز فرماتا ہے اور عدم سے اسے لوٹاتا ہے“

اللہ تعالیٰ کو مبدی و معید ماننا ضروری ہے مبدی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مادہ کا محتاج نہیں اس کو نمونہ اور مثال کی ضرورت نہیں اور معید سے ثابت ہے کہ اس کا علم اور قدرت کمال زبردست ہے۔

کفارِ عرب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی جس تعلیم سے تعجب وانکار تھا وہ تعلیم یہی تھی۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا۔ ”یعنی گوشت کے گل سڑ جانے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد ہم کیوں کر پیدائش جدید حاصل کریں گے“

لہٰذا مومن کو واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو المبدی، المعید تسلیم کرے۔ حشر اجساد پر ایمان رکھے اور سمجھ لے کہ اس بارہ میں جس قدر شکوک واعتراضات ہیں۔ وہ سب علم و قدرتِ انسانی پر وارد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور قدرت تام ایسے اعتراضات کا محل نہیں ہو سکتا۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ حیاتِ موجودہ کی قدر کرے اور حیاتِ آخرت کے لئے سرمایہ جمع کرلے۔

۱۲
اَلْوَاجِدُ

وَجَدَ وَجْدًا۔ وِجْدَةً۔ وُجْدًا۔ وُجْدَانًا۔ کے معنی دریافت ہیں مگر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا نام اس معنی سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں اس مصدر کے انعال آئے ہیں۔ وہاں انسان فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں۔ صاحب قاموس کہتا ہے وَجَدَهُ اللّٰہُ تعالیٰ ۔ کہنا درست نہیں۔ ہاں اَوْجَدَهُ اللّٰہُ کہہ سکتے ہیں[1]۔

اب یہ اسم وُجُود سے بن سکتا ہے۔ وُجُود کے معنی ہستی ہیں۔ اس معنی میں بھی یہ اسم قرآن مجید میں نہیں آیا اور نہ لفظ وجود کا استعمال قرآن پاک میں ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ وجودِ حقیقی اور ہستیٔ مطلق اسی کو حاصل و زیبا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ جملہ موجودات پر اسے احاطت حاصل ہے۔

وہ واجد ہے اور جملہ مطلوبات و کمالات ذاتیہ کا وجود اسے ہمیشہ سے حاصل ہے۔

ہاں اسم الواجد۔ وُجد بضم سے بھی بن سکتا ہے۔ وُجد کے معنی تونگری و غناء ہیں اور اَلْوَاجِدُ کے معنی ذُو الوُجد ہوئے یعنی وہ جو مالک غنا و تونگری ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اسم اس حدیث ترمذی کے سوا اور کسی حدیث میں بھی نہیں آیا۔

واضح ہو:

کہ وجود کے متعلق فلاسفہ و اتحادیہ نے بھی تکلم کیا ہے جو اَبْعَدُ عَنِ الصَّوَاب ہے اُن کے مباحث خالی الفاظ کے ہوتے ہیں۔

۱- کیا وجود شئے عین ماہیت ہے یا غیر ماہیّت ہے۔

۲- کیا وجود قدیم نفس ماہیت ہے۔

۳- کیا وجود حادث زائد از ماہیت ہے۔

یہ سب فضول بحثیں ہیں اور حقانیت و عرفان کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔

صوفیہ کرام

نے بھی وجود پر بہت کچھ تکلم کیا ہے مگر اُن کی مباحث کا ان فلاسفہ کی مباحث

---

[1] اَوْجَدَهُ اللّٰہُ ۔ اللہ نے اُسے مقصود پر پہنچایا ۱۲۔

Marfat.com

سے کوئی تعلق نہیں - ان کی بحثوں کا تعلق ان آیات سے ہوتا ہے -

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا - (نساء - ۱۱۰) "وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا"

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - (نساء - ۶۴) "تم اللہ کو تواب رحیم پاؤ گے"

وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ (نور - ۳۹) "اللہ کو اپنے قریب پایا اس نے بندہ کا حساب پورا کر دیا"

ہر سہ آیات میں بندہ کا وجدان بتایا گیا ہے -

پہلی اور دوسری آیت میں گنہگار مومن کا ذکر ہے جو گناہ کے بعد پچھتاتا پھر استغفار کرتا اور اللہ تعالیٰ اس سے رحم و عطوفت کا معاملہ فرماتا ہے - تیسری آیت میں اس کافر کا ذکر ہے - جو اعمال سے خالی ہاتھ مالک کے سامنے جاتا ہے - اس آیت میں اس کی مثال اس تشنہ شخص سے دی گئی ہے جو سراب کو پانی سمجھتا ہے اور جب سراب پر پہنچ جاتا ہے تو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا وہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتا ہے تو اس کا حساب پورا فرما دیتا ہے - اہل تصوّف وجدان کے لحاظ سے طالب کی تین اقسام بیان کرتے ہیں -

سالک - واصل - واجد -

ابن القیّم نے اس پر ایک مثال بیان کی ہے - چند شخصوں کو معلوم ہوا کہ فلاں میدان میں فلاں درخت کے نیچے خزانہ دبا ہوا ہے - ایک شخص چل پڑا - چل رہا ہے مگر وہاں تک نہیں پہنچا - دوسرا شخص وہاں پہنچ گیا - مگر ابھی اسے خزانہ ہاتھ نہیں لگا ہے - تیسرا شخص وہاں پہنچا اور اسے خزانہ مل بھی گیا - اس تیسرے شخص کے واردات کے لحاظ سے حالات کو تواجد - وجد - اور وجود کے نام سے موسوم کیا کرتے ہیں اگر ان الفاظ کی صراحت کی جائے تو اصل موضوع سے بہت دُور جا نکلا ہوگا - لہٰذا اسی اختصار پر جو الواجد کی مناسبت سے لکھا گیا - اکتفا کی جاتی ہے -

Marfat.com

۱۳
اَلْمَاجِدُ

مجید سے ہے۔ مجید بھی مجد سے ہے۔ مجید میں مبالغہ ہے
یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نام بوجہ علمیت خود کمال تام ربانی پر دلالت کرتا ہے۔ اقتضائے لفظی اس کے ساتھ شامل ہو یا نہ ہو لہٰذا الماجد اللہ تعالیٰ کی بزرگی وعظمت پر دلالت قوی رکھتا ہے۔ یہ تلوّن صفات ہے کہ کبھی فعیل کی شکل میں اور کبھی فاعل کی شکل میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور ہر شکل میں دلربائی کی شان الگ الگ نظر آتی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ بِہٖ وَسُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدُ وَتَکَرَّمَ بِہٖ وَسُبْحَانَ الَّذِیْ لَایَنْبَغِی التَّسْبِیْحِ الالہ سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی المجد والکرم سُبحان ذی الجلال والاکرام۔

(ترمذی عن ابن عباس)

پاک ہے وہ ذات جو مہربانی فرماتا ہے اپنے عزّ وجلال کے ساتھ اور فرمایا بھی پاک ہے وہ ذات جس نے لباس بزرگی کا پہنا اور اسی کے ساتھ کریم ہوا۔ پاک ہے وہ ذات کہ تسبیح نہیں لائق مگر اسی کیلئے پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے پاک ہے وہ ذات جو بزرگی اور کرم والی ہے پاک ہے وہ ذات صاحب جلال اور صاحب کرم ہے۔

واضح ہو کہ یہ اسم قرآن مجید میں نہیں آتا۔ باقی تفصیل المجید میں دیکھنی چاہیئے

اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ

یہ ہر دو نام قرآن مجید میں نہیں ہیں لیکن صحیحین میں یہ ہر دو نام دعا ذیل میں آتے ہیں۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ

Marfat.com

وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ۔

اللہ تعالیٰ مقدّم ہے کہ اس نے علل کو معلومات پر اور مبادی و مقدمات کو مقاصدؔ مطالب پر مقدم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مقدّم و مؤخّر ہے، وہی اہل صدق کو آگے بڑھاتا اور اہل باطن کو پیچھے ہٹاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مقدّم ہے اور وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ (فرقان ۲) کی شان اسی کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ مقدّم و مؤخّر ہے اور یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ۔

اللہ تعالیٰ مقدّم ہے اور نَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ (یٰس) سے اس کی شان نمایاں ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤخّر ہے۔ اشیاء و افعال کے عواقب اور خواتیم کو اُسی نے قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ سے مؤخّر کر دیا ہے۔ اسی نے معلولات کو علل سے مؤخّر بنایا ہے۔

اس کے حضور میں لَوْ اَخَّرْتَنِیْ . . . کی التماس اہل حسرت کریں گے۔

۱۶
اَلْمُنْتَقِمُ

نَقَمَ سے ہے جس کے معنی ناپسندیدگی ہے۔ کسی بُرے فعل کو دیکھ کر اُس پر انکار کرنا۔ خواہ زبان سے ہو یا عقوبت سے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کا ذکر فرمایا جو اہل ایمان کو جلتی آگ میں ڈالتے اور خود کنارہ پر بیٹھ کر جلنے والوں کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرمایا:

۱۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْھُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ۔ (سورہ بروج) "مومنوں کو یہ تکلیف و اذیت انہوں نے صرف اسلئے دی کہ یہ لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں"

۲۔ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ "اہل کتاب سے کہدیجئے کہ ہم کو کس بات

Marfat.com

مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ۔ (مائدہ ۸) پر اذیت دیتے ہو۔ کیا یہی کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور وحی اللہ پر جو ہمارے لئے اُتری اور اس وحی پر جو ہم سے پہلے اُتری ہے "

۳۔ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (روم ۵۰) "اللہ تعالیٰ کا انتقام جرم کے بعد مجرم پر ہوتا ہے"۔

یہ واضح رہے کہ مُنتقِم بطور اسم الحسن قرآن مجید میں نہیں آیا۔ البتہ آل عمران و مائدہ اور ابراہیم و زمر میں ذوانتقام آیا ہے اور ہر چہار مقامات پر اسم عزیز کے ساتھ یہ ظاہر ہے کہ مجرم کو سزا دینے کے لئے غلبہ و طاقت کی ضرورت ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو ضوابط انصاف و داد گستری کی پابندی ضروری ہے کہ مجرم کو سزا دینا بھی ایک اصول ہے جیسا کہ پاک صاف شریف انسان کی حفاظت کرنا ایک اصول ہے۔ جرائم پیشہ لوگوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچانا بنیاد و تمدن کو متزلزل کر دیتا ہے۔ ؎

نہ دانست آنکہ رحمت کرد بر مار
کہ ایں ظلم ست و فرزندِ آدم

۷۱
اَلْمُقْسِطُ

قِسط بلغت۔ جور و بیداد۔ حق تلفی۔ اس کا فاعل قاسط آتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَہَنَّمَ حَطَبًا۔ "یعنی ظالم لوگ دوزخ کا ایندھن بنیں گے"۔ (جن ۱۵)

قِسط: بکسر اوّل۔ عدل و داد۔ رزق و بہرہ و ترازو۔ اس کا فاعل باب افعال سے مُقسِط آتا ہے۔

قِسط کا استعمال قرآن مجید میں بچند اسلوب ہوا ہے:۔

۱۔ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ۔ (نساء ۱۳) "پورے پورے انصاف کے ساتھ یتامیٰ کی تربیت پر قیام کرو"۔

Marfat.com

۲- کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ۔ (نساء ۱۴۰) — "عدل و انصاف کے نگران اور حامی رہو۔"

۳- شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ۔ — "عدل کے ساتھ شہادت ادا کیا کرو۔"

۴- وَاَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ (ھود ۹۰) — "ناپ اور وزن کو ناپ اور وزن کے آلات کو عدل و راستی سے پورا پورا رکھو۔"

۵- وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ۔ (مائدہ ۵) — "فیصلہ کرو تو متخاصمین کے ساتھ پورے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

ان آیات سے واضح ہوا کہ قسط کا تعلق تمدن۔ تہذیب۔ اخلاق میں بہت زیادہ ہے اور فقدانِ قسط سے دین و دنیا کی خرابیاں وارد و عائد ہو جاتی ہیں۔

واضح ہو کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اسم پاک المقسط نہیں آیا۔ بلکہ سورہ مائدہ، حجرو ممتحنہ میں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ آیا ہے۔

۱- اِنَّہٗ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ۔ (یونس ع۱) — "اللہ وہ ہے کہ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اُسے اپنی طرف لوٹاتا ہے۔ تاکہ ایمان اور عمل صالح والوں کو عدل سے جزا دے۔"

۲- وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔ (یونس ع ۵) — "ان کا فیصلہ انصاف سے کر دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔"

۳- شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ (آل عمران ع ۳) — "گواہی دی خود اللہ نے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی اور فرشتوں نے اور اہل علم نے اسی حال میں کہ وہ قائم ہے ساتھ انصاف کے۔"

ان آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسط ہے کہ وہ ظالموں مشرکوں کا فیصلہ بھی بِالْقِسْطِ۔ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس لئے مقسط ہے کہ اخبار و اعلان اظہار و تبیان میں قیام بالقسط فرمایا ہے۔ سب سے بڑے واقعہ توحید کو سب سے زیادہ تائید و تاکید کے ساتھ دنیا پر روشن کیا اور اسی واقعہ پر تمام روحانی طاقتوں اور تمام علمی طاقتوں کے متفق علیہ نتائج کو

Marfat.com

کو طالبانِ حقیقت کے سامنے منکشف کر دیا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے کہ وہ مقسطین سے محبت رکھتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے کہ اس نے دنیا میں اپنے رسولوں کو عدل کا دن۔ تمدن وحقوق (ربانی وعباد) کے قائم کرنے کے لئے بھیجا اور ان کے ساتھ ہی اغراض کی تکمیل کے لئے شریعت اور میزان کو نازل کیا تا کہ ان ذرائع سے لوگ باہمی انصاف وقسط کو قائم کر لیں۔ اس نے تلوار کو بھی نازل کیا جس میں سخت ہیبت بھی ہے اور انسانی منافع بھی ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ الحدید ع ۳

۱۸
اَلْمُغْنِیُ

اِغنا غنی نمودن۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل ایمان سے وعدہ فرمایا تھا۔

اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔ (نور ع ۴) "اہل ایمان اگر اب بے زر بے سامان ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو اپنے فضل وکرم سے غنی بنا دے گا۔"

اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا۔ عراق کے ذخیرے، روم کے خزانے۔ ایران کے گنجینے۔ شام کے اندوختے۔ مصر کے سرمائے۔ دولت اور حصول دولت کے وسائل۔ زمین اور زمین کی معدنیات۔ سمندر اور سمندر کے لال وجواہر عہد صدیقی وفاروقی میں مسلمانوں کے تصرف میں کر دیئے۔ عثمان غنی کی جود ونوال نے عرب کے گھر گھر میں خلعت ولباس اور عنبر ومشک کی تقسیم کر دی۔ یہ سب کچھ مغنی برحق کی داد کا نتیجہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا تھا، وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے عیال دار دیکھا اور غنی کر دیا۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ فراوانی زر ومال سے غنیٰ حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ زر ومال

Marfat.com

کی کثرت تو جوع البقری پیدا کر دیتی ہے اور کبھی غنا حاصل نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے: الغنی غنی النفس غنیٰ تو دل کی غنیٰ کا نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جس قدر غنا تھی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا کہ آپ چاہیں تو مکہ کے سب پہاڑ سیم و زر کے بنا دیئے جائیں۔ حضور نے عرض کی کہ یہ تو میری ہرگز آرزو نہیں۔ مجھے تو ایک روز روٹی مل جائے تاکہ وہ دن میرا شکر کے ساتھ بسر ہو۔ ایک دن بھوکا رہوں تاکہ وہ دن دعا و التجاء میں بسر ہوا کرے ؎

فرمایا رسولِ حق نے ارشاد — اک روز ہوا یہ حکمِ رحمان
تو چاہے اگر تو زرِ خالص — کر دوں بطحا کا سب کہستاں
کی عرض۔ نہیں نہیں الٰہی — ہے چاہتا بندۂ ثنا خواں
اِک روز میں بھوک سے گزاروں — در پر ترے سائل اور گریاں
اِک روز بقدرِ قوت کھاؤں
لب شکر کناں و حمد گویاں

یا اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے انعام دنیوی سے اہل دنیا مالا مال ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی دولتِ لازوال سے اہل ایمان بہمہ حال خوشحال ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ کسی کو مال دیتا ہے اور مال اس کے کچھ کام نہیں آتا۔
مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ۔
اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خاص بندوں کے لئے فراخی کی تمام راہیں کھول دیتا ہے
یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ (نساء۔ ۱۳۰)
اللہ تعالیٰ ہی ہے جو یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْئًا (دخان۵) کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا۔
اللہ تعالیٰ ہی مُغنی ہے۔ وہ کاملین کو غنائے قلب عطا فرماتا ہے اور سائلین کو بامراد فرماتا ہے۔ امیر و فقیر سب کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

۱۹
مَانِعُ

مَنع عطا کی ضد ہے اور رَجُلٌ مَانِعٌ کے معنی مرد بخیل آتے ہیں منع کے معنی حمایت بھی آتے ہیں مَکَانٌ مَنِیْع ۔ وہ بلند مکان جو رہنے والوں کی حمایت کرسکیں ۔ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ (حشر) کافروں نے سمجھا کہ ہمارے قلعے ہم کو بچالیں گے ۔

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ منافقین کا قول اہل کفر سے ہے کہ ہم تم کو اہل ایمان سے بچاتے رہے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ مانع ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت فرماتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ مانع ہے کہ وہ اہل باطن کے ہاتھوں سے اہل حق کو بچاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ مُعطی و مَانع ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات)

اللہ تعالیٰ مانع ہے اور اس لئے ممنوعاتِ شرعیہ سے اس نے اہل اطاعت کو روک دیا ہے ۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنیوالوں کو لازم ہے کہ اہل ہوا وہوس کی صحبت سے پرہیز کریں کہ وہ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ میں داخل ہونے سے خود کو بچائیں ۔ لازم ہے کہ اعتماد و وثوق اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر قائم کریں ۔

واضح ہو کہ یہ اسم قرآن پاک میں نہیں ۔

۲۰-۲۱
اَلضَّارُّ النَّافِعُ

ضرر ۔ نقصان ۔ نفع ۔ فائدہ ۔

Marfat.com

یہ ظاہر ہے کہ ضرر و نفع خلقت کو ضرور پہنچتی ہیں اور ضرر و نفع کا وجود مختلف اعتبارات سے ہے ۔ دو شخصوں نے ایک سودا کیا ۔ ان میں سے ایک تو ضرر کی شکایت کرتا ہے اور دوسرا نفع کمانے پر خوش ہے ۔ سودا ایک ہے ۔

یہ حالات کس کے حکم کی تحت میں ہیں ۔ سورۂ جنّ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اہل عالم سے یہ فرما دیں قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا کہدے کہ میں تمہارے لئے ضرر اور فائدہ کا مالک نہیں ہوں ۔" جب سرور کائنات نے بھی یہ فرما دیا تو ظاہر ہے کہ اب ضرر و نفع کا مالک رب العالمین کے سوا اور کون ہو سکتا ہے اور اس لئے کہ یہ ہر دو نام اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ۔ ان دونوں کو بحالتِ مزدوج استعمال کرنا چاہیئے ۔

ہر دو نام قرآن پاک میں بطور اسمائے حسنیٰ استعمال نہیں ہوئے ۔

۲۲
اَلرَّشِیْدُ

رَشَدَ رُشْدًا اور رَشَادًا ۔ وَرَشِدَ رَشَدًا ۔ بمعنی ہدایت مستعمل ہوتا ہے ۔

نابالغ بچوں کی سنّ تمیز کے متعلق ہے ۔

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا ۔ "اگر اُن میں تمیز کا ہونا پایا جائے تو اُن کا مال اُن کے حوالہ کر دو ۔"

ابراہیم علیہ السلام کی عرفان طلب نگاہ حق بین کے متعلق ہے ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ ۔ "ابراہیم کو اس سے پیشتر ہدایت عطا کی تھی ۔"

رُشْد بضم اور رَشَد بفتح دونوں ہم معنی آتے ہیں ۔ بعض نے بتلایا کہ رَشَد خاص تر ہے رُشْد کا امور دنیویہ و اخرویہ میں ہو سکتا ہے مگر رُشْد صرف امورِ اُخرویہ کی نسبت مستعمل ہوتا ہے ۔

راشد اور رشید دونوں معنی فاعلیت کے لئے آتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفت میں فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۔

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۔

Marfat.com

فرعون کے متعلق ہے، وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٌ ۔
ہُود علیہ السلام کی قوم نے ہُود کو کہا تھا: اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ (ھود ۱۰)
اُن کی مراد رشید سے عقل و ہوش والا تھا نہ کہ منصبِ نبوّت پر فائز شدہ کیونکہ نبوت پر تو وہ ایمان ہی نہ لائے تھے۔

واضح ہو کہ یہ اسم بطورِ اسمائے حسنیٰ قرآن پاک میں موجود نہیں لیکن جب رَشِیْد بمعنی ھَادِیْ ہے تو معناً اسم کا صحیح ہونا ثابت ہو گیا اور روایت حدیث میں آجانے کے بعد وہ صحیح طور پر اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ رشید ہے وہی مسترشدین کی رہنمائی فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رشید ہے اور اسی کے افعال رشد و ہدایت پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ رَشِیْد ہے اس کے اور جملہ احکام و سنن۔ ہدیٰ میں صلاح و صواب۔ اور ارشاد و سداد پائی جاتی ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ دینِ حقہ کی تعلیم سے غافل نہ ہوں سیکھتے سکھلاتے۔ پڑھتے۔ پڑھاتے۔ ہدایت پر چلتے چلاتے رہیں۔

۲۲
الصَّبُوْرُ

صَبَرَ صَبْرًا فَهُوَ صَابِرٌ وَصَبِیْرٌ وَصَبُوْرٌ۔

صبر کے معنی لغت میں حبس و امساک ہیں۔ شرعاً مصیبت کے وقت عدم شکوی عدم اضطراب کا نام صبر ہے۔

صبر کا ذکر قرآن مجید کے ۹۰ مقامات پر آیا ہے اور اہل صبر کی مدح اللہ تعالیٰ نے اور طریقوں سے فرمائی ہے۔ ہم نے اس کی صراحت اپنی کتاب الجمال و الکمال تفسیر سورۂ یوسف) میں بیان کی ہے۔

صبر وہ صفت ممدوحہ ہے کہ اخلاق کریمہ کو صبر کے ساتھ مناسبت خاص ہے۔ اور اختلافِ مواقع سے اس کے نام بھی مختلف ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

مصیبت کے وقت اپنے آپ کو سنبھال لینے کا نام صبر ہے۔ اس کی ضد جزع ہے
جنگ میں قائم رہنے کا نام شجاعت ہے۔ اس کی ضد جُبن ہے۔
برداشت آفت کا نام رحبِ صدر ہے۔ ضد ضجر
رازداری کے کمال کا نام کتمان ضد مذل وغیرہ وغیرہ۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام "صبور" نہیں آیا۔ مخلوق کے لئے بھی صابر ہی آیا ہے صبور نہیں۔

اس کی تائید میں وہ حدیث پیش کی جا سکتی ہے جو جامع الاصول کے کتاب الصبر میں موجود ہے کہ صحیحین میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

لَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اذی سمعه مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّهٗ لیشرك به ويجعل لهٗ الولد ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ۔

"اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بُرائی اور اذیت پر جو سنی جائے صبر کرنیوالا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے فرزند مقرر کیا جاتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ درگزر کرتا ہے اور ان کو رزق دیئے جاتا ہے"

اب اسم صبور ہم معنی حلیم ٹھہر گیا، اور معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو دیکھتا برداشت کرتا مہلت دیتا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ خود بھی اعداء دین کے کلماتِ اذیت کو سُن کر برداشت کی عادت پیدا کریں۔ انبیاء و رُسل کی سُنن ہدیٰ میں سے صبر کرنا ہی ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

۲۴
رَازِق

رزق دینے والا۔ روزی بخش۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ رزق وسیع معنی میں آتا ہے کھائی جانیوالی چیزوں کو بھی رزق کہتے ہیں اور دیگر اشیاء کو بھی جن سے انسان

Marfat.com

تمتع حاصل کرتا ہے۔ مال و جاہ۔ علم و دولت وغیرہ رَزَقَنِیَ اللہُ العِلْمَ نے مجھے علم بخشا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ بھی کرتے ہیں۔ بعض نے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ کی تفسیر میں رزق کے معنی بارش بھی کئے ہیں اور بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ کے معنی یہ ہیں کہ شہداء پر نعم اخرویہ کا فیضان ہوتا ہے۔

رازق کے معنی رزق کا پیدا کرنے والا بھی ہیں۔ رزق کا عطا کرنے والا بھی اور رزق کا مسبّب بھی۔

۲۵
صَادِقُ

صدق اظہار اصلیت۔ دل و زبان کا ایک ہونا۔ وعدہ اور قول میں پکّا پورا اُترنا۔ قرآن پاک میں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللہِ قِیْلًا۔

دوسری آیت میں ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللہِ حَدِیْثًا۔

انہی آیات سے یہ اسم بنایا گیا ہے۔

جب یہ اسم بندہ کے لئے ہوتا ہے تب صدق سے تین اسم بنتے ہیں۔ صادق صدوق۔ صدیق۔ ان سب کی بحث ہماری کتاب "الجمال والکمال" میں ہے۔

۲۶
اَلْجَمِیْلُ

جمال۔ حُسن کثیر کو کہتے ہیں۔ حسن کا اطلاق جسم و بدن پر بھی ہوتا ہے اور اقوال و افعال پر بھی۔ جمیل وہ ہے جو محاسن کثیر والا ہے۔ جمیل وہ ہے جس سے خیر کثیر دوسروں کو حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا نام جمیل انہی معنی سے ہے۔ اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ کے معنی یہی ہیں کہ وہ ذاتِ پاک خود بھی اپنے بندوں کو خیر کثیر

Marfat.com

عطا کرنے والا ہے اور اُسے پسند بھی یہی ہے کہ اسی فعل کی پابندی بندے بھی کریں۔

۴- اَلْبَادِیْ

بَدَءَ کسی شے کو دوسری پر مقدّم کرنا۔ قدامت

بَدَأَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ کَمَا (انسان کی پہل مٹی سے ہوئی)

بَدَأَکُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ (جیسے تم کو شروع میں بنایا تھا۔ ایسا ہی اعادہ ہوگا)

اللہ تعالیٰ ہی بادی ہے اور اسی کی تقدیم سے ہر شے کو تقدیم ملتی ہے۔ اسی کی ظہور بخشی سے ہر شے ظہور میں آتی ہے۔

۵ اَلْوَافِیْ

وَفٰی۔ یَفِیْ وَفَاءً سے ہے۔ وفا کے معنی پورا کرنا۔ تمام کرنا۔ وعدہ کو پورا کرنا

اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ وہی نعمت کو پورا دینے والا ہے۔ وہی دنیا و آخرت کے وعدوں کو مکمل و تمام کرنے والا ہے۔

۲۷

بُرْهَان

بَرِهَ یَبْرَهُ سے سفید ہونا۔ رَجُلٌ اَبْرَهُ سفید رنگ کا مرد۔ اِمْرَاۃٌ برهاء سفید پوست کی عورت۔

بُرْهَان۔ بوزن فعلان ہے رجحان کی مثال۔

بُرْهَان روشن اور واضح دلیل۔ جو ابداً مقتضی صدق ہو۔ مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ بُرْهَان بطور اسم الٰہی کسی آیت سے ماخوذ ہے۔ مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ ہیں جن میں لفظ بُرْهَان آیا ہے۔

قُلْ هَاتُوْ بُرْهَانَکُمْ۔ (بقرہ۔ نمل۔ انبیاء۔ قصص)

Marfat.com

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ۔ (نساء)

لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ۔ (یوسف)

لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ۔ (مومنین)

فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ۔ (قصص)

۷۔ اَلْبَارُّ۔ نیکی کنندہ۔ اَلْبَرُّ کی شرح دیکھنی چاہیئے۔

۲۸ اَلشَّدِيْدُ

شَدّ لغت میں گرہ دینے کو کہتے ہیں۔ بعد ازاں اس کا استعمال جسم اور قوی اور عذاب کے استحکام میں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (بقرہ۔ آل عمران۔ انفال وغیرہ میں۔ اور شدید المحال سورۂ رعد میں بیان ہوئی ہے۔ اسی مقام سے الشدید کو بطور اسم بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۰۔ اَلرَّافِعُ

دیکھو الرَّفِيْع جو باب اوّل میں ہے۔

رفعت کا تعلق مکانات سے ہے وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ۔ جب ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔ اور بلندی مکان سے بلندی درجات کے معنی بھی لے لئے گئے ہیں۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ "ہم نے بعض کے درجے بعض پر بلند کر دیئے"۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلعم کے ذکر کو بلندی اور رفعت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ رافع ہے۔ رفعت کی جملہ اقسام اسی کی آستان سے ملتی ہیں۔

Marfat.com

۲۹

اَلْقَائِمُ

قَامَ یَقُوْمُ قِیَامًا سے فاعل قائم آتا ہے۔ قیام کے معنی حفاظت بھی ہے اَفَمَنْ ھُوَ قَائِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ ۔ اسی آیت سے یہ اسم لیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اسم قیوم ہے اور حدیث پاک میں قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ ہر دو اسماء کا مادہ بھی قیام ہے۔

اللہ تعالیٰ اَلْقَائِمُ ہے۔ ہر شے کی حفاظت اس کے احوال کے ساتھ فرمانا ہر شے کو برقرار رکھنا اسی کا کام ہے۔

۱۸- اَلدَّائِمُ

د و م کے معنی اصل سکون ہیں۔ محاورہ ہے دَامَ الْمَاءُ پانی ٹھہر گیا۔ نُھِیَ اَنْ یَّبُوْلَ الْاِنْسَانُ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ۔ منع کیا گیا ہے کہ انسان پیشاب کرے ٹھہرے ہوئے پانی میں "

عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے: کُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّادُمْتُ فِیْھِمْ ۔ میں ان لوگوں کو دیکھتا رہا۔ جب تک ان میں قیام کیا۔

اسرائیلیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا تھا: لَنْ نَّدْخُلَھَا اَبَدًا مَّادَامُوْا فِیْھَا "جب تک وہاں کے لوگ اس علاقہ میں آباد ہیں۔ ہم اس علاقہ میں داخل نہ ہوں گے"

قرآن مجید میں کسی آیت سے ایسا قرینہ نہیں ملتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم الدائم قرار دیا جاوے البتہ اسکے لغوی معنی "رہنے والا" "ٹھہرنے لگا" کے مفہوم کا اطلاق وسیع لے لیا گیا ہے۔

۳۰

اَلْوَاقِی

یہ وِقَایہ مصدر سے ہے۔ معنی وقایت میں ہے۔ کسی شے کو اس کی ضرر رساں

Marfat.com

واپذدہ چیز سے بچانا۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ (دہر) اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس دن کے شر سے بچایا۔

مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۰ اُن کا بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ؛

اللہ واقی ہے اور وہی ہم کو شر و عذاب سے بچانے والا ہے۔

۳۱
اَلْمُنِيْرُ

۳۲
اَلْقَدِيْمُ

۳۳
اَلسَّامِعُ

سمع۔ شنوائی

اَلسَّمِيْعُ۔ جو باب اول میں ہے

۳۴
اَلْمُعْطِىْ

عطا کنندہ۔

عطا و عطیہ عموماً انعام کے لئے آتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے انعامات دنیا و آخرت میں لاانتہا ہیں۔ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ (ایسے انعام۔ جو کبھی منقطع نہ ہوں۔ جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو) کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۱۵
اَلتَّامُّ

تمام الشئی کسی شے کے جملہ اجزا کا جمعیت پذیر ہو جانا۔ اس طرح پر کہ اب کسی شے کی اُسے ضرورت نہ رہے۔ بدر تمام۔ چودھویں رات کا چاند۔ لیل التمام موسم سرما کی سب سے لمبی رات۔

Marfat.com

تامّ۔ وہ جو اپنی ذات میں مکمل ہو جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ
اللہ پاک ہے نور (دین کو) کامل کر دینے والا ہے۔

۳۶

اَلْعَالِمُ

مالکِ علم۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم اس آیت سے لیا گیا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ملائکہ) سورہ انعام۔ سجدہ۔ سبا و
رحمٰن میں بھی عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ۔ وارد ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ مطلقاً "عالم" کہلانا ربّ العالمین ہی کے شایان ہے۔ انسانوں کو عالم کہنا محض اضافی ہے۔ علم الٰہی کے مقابلہ میں انسان کا علم وہی نسبت رکھ سکتا ہے جو سمندر کے مقابلہ میں اس قطرہ کی ہے جو سرِ زن پر لٹک رہا ہو۔

۳۷

اَلْاَبَدُ

زمانہ کی صفت میں آتا ہے۔ وہ زمانہ جو منقطع نہ ہو جس کی انتہا نہ ہو۔ کسی شخص کی تمام تر زندگی کا زمانہ۔
میں معلوم نہیں کر سکا کہ کس دلیل سے اس کو بطور اسم پاک شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں جتنی آیات میں لفظ ابد آیا ہے ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی اس طرف اشارہ نہیں صرف اتنی مناسبت کہ ابد زماں غیر منقطع کو کہتے ہیں۔ اسے داخل اسماء حسنیٰ کرنے میں کافی نہیں۔ واللہ اعلم

۳۸

اَلْوِتْرُ

وتر۔ ایک۔ یگانہ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو من کل الوجوہ وحدت حقیقی حاصل ہے

Marfat.com

اس لئے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو سکتا ہے۔ ایسے قرینہ والے سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت صحیح رکھتا ہو جیسے هُوَ اِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ میں موجود ہے۔

۳۹
اَلنَّاظِرُ

۴۰
اَلْحَنَّانُ

حن: شفقت و دلسوزی وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا حضرت یحییٰ کی صفت ہے شفقت چونکہ نوع از رحمت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام حَنَّان ٹھہرا۔ یہ نام بطور اسم پاک حدیث شریف میں منان کے ساتھ مل کر آیا ہے۔

۴۱
اَلْفَاتِحُ

فتح کے معنی: فیصلہ۔ مدد۔ علوم و معارف وغیرہ ہیں۔

نَصْرٌ مِنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ "اللہ کی مدد اور قریب کی فتح"

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ۔ "اللہ کی مدد اور قریب کی فتح"

وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ "تو تمام پیچیدگیوں کا بہتر کھولنے والا ہے"

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا "ہم نے تجھ کو فتح مبین عطا کی"

اللہ تعالیٰ کا اسم اَلْفَاتِحُ ان جملہ اعتبارات سے صحیح ہے۔ فتح بمعنی فیروزی اس لئے آتا ہے کہ ملک مفتوحہ کی سرحدات و قلعہ جات اور موانع فتح کنندہ پر کھل جاتے ہیں۔ سلاطین عثمانیہ میں سے اسی لئے سلطان محمد کو محمد الفاتح کہا جاتا ہے کہ اس نے ۱۴۳۲ء میں قسطنطنیہ فتح کیا تھا۔

Marfat.com

۴۲
اَلْمُثِیْبُ

ثواب دہندہ۔ ثواب کسی شے کا عمل کے بعد اس حالت پر پہنچ جانا۔ جو ابتدائے فکر میں مقصود عمل تھی۔

ثوب بمعنی جامہ اس لئے ہے کہ کاشت پنبہ اور غزل و فتل اور نسیج کا آخری مقصود بہ صورت جامہ ہے۔

ثواب اجر عمل۔ جو عمل کا مقصود تھا۔ ثواب کا اطلاق جزائے خیر و شر دونوں کے لئے آتا ہے۔ مگر استعمال میں جزائے خیر کے لئے زیادہ تر مستعمل ہے۔ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ــــ اللہ تعالیٰ کا نام مثیب اس لئے بھی ہے کہ اعمال حسنہ کا ثواب احسن عطا فرمائے گا اور اس لئے بھی کہ اعمال سیئہ کا ثواب ان اعمال کے مطابق ملے گا۔

۴۳
اَلْمُدَبِّرُ

دُبر۔ پشت وانجام۔ تدبیر معاملات کے انجام کی فکر اور انتظام قرآن مجید میں یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ (سورہ رعد) اور یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ بعد میں آیا ہے اور انہی آیات سے اسم اَلْمُدَبِّر کا استخراج کیا گیا ہے۔

۴۴
فرد

فرد وہ شے جس میں کوئی دوسری شے شامل نہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی شانِ احدیت و وحدیت کی وجہ سے فرد کہا گیا ہے کیونکہ وہی پاک ذات اپنی احدیت میں منفرد ہے فقط۔

Marfat.com

۴۵
اَلعَادِلُ

عَدْل برابری۔مساوات۔عدل بالفتح۔وہ مساوات جو اشیا و حقوق غیر محسوسہ میں ہو۔عدل بالکسر۔وہ مساوات جو اشیائے محسوسہ میں ہو۔اللہ تعالیٰ عادل ہے کیونکہ اسی نے عدل و احسان کا امر فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔

۴۶
اَلقَابِلُ

قابل التوب اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن مجید میں ہے کہ وہ توبہ کو قبول کرنیوالا ہے اس کو مخفف کر کے القابل اسم بنالیا گیا ہے۔

۴۷
اَلسَّرِیعُ

قرآن مجید میں سَرِیعُ الْحِسَاب اور سَرِیعُ الْعِقَاب وارد ہوا ہے اسی کو مخفف کر کے السریع اسم بنایا گیا ہے۔کسی جگہ منفرد حالت میں بطور اسم مستقل نہیں ہوا۔

۴۸
اَلمُتَفَضِّلُ

فضل بزرگی۔دوسرے کے مقابلہ میں برتری فضل کی تین اقسام ہیں۔

فضل جنسی، حیوان جماد سے افضل ہے۔

فضل نوعی: گھوڑا گدھے سے افضل ہے۔

فضل شخصی، زید خالد سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم ہے۔اسی سے متفضل اسم بنالیا گیا ہے۔جو معناً صحیح ہے۔

۴۹
مَعِیْنُ

عون سے مَعِین۔مددرساں۔اعانت کنندہ ہیں۔دراصل وہی مدد فرمانے

والا ہے۔ اور اسی سے استعانت و مدد کی درخواست ہوتی ہے۔ تفصیل المستعان کے تحت میں دیکھو۔

قرآن مجید میں یہ لفظ بایں معنی نہیں آیا۔ البتہ بطور اسم یا ظرف بمعنی چشمۂ آب آیا ہے۔

۵۰
اَلْمُنْعِمُ

نعمت سے ہے۔ نعمت اصل لغت میں استلذاذ کو کہتے ہیں۔ جو کسی شے سے حاصل ہو۔ پھر ہر ایک شے کو جو انسان کی صحت و قوت و فرحت کی افزونی کا باعث ہو نعمت کہنے لگے۔

نِعمت بالکسر حالت کو ظاہر کرتی ہے جیسا کہ جِلسہ و رِکبہ نشست و سواری کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔

نَعمت بفتح۔ فعل کے وقوع کو جو ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہو۔ ظاہر کرتا ہے۔ جیسے ضَربہ۔ وشتمہ

قرآن مجید میں لفظ نعمت قلیل وکثیر۔ مادی و روحانی جملہ اقسام پر وارد ہوا ہے۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ۔	"اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو دی"۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔	"اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو سب کا شمار نہیں کر سکو گے"۔
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔	"میں نے تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور میں خوش ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہو"۔

انعام کے معنی دوسرے پر احسان کرتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ منعم علیہ بھی ذوالعقول میں سے ہونا چاہیئے مثلاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں شخص نے فلاں مکان کو انعام دیا یا فلاں جانور پر انعام فرمایا ہے"۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (زخرف) "عیسیٰ تو وہ بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا ہے"

اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے۔

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ "اللہ نے بھی اس پر انعام کیا اور تو نے بھی اس پر انعام کیا"

اللہ تعالیٰ مُنْعِم ہے اور اس کی نعمتیں حد و شمار سے افزون ہیں۔

اللہ تعالیٰ مُنعم ہے اور اس نے سب سے بڑی نعمت دینِ اسلام ہم کو عطا فرمائی ہے

اللہ تعالیٰ مُنعم ہے اور ظاہری و باطنی نعمتوں کو اس نے بکثرت عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ منعم ہے اور نعمت وہی ہے جو منجانب اللہ ہو۔

اللہ تعالیٰ منعم ہے اسی کے آستان پر ہمارا سوال نعمت ہے۔

بندہ کو لازم ہے کہ اس منعم حقیقی سے اس نعمت کا سوال کرے جو بندگانِ خاص کو عطا ہوتی رہی ہے۔ فانی نعمتوں کا سوال بے خبری ہے اور شہنشاہ سے کوڑیوں کا سوال سراسر حماقت۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ "الٰہی جو نعمت تو نے مجھے اور میرے والدین کو دی ہے اس کے شکریہ کی توفیق بھی مجھے دے کہ تیرے پسندیدہ عمل کیا کروں۔ الٰہی میری اولاد کو بھی نیک بنادے میرا رجوع تیری طرف ہے اور میں تیرا فرمانبردار ہوں"

اسم منعم کا استخراج آیاتِ قرآنیہ سے راقم نے کیا تھا۔ من بعد فتح الباری کے دیکھنے سے مجھے اطمینان قلب حاصل ہو گیا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی اسے اسمائے حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔

Marfat.com

۵۲

اَلشَّافِیُ

شفاء شفآء (ض) سے ہے ۔شفا ۔ تندرستی ۔ افزونی ۔

اللہ تعالیٰ نے شہد کی تعریف میں فرمایا ہے ۔

فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۔ "اس میں لوگوں کے لئے صحت ہے ۔"

قرآن مجید کی صفت میں فرمایا ۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (اسرائیل ع ۹) "قرآن کا ہر حصہ اہل ایمان کے لئے شفاء و رحمت ہے ۔"

دوسرے مقام پر قرآن پاک کی صفت میں ہے ۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (یونس ع ۶) "اے لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی صحت پہنچی ہے ۔ یہ مومنین کے لئے ہدایت و رحمت ہے ۔"

قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ ۔ (فصلت ع ۶) "کہدے کہ یہ قرآن اہل ایمان کے لئے ہدایت اور شفاء ہے ۔"

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفت میں فرمایا ۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (شعراء) "جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تب وہی ہے جو مجھے صحت عطا کرتا ہے ۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادعیہ میں سے ہے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ ۔ "اللہ کا نام بچاؤ ہے ہر شے سے جو تجھے ایذا دیتی ہے ۔ اللہ تجھے شفا دے گا ۔"

دوسری دعا ہے ۔

اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ "اے انسانوں کے پالنے والے خوف و خطر دور کردے

Marfat.com

وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

اور صحت وشفاء بخشدے، شافی تو ہی ہے۔ تیری ہی شفا کا نام شفا ہے ایسی شفا کر، جو کوئی بیماری باقی نہ رہنے دے۔

اللہ تعالیٰ شافی ہے۔ اُس نے امراض جسمانی کے لئے گوناگوں ادویہ بنائی ہیں۔ اُن میں بوقلموں تاثیر رکھی ہیں۔ شہد وغیرہ ازاں جملہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ شافی ہے اس نے امراض روحانی کے لئے آیات قرآنیہ کو نازل فرمایا ہے جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ مختلف اعضا کی بیماریاں مختلف ہیں اسی طرح آیاتِ قرآنیہ میں بھی الگ الگ بیماریوں کی دوا ہے۔

لوگوں نے اتنی بات تو سمجھی کہ آیاتِ قرآنیہ میں شفا ہے۔ مگر پھر قصورِ فہم سے اس کو صرف امراض جسمانی تک محدود سمجھا اور آگے نہ بڑھے۔ اس میں شک نہیں کہ آیات کا استعمال امراض جسمانی۔ اور امراض مادی میں بھی کیا جاتا ہے۔ مگر اسکے فوائد حقیقی تو امراض قلب اور عوارض روحی میں بہت زیادہ ہیں۔ عوام میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو روحانی امراض کے علم سے ہی بے بہرہ ہیں اور پھر بڑی تعداد ان کی ہے جو ان امراض کا آیات سے علاج کرنا نہیں جانتے۔

محض قلب کے متعلق امراض ذیل کا پتہ کتابِ حمید سے لگتا ہے۔

ریبِ قلب۔ نفاقِ قلب۔ غمرۂ قلب۔ رانِ قلب۔ لہائے قلب۔ انصرافِ قلب۔ اغلالِ قلب۔ اکنانِ قلب۔ انطباعِ قلب، ختامِ قلب، اقفالِ قلب، زیغِ قلب، قساوتِ قلب، عمیانِ قلب۔

ان امراض کیساتھ ان کی علامات وطریقۂ تشخیص وعلاج بھی اسی کتاب پاک میں موجود ہیں۔

کسی نسخہ کے استعمال کا طریق یہ نہیں کہ کتاب طب کا ورق گھول کر پی لیا جائے بلکہ اُن ادویہ کا استعمال ضروری ہے جن کو کتاب نے تجویز کیا ہے شافی مطلق کے ہاتھ میں شفاء ہے وہی امراض جسمانی میں ادویہ مادی سے صحت جسم عطا فرماتا ہے اور وہی عوارض میں تدابیر روحی سے شفاء حقیقی بخشتا ہے۔

اس اسم پاک کا تعلق انسان کو حکیم مطلق کے دروازہ تک پہنچاتا ہے اور برأتِ مرض کی راہ اُسے دلالت ہے۔

مبارک ہیں جو صحتِ عاجلہ و آجلہ اور شفاء اصلہ وکاملہ کی تلاش میں دوا و درمان کی طلب رکھتے ہیں۔ الٰہی ہم پر یشف صدور قوم مؤمنین کی تجلی نازل فرما۔

باب سوم

ناظرین کے اتمام مطالعہ اور شائقین کی تکمیل فائدہ کی غرض سے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذاتِ پاک کے لئے جن مرکب اسماء کا استعمال ہوا ہے ان کا اندراج بھی معہ ترجمہ کر دیا جائے۔ یہ ۱۵ نام ہیں:

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۱	رَبُّ الْعَالَمِین	تمام جہانوں کا پالنے والا	سورہ فاتحہ
۲	رَبُّ الْعِزَّۃ	عزت کا مالک	صافات
۳	رَبُّ الْعَرْش	عرش کا پروردگار	المومنون
۴	وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃ	مغفرت کو زیادہ وسعت دینے والا	نجم
۵	اَھْلُ التَّقْوٰی	تقویٰ کا مالک	مدثر
۶	اَھْلُ الْمَغْفِرَۃ	مغفرت کا مالک	مدثر
۷	خَیْرُ الْغَافِرِین	سب سے زیادہ گناہوں کو ڈھانپ دینے والا	اعراف
۸	اَحْکَمُ الْحَاکِمِین	سب حاکموں سے بڑھ کر حکم دینے والا	ہود
۹	خَیْرُ الْحَاکِمِین	سب سے بہتر حکم دینے والا۔	اعراف
۱۰	مَالِكُ الْمُلْكِ	ملک کا مالک	آل عمران

لہ عنا مَالِكَ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔ حدیث ترمذی میں بطور اسم واحد کے آیا ہے۔ اب تک جس قدر اسماء آئے وہ سب منفرد تھے مگر یہ اسم تو مرکب ہے اور حالت ترکیبی میں بھی اُسے دو نام (الف) مالك الملك (ب) ذوالجلال والاکرام شمار کر سکتے ہیں۔ مگر روایت کا اتباع ضروری ہے۔ (ص پر دیکھئے)

Marfat.com

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۱۱	خَیْرُ الرَّازِقِیْن	سب سے بہتر رزق دینے والا	مائدہ
۱۲	خَیْرُ النَّاصِرِیْن	سب سے بہتر مدد کرنے والا	آل عمران
۱۳	اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن	سب سے بہتر صورت بنانے والا	صافات
۱۴	خَیْرُ الْحَافِظِیْن	سب سے بہتر حفاظت کرنے والا	
۱۵	قَابِلِ التَّوْبِ	توبہ قبول کرنے والا۔	
۱۶	غَافِرِ الذَّنْبِ	گناہوں کو معاف کرنے والا	
۱۷	ذُو الطَّوْلِ	جود و سخا والا	
۱۸	ذُو الْمَعَارِج	بلندیوں کا مالک	
۱۹	ذُو الْقُوَّة	قوت والا	
۲۰	ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام	جلال و اکرام والا	
۲۱	نِعْمَ الْمَوْلٰی	بہترین آقا	
۲۲	نِعْمَ النَّصِیْر	بہترین مددگار	
۲۳	خَیْرُ الْوَارِثِیْن	بہترین وارث	
۲۴	فَالِقُ الْاِصْبَاح	صبحوں کا پیدا کرنے والا	

مَالِكَ الْمُلْك :

مُلک : اور مِلک بلحاظ نتیجہ ایک ہی ہیں تاہم مُلک اپنے معنی میں خاص ہے ہر ایک مُلک داخل مِلک ہوتی ہے مگر ہر ایک مِلک میں معنی مُلک حاصل نہیں۔

مُلک : اُس منضبط و محدود شے یا اشیاء کا نام ہے جس پر تصرّف بالحکم حاصل ہو مُلک۔ جب اللہ کی طرف اضافت رکھتا ہو۔ تب اس کا معنی وہ حق دائم ہے جو اللہ تعالیٰ کو جملہ مخلوق پر حاصل ہے انہی معنی میں ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ تغابن ا

مالك الملك قرآن مجید میں صرف آل عمران میں آیا ہے: قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِكَ

Marfat.com

الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء۔

لیکن اسی معنی میں دیگر آیات پائی جاتی ہیں خالکم اللہ ربکم لہ الملک (ملائکہ زمر)

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۲۵	فالق الحب والنوی	دانہ اور گٹھلی کو اُگانے والا	
۲۶	رب الفلق	نور صبح کا پروردگار	
۲۷	رب الناس	نوع بشر کا پروردگار	
۲۸	ملک الناس	نوع بشر کا بادشاہ	
۲۹	الٰہ الناس	نوع بشر کا معبود	
۳۰	نعم الوکیل	بہترین وکیل	
۳۱	رفیع الدرجات	بلند ترین درجات والا	
۳۲	کاشف الضر	نقصان کو دور کرنے والا	
۳۳	خیر الفاصلین	بہترین فیصلہ دینے والا	انعام
۳۴	اسرع الحاسبین	سب سے جلد تر حساب کرنے والا	انعام
۳۵	خیر المنزلین	سب سے بہتر جگہ دینے والا	مومنون
۳۶	ذوالفضل العظیم	فضل عظیم کا مالک	
۳۷	ذوانتقام	سزا دینے والا	
۳۸	متم النعمہ	نعمت کو مکمل کرنے والا	
۳۹	کاتب الرحمۃ علی نفسہ	اپنی ذات پر رحمت کو لکھ دینے والا	
۴۰	المجیر	پناہ دہندہ	
۴۱	المرھوب	ہیبت والا	
۴۲	المستجار	جس سے پناہ مانگی جائے	
۴۳	المستعار	جس سے استعارہ کیا جائے۔	

Marfat.com

نمبر شمار	نام	ترجمہ
۴۴	المَعَاذ	پناہ
۴۵	المَلْجَاء	ٹھکانا
۴۶	اَلْمُنْجِیْ	نجات دہندہ
۴۷	المستغاث	فریاد سُننے والا
۴۸	قدیم الْاِحسان	ہمیشہ سے احسان کرنے والا
۴۹	دائم المعروف	ہمیشہ سے بخشش و بخشائش والا
۵۰	قاضی الامور	معاملات کا فیصلہ کرنے والا
۵۱	مقلب القلوب	دلوں کو بدل دینے والا

فصل

ممادح سلبیہ کے بیان میں

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے آشکارا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا بیان اسالیب سلسلہ میں ہوا ہے یعنی الفاظ کا استعمال صنفی شکل میں ہے مگر اس سے ایک خاص مدح خاص صفت خاص شان نمایاں ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس کا علم بھی ضروری ہے اور وجوب دین میں سے ہے اور فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ عیوب و نقائص اور حیاس و واس سے مبرا و اعلیٰ الیقین کیا جائے لہٰذا جو کلمات بطور ممادح سلبیہ وارد ہوئے ہیں ان کا ذکر بھی ضروری ہے تاکہ تسبیح و تحمید کی جامعیت پیدا ہو جائے۔ ہم اسے نقشہ کی صورت میں درج کریں گے۔ یہ ۲۴ نام ہیں۔

Marfat.com

نمبر شمار	نام سلبیہ	ترجمہ	حوالہ
۱	لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ	حواس انسانی اس کا ادراک نہیں کر سکتے	انعام
۲	لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ	اُونگھ یا نیند کا اس پر اثر نہیں۔	بقرہ
۳	لَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا	زمین و آسمان کی حفاظت اُسے نہیں تھکا سکتی	آل عمران
۴	لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ	وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔	بقرہ
۵	لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا	کسی جان کو اسکی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا	حج
۶	مَا جَعَلَ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ	دین میں کوئی حرج نہیں رکھا۔	زُمر
۷	لَا یَرْضٰی بِعِبَادِہِ الْکُفْرَ	اپنے بندوں کے لئے کفر پر خوش نہیں	زُمر
۸	لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔	وہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔	بقرہ
۹	لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ عِنْدَہٗ	اس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔	ق
۱۰	لَا یُجَارُ عَلَیْہِ	اُس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا	
۱۱	لَا یُطْعَمُ	وہ کسی کے رزق کا محتاج نہیں۔	انعام
۱۲	لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْمُلْکِ	مُلک میں اس کا کوئی شریک نہیں	انعام
۱۳	لَہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ	کوئی بیچارگی کا یاری دہندہ درباں نہیں	اسرائیل
۱۴	لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ	اس کی مثال جیسی بھی کوئی شے نہیں	شوریٰ
۱۵	لَمْ یَلِدْ	وہ کسی کا فرزند نہیں	اخلاص
۱۶	وَلَمْ یُوْلَدْ	اس کا کوئی فرزند نہیں	اخلاص
۱۷	وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ	کوئی بھی اس کی کفو کا نہیں	اخلاص
۱۸	لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ	وہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا	آل عمران
۱۹	لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ	اس سے ذرہ برابر چیز دور نہیں۔	سبا
۲۰	ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا	اس نے جورو بچہ نہیں بنایا	جن
۲۱	ما اتخذ اللہ من ولد	اس نے کسی کو بیٹا نہیں ٹھہرایا	مومنون
۲۲	لا یضل ربی ولا ینسیٰ	میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے	طٰہٰ

Marfat.com

نمبر شمار	نام تلبیہ	ترجمہ	حوالہ
۲۳	لا یُضیع اجر المحسنین	وہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا	ہُود
۲۴	لا یُحِبُّ اللّٰہُ الجَہرَ بِالسُّوٓءِ	بدی اور برائی کی اشاعت کو پسند نہیں کرتا	نساء
۲۵	لا یحبُّ المعتدین	حد توڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۲۶	لا یحب من کان مختالاً فخورا	وہ فخر کرنیوالے متکبّر کو پسند نہیں کرتا۔	نساء
۲۷	لا یحبُّ الخائنین	خیانت کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا	انفال
۲۸	لا یحبُّ کُلّ خوان کفور	خائن۔ ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔	
۲۹	لا یُحِبُّ الفَرِحِین	اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۰	لا یحبُّ المُفسِدِین	فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔	
۳۱	لا یحبُّ الکٰفِرِین	کافروں کو پسند نہیں کرتا	
۳۲	لا یحبُّ المُسرِفِین	فضول خرچ والوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۳	لا یحبُّ المُستَکبِرِین	تکبّر کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۴	لا یحبُّ الظّٰلِمِین	ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔	
۳۵	لا یحبُّ کُلّ کفّارٍ اثیم	ناشکر گزار اور گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا	
۳۶	لا یخفیٰ علیہ شیءٌ	کوئی شے بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں	آل عمران
۳۷	لا یرضیٰ عن القوم الفاسقین	فاسق قوم سے رضامند نہیں	توبہ ع
۳۸	لا یُسئَلُ عمّا یفعل	اُسکے فعل کی بابت کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا	انبیاء ع ۲
۳۹	لا یستحیٖ من الحقّ	سچ کہنے میں کسی کا دباؤ نہیں مانتا	احزاب ع
۴۰	لا یغفر ان یشرک بہ	معاف نہ کریگا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے	نساء
۴۱	ما یُمسِکُہُنّ اِلّا الرّحمٰن	اللہ کے سوا کوئی اس کو نہیں تھامتا	ملک
۴۲	لا یَہدِی کَیدَ الخائنین	خیانت والوں کی چالوں کو نہیں چلنے دیتا	یوسف

Marfat.com

باب چہارم

اسماء حسنیٰ کے متعلق جسقدر لکھا جا چکا ہے اس سے ایک طالب سالک اور شائق صادق عمدہ معلومات حاصل کر سکتا ہے اور بقدر فہم و ہمت خود ذات پاک کے متعلق کافی عرفان کا ذخیرہ علمی حیثیت سے جمع کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عملی حیثیت سے ہم کو ان اسماء حسنیٰ کے انوار و علوم سے فیضیاب فرمائے۔ آمین

لیکن ناظرین کو یہ ضرور معلوم کر لینا چاہیئے کہ صرف اسی قدر اسماء حسنیٰ پر اسلام نے اکتفا نہیں کیا بلکہ اس بحر ناپیدا کنار کی وسعت پر ایک عجیب پیرایہ میں لطیف اشارہ فرمایا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما قال عبدا صابہ ھم او حزن۔

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وابن امتك۔ ناصیتی بیدك ماضٍ فی حکمك عدلٌ فی قضاءك اسألك بكل اسم ھو لك۔ سمیت بہ نفسك او انزلتہ فی کتابك او علمتہ احدًا من خلقك او استأثرت بہ فی علم الغیب عندك ان تجعل القرآن مربیع قلبی

ابن مسعود کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی بندہ کو کوئی رنج و غم ہو اور وہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم و رنج دور فرما دے گا اور غم کو خوشی سے بدل دیگا

ترجمہ دعا یہ ہے: یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے غلام کا بیٹا تیری لونڈی کا جایا۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے لئے عین انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر ایک نام کے ذریعہ سے جو بھی تیرا نام ہے اور جس نام سے بھی تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنی مخلوق

Marfat.com

وَنُورَ صَدْرِي وَجَعَلَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي وَغَمِّي إِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَغَمَّهُ وَاَبْدَلَهُ مَكَانَ حُزْنِهِ فَرَحًا۔

میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنے خزانہ غیب میں محفوظ رکھا ہے کہ تو قرآن پاک کو میرے دل کی بہار میرے سینہ کا نور، میرا غم رُبا میرا رنج وغم و درد کو دور کرنے والا بنا دے۔)

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے۔ احمد و ابو یعلی کے سب راوی (ابو سلمہ جہنی) کے سوا رجال صحیح ہیں۔ ابو سلمہ کی توثیق ابن حبان نے کر دی ہے۔ ابو عوانہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اور حدیث کی تصحیح کر دی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ ۹۹ ناموں کا ذکر حدیث ترمذی میں صرف اس اعتبار سے ہے کہ اس قدر اسماء کا حفظ و احصاء داخلہ جنت کا سبب ہے۔

ہاں حدیث بالا پر مکرر غور کرو کہ اَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ میں جملہ کتب سماویہ بھی آ جاتی ہیں کیونکہ حدیث میں لفظ کتاب بطور جنس مستعمل ہوا ہے لہٰذا حدیث بالا اُن اسماء کو بھی گھیر لیتی ہے جو عربی کے سوا کسی اور زبان میں کسی رسول و نبی کو بتائے گئے ہیں۔

اہل کتاب کا بیان ہے کہ عبرانی میں ہمارے رب کا نام (یہوہ ۔ ی، ھ، و، ھ) ہے زبور میں عموماً یہی نام مستعمل ہوا ہے۔ اردو تراجم میں اس کو یہوداہ لکھا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے مخاص (درد زہ) کا عمل قول الجمیل میں تحریر فرمایا ہے۔ جس کے آخر میں اِهْيًا اِشْرَاهِيًا بھی دو کلمے آتے ہیں۔ پھر تفسیر درمنثور کے حوالہ سے اعمش کا قول نقل کیا ہے کہ یہ ہر دو کلمے موسیٰ علیہ السلام کی دعا میں وارد ہوئے ہیں اور ان کے معنی ہیں ؎ اے زندہ ہر شے سے پہلے اے زندہ ہر شے کے بعد۔

ہمارے علماء نے جبرئیل۔ میکائیل اسرائیل کے معانی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ: ”ایل“ عبرانی میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ انجیل متی میں حضرت مسیح کا یہ فقرہ اب تک بطور اصل مقولہ کے محفوظ ہے۔

”ایلی ایلی لما سبقتانی“۔

Marfat.com

جس کا عربی ترجمہ ان الفاظ میں ہو سکتا ہے۔

الٰھی الٰھی لم سبقتنی ؛ یعنی "اے اللہ، اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"؟

فارسی زبان والے عموماً لفظ خدا کو بطور اسم الٰہی استعمال کرتے ہیں اور اس کے معنی خود آئندہ بتلا کر شرح یہ کیا کرتے ہیں۔ خدا وہ ہے جس نے خود بخود ظہور فرمایا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر خداوند کو بمعنی خدا استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ "وند" حرف تشبیہ ہے اور اس کے معنی تمثیل خدا ہیں۔

شاعروں نے اور ترقی کی تو امراء و سلاطین کو خداوند کہنے لگے۔ اسی طرح لفظ "خدائگان" بنا لیا گیا۔ اس کے معنی بھی مثیل خدا ہیں۔ عیسائیوں نے اسی لئے لفظ خداوند کو مسیح کے لئے خاص کر لیا ہے۔

زرتشتی مذہب والے میزآن کو بطور اسم الٰہی استعمال کرتے ہیں مگر اس کے بالمقابل لفظ "اہرمن" بھی ان کے ہاں موجود ہے۔ لہٰذا یزدان کے معنی خالق خیر اور اہرمن کے معنی خالق شر سمجھتے ہیں۔ لفظ ایزد وہی یزدان ہے۔ دراصل ان الفاظ میں دو خالقوں کے وجود کا عقیدہ پنہاں ہے۔

زرتشت سے پیشتر ایرج نژاد لوگ غالباً لفظ "ہرمز" کو بطور اسم الٰہی استعمال کرتے تھے۔ مگر متاخرین میں تو یہ نام ایسا عام ہے کہ پیسیوں بادشاہوں اور اہل حکومت کا یہی نام پایا جاتا ہے۔

ہندوستان میں نارائن بطور اسم الٰہی مروّج ہے مگر اس کا ترجمہ پانی پر سونے والا کیا جاتا ہے اور اس لئے صفت الٰہی نہیں بن سکتا۔

زیادہ محقق لوگ "ایشر" کو اسم الٰہی کہتے ہیں۔ مگر بہت پنڈت پرم ایشر (پرمیشر) اس کا نام بتاتے ہیں۔ پرم علامت افعل التفضیل ہے۔ جو اسے صفت ربانی بنانے کے لئے بڑھا دی گئی ہے۔ اس لئے تامل ہوتا ہے کہ کیا خود "ایشر" اسم ذات تھا۔

آریہ لوگ لفظ "اوم" کو بطور اسم ذات بتاتے ہیں۔ مگر سناتن والوں کا یہ اعتراض نہایت سنگین ہے کہ لفظ "اوم" خود وید کے اندر کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

Marfat.com

سکھ لوگ عموماً لفظ "واہ گورو" کا استعمال بطور اسم ذات کرتے ہیں۔ اس کا ترجمہ ہے،۔
"عجیب استاد" یہ مرکب ہے۔ اصطلاح کے بعد اس کے معنی ذاتِ الٰہی سمجھے جاتے ہیں۔
وہ اکال پرکھ کہا کرتے ہیں اس کا ترجمہ ہے "وہ وجود جسے موت نہیں۔ لہٰذا یہ لَا یَمُوْتُ کا ترجمہ ہے۔

بعض ہندو فرقے لفظ بے انت کو بطور اسم الٰہی سمجھتے ہیں اس کا ترجمہ لفظ لبد ہے
ایک سکھ مجھے سرہند ملا۔ وہ بالکل نئے دعوے کا شخص تھا۔ خود کو گیارھواں گورو سمجھتا تھا۔ وہ گھر۔ گھمبیر کو اسم الٰہی بتلاتا تھا۔ گھر گھمبیر کا ترجمہ سمندر کی وہ گہرائی ہے جو انسان کی دریافت سے باہر ہو یعنی ہندی زبان میں اُسے اتھاہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ بھی گورو گرنتھ صاحب میں آیا ہے۔ مگر بطور صفت اور یہ ظاہر ہے کہ اسم ذاتی اسے نہیں کہا جا سکتا۔
الغرض ان اسماء کا یہی حال ہے۔ جو بکثرت ہماری سماعت میں آتے ہیں۔
سند اور معنی کے لحاظ سے ہم پر یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ کیا اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ کی شان ان پر صادق آتی ہے۔

ایک مسلمان کے لئے صرف انہی اسماء پر اکتفا کرنی چاہیئے جو قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور روایت صحیحہ ثابت ہیں۔ طریق بے خطر اور صراط مستقیم یہی ہے۔ ہم کو وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۔ کا حکم بھی ملا ہوا ہے۔ یعنی اس طریق کو چھوڑ دو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد اختیار کیا ہے۔
اس آیت پر غور کرتے ہوئے مجھے تو لفظ "خدا" کے استعمال میں بھی تامل ہونے لگا ہے گو اس انکشاف سے پیشتر خود بھی ہزاروں جگہ اس کا استعمال ذاتِ الٰہی پر کرتا رہا ہوں۔
امید ہے کہ اس فصل کے مطالب پر غور کے بعد اہل ایمان صرف ان اسماء کو بطور اسماء حسنیٰ استعمال کرنے پر اکتفا کریں گے۔ جو سند اور معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ دیگر اسماء کا استعمال نہ کرنا ہی داخل احتیاط اور لائق تعظیم رب الناس ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَهُوَ يَهْدِيْ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ

Marfat.com

اسم اعظم کا بیان

واضح ہو کہ ابو جعفر طبری اور ابوالحسن اشعری اور ان سے مابعد کے چند اہل علم مثلاً ابو حاتم بن حبان اور قاضی ابو بکر باقرانی کا قول ہے کہ اسماء حسنیٰ میں سے بعض کو بعض پر تفضیل دینا جائز نہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض نے امام مالک کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ وہ قرآن مجید کے بعض حصہ کو بعض پر تفضیل دینا مکروہ سمجھتے تھے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ جس روایت میں "اسم الاعظم" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ وہاں اعظم بمعنی عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا تو ہر ایک نام ہی عظمت والا ہے۔ ابو جعفر طبری کا قول ہے کہ "اسم الاعظم" کی تعیین میں آثار مختلفہ موجود ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ سب ہی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی روایت سے یہ پایا نہیں جاتا کہ یہی اسم سب سے بزرگ تر ہے اور اس سے بزرگ تر کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نام ہی "اعظم" ہے یعنی عظیم ہے۔" ابن حیان کا قول یہ ہے۔

"روایات میں جس اعظمیت کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والے کو ثواب مزید ملتا ہے۔"

اسی امر کا اطلاق قرآن مجید کے متعلق بھی کیا جاتا ہے ———————

بعض نے کہا، اسم اعظم سے مراد ہر ایک وہ اسم باری تعالیٰ ہے جسے بندہ اپنی دعا میں شامل کرتا۔ اور خود کو اسی کے معنی مستغرق کر دیتا ہے۔ بے شک یہی وہ حالت ہے جس پر قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اس قول کو امام جعفر الصادق اور جنید وغیرہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ، اسم الاعظم کا علم صحیح اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو نہیں۔

Marfat.com

اب رہ جاتے ہیں وہ علماء جنہوں نے اسم الاعظم کا تعین کیا ہے مگر اس تعین کرنے میں ان کے اقوال مختلف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے (۱۴) اقوال ملے ہیں۔

اوّل

اسم اعظم "ھُوَ" ہے۔ یہ قول امام رازی نے بعض اہل کشف سے نقل کیا ہے اور دلیل یہ کہ عظیم الشان کی بارگاہ میں کسی قول کو اس کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ تو نے ایسا کہا ہے بلکہ کہا کرتے ہیں کہ انھوں نے ایسا کہا۔ آقا نے ایسا کہا۔ یعنی طریق ادب یہی ہے۔

دوم

اسم اعظم "اللہ" ہے۔ یہی اسم ہے جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہیں کیا جاتا۔ اور یہی اسم ہے جس کی جانب جملہ اسماء کی صفت کی جاتی ہے۔

سوم

اسم اعظم "اَللّٰہُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ" ہے۔ غالباً اس کی سند وہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو ابن ماجہ میں ہے کہ صدیقہ رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں دعا مانگی،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰہَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰی كُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا مَا لَمْ اَعْلَمْ۔

یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء کے اندر ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کی سند بھی ضعیف ہے، اور اس استدلال میں بھی تامل ہے۔

چہارم

اسم اعظم اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔ یہ قول ترمذی کی حدیث

Marfat.com

اسماء بنت یزید پر مبنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نام اسم اعظم ان دو آیتوں کے اندر ہے

(الف) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔

(ب) سورۂ آل عمران کا آغاز۔ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔

اس روایت کو نسائی کے سوا دیگر اصحاب السنن نے بیان کیا ہے۔ ترمذی نے روایت کو حسن بتلایا ہے لیکن ایک نسخہ میں حسن کی بجائے لفظ صحیح لکھا ہوا دیکھا گیا۔ صحیح ہونا قابل تامل ہے کیونکہ رُواۃ میں شہر بن حوشب بھی ہے۔

پنجم۔ اسم اعظم "اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت ابی امامہ حدیث بیان کی ہے کہ اسم اعظم قرآن مجید کی تین سورتوں میں ہے یعنی بقرہ وآل عمران وسورہ طٰہٰ۔

قاسم (جو ابو امامہ سے راوی حدیث ہے) کا قول ہے کہ میں نے قرآن مجید میں تلاش کی تو مجھے "اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" ملا۔ جو ہر سہ سورۃ میں ہے۔ امام رازی نے اسے قوی بتلایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہر دو اسماء وہ ہیں کہ عظمت ربوبیت پر دلالت جسقدر ان میں پائی جاتی ہے اُتنی دیگر اسماء میں نہیں۔

ششم: اسم اعظم "اَلْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔

اس پورے فقرہ کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امام احمد وحاکم اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے روایت کو صحیح بتلایا ہے۔

ھفتم: اسم اعظم "بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" ہے

اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے سری بن یحیٰی سے اُنھوں نے قوم طے کے ایک شخص سے اور اس شخص کی تعریف بھی کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالی سے سوال کیا تھا کہ مجھے اسم اعظم دکھایا جائے۔ تب میں نے آسمان کے تاروں میں یہی اسم لکھا ہوا دیکھا"۔

ھشتم اسم اعظم ذُوالجلال والاکرام

ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا تیرا کہنا قبول کر لیا گیا۔ اب اپنا سوال کر لے۔

Marfat.com

امام رازی کہتے ہیں کہ الوہیت کیلئے جسقدر صفات معتبرہ ہیں یہ اسم ان سب پر شامل ہے۔ جلال میں جملہ صفاتِ سلبیہ آجاتے ہیں۔ اور اکرام میں جملہ اضافات ثبوتیہ۔

نہم اسم اعظم اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

اس کو ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے اس کو سب پر ترجیح ہے۔

دھم: اسم اعظم "رب رب" ہے

حاکم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اکبر رب ہے۔ ابن عباس سے بھی یہ روایت ہے۔

ابن ابی الدنیا نے عائشہ طیبہؓ سے روایت کی ہے کہ جب بندہ "یارب رب" کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہاں بندے سوال کر تجھے عطا ہوگا۔ روایت ہذا کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے اور موقوفاً بھی

یازدھم — اسم اعظم دعائے ذوالنون علیہ السلام ہے؛

نسائی اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ذوالنون کی دعا شکم ماہی میں یہ تھی، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ جب کبھی کسی مسلمان بندہ نے اس کے ذریعہ دعا مانگی تو قبول ہی فرمائی گئی۔

دوازدھم: اسم اعظم کی بابت فخر رازی نے امام زین العابدین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو اسم اعظم سکھلا دیا جاوے۔ تب انہوں نے خواب میں دیکھا۔

ھُوَ اللّٰہُ اللّٰہُ۔ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

سیزدھم: اسم اعظم جملہ اسماء حسنیٰ کے اندر مخفی ہے۔ اس کی تائید حدیث عائشہؓ سے ہوتی ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور جس کا ذکر قول دوم میں ہوا۔ کیونکہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صدیقہؓ نے بعض اسماء کا ذکر کرکے بِالْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰی کا لفظ بھی فرمایا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے جن سے تو نے دعا کی ہے۔

چہاردھم: اسم اعظم کلمہ توحید ہے۔ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — یہ قول قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

تمت

Marfat.com

الاسماءُ الحسنیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے اللہ اے مرے رحمٰن [1] — بخش دے یک قلم مرے عصیان
میرے حال تباہ پہ کرکے نظر — رحم کر یا رحیم [2] تو مجھ پر
اے ملک [3] دو جہاں کے شاہنشاہ — دین و دنیا میں رکھ بعزت و جاہ
میرے قدوس [4] آپ رحمت سے — دل مرا صاف کر کدورت سے
تندرستی دے یا سلام [5] مجھے — ساتھ صحت کے رکھ مدام مجھے
میرے مومن [6] مری اعانت کر — اے مہیمن [7] مری حفاظت کر
کر عزیز جہاں عزیز [8] مجھے — کر عطا عزت و تمیز مجھے
کارساز جہاں ہے تو جبار [9] — میرے بگڑے ہوئے بنا دے کار
متکبر [10] ہے تو کبر تجھ کو سزا — مجھ کو کبر و غرور سے تو بچا
کر عطا حسن خلق یا خالق [11] — ہمسروں میں کر افضل و فائق
کر بری تہمتوں سے یا باری [12] — خلق میں نہ ہو ذلت و خواری
یا مصور [13] تو نیک صورت دے — نیک سیرت دے نیک طینت دے
ہوں گنہگار بخش یا غفار [14] — الاماں تیرے قہر سے قہار [15]
بخش وہاب [16] مجھ کو مال و منال — لطف سے اپنے کر دے مالا مال
مجھ کو رزاق [17] بخش رزق حلال — تنگی رزق کی مصیبت ٹال
باب رحمت تو کھول دے مجھ پر — میرے فتاح [18] مشکلیں حل کر
علم دے یا علیم [19] اور عمل — راز مخفی تمام کر دے حل
زور و قوت دے مجھ کو یا قابض [20] — دشمنوں پر رہوں سدا قابض
مجھ پہ باسط [21] ہو تیرا خوان بسیط — تیرا لطف و کرم ہو سب پہ محیط

ع۱ بڑا بخشنے والا
ع۲ نہایت مہربانی والا
ع۳ بادشاہ حقیقی
ع۴ نہایت پاک
ع۵ سلامت بے عیب
ع۶ امن دینے والا
ع۷ نگہبان
ع۸ غالب اور جمیل
ع۹ کارساز
ع۱۰ نہایت بزرگ
ع۱۱ اندازہ کرنیوالا
ع۱۲ پیدا کرنیوالا
ع۱۳ صورت بنانیوالا
ع۱۴ بخشنے والا
ع۱۵ سب پر غالب
ع۱۶ بہت دینیوالا
ع۱۷ روزی دینے والا
ع۱۸ کھولنے والا ۱۹ جاننے والا
ع۲۰ تنگ کرنے والا
ع۲۱ کشادہ کرنیوالا

دشمنوں کو مرے دکھا نیچا | تو ہی خافض[۲۲] ہے اے مرے مولا
دونوں عالم میں مجھ کو یا رافع[۲۳] | رکھ تو فرخندہ بخت خوش طالع
مجھ کو رکھ یا معز[۲۴] عزت سے | باز رکھ یا مذل[۲۵] ذلت سے
کر عطا یا سمیع[۲۶] شنوائی | دے مجھے یا بصیر[۲۷] بینائی
اے حکم[۲۸] اتنا مجھے دے امکان | ہوں ترے حکم سے نہ روگردان
آئے یا عدل[۲۹] جب عدالت پر | رحم فرمانا میری حالت پر
میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف | لطف سے یا لطیف[۳۰] کر دے لطیف
مجھ کو کر یا خبیر[۳۱] واقف کار | تا کھلیں مجھ پہ سب ترے اسرار
مجھ کو دے یا حلیم[۳۲] طبع حلیم | ہو عطا یا عظیم[۳۳] خلق عظیم
بخش دے یا غفور[۳۴] میرے قصور | اس جہاں سے مجھے اٹھا مغفور
غم سہوں دل پہ یا سرور کروں | شکر تیرا ہی یا شکور[۳۵] کروں
اے خدائے زمن علی[۳۶] و کبیر[۳۷] | دونوں عالم میں رکھ مری توقیر
رکھ حفاظت سے یا حفیظ[۳۸] مجھے | زار ہوں یا مقیت[۳۹] قوت دے
کر مجھے یا حسیب[۴۰] روز حساب | داخل خلد بے حساب و کتاب
دے مجھے یا جلیل[۴۱] جاہ و جلال | کر کرم مجھ پہ اے کریم[۴۲] کمال
کل حوادث سے یا رقیب[۴۳] بچا | کر قبول اے مجیب[۴۴] میری دعا
میرے واسع[۴۵] مجھے دے خوشحالی | دولت و علم فارغ البالی
تو مجھے یا حکیم[۴۶] حکمت دے | یا ودود[۴۷] اپنی ہی محبت دے
دے مجھے یا مجید[۴۸] مجد و علا | ہمسروں میں کر امجد و اعلیٰ
روز بعث و نشور یا باعث[۴۹] | ہونا میری نجات کا باعث
تو شہادت دے یا شہید[۵۰] مجھے | راہ میں اپنی کر شہید مجھے
راہ حق پر چلا مجھے یا حق[۵۱] | نہ پھروں دربدر کبھی ناحق

ع ۲۲ نیچا کرنے والا
ع ۲۳ اونچا کرنے والا
ع ۲۴ عزت دینے والا
ع ۲۵ ذلت دینے والا ع ۲۶ سننے والا
ع ۲۷ دیکھنے والا ع ۲۸ حکم دینے والا ع ۲۹ انصاف کرنیوالا ع ۳۰ باریک بین
ع ۳۱ خبردار ع ۳۲ بردبار ع ۳۳ بزرگ
ع ۳۴ بڑا بخشنے والا۔
ع ۳۵ قدردان ع ۳۶ بلند مرتبہ ع ۳۷ سب سے بڑا
ع ۳۸ نگاہ رکھنے والا
ع ۳۹ قوت پیدا کرنیوالا
ع ۴۰ حساب لینے والا
ع ۴۱ بزرگ ع ۴۲ بڑا سخی
ع ۴۳ نگہبان ع ۴۴ قبول کرنیوالا ع ۴۵ وسعت دینے والا
ع ۴۶ دانا ع ۴۷ دوست
ع ۴۸ رکھنے والا ع بزرگی والا
ع ۴۹ اٹھانے والا ع ۵۰ حاضر ع ۵۱ ثابت الوجود

کام پورا کرائے وکیل[52] مرا	کوئی تجھ سا نہیں کفیل مرا	ع52 کارساز
یا قوی[53] مجھ کو تاب و طاقت دے	زور دے یا متین[54] ہمت دے	ع53 قوت دینے والا
یا ولی[55] صاحب ولایت کر	فضل کو مجھ پہ اور عنایت کر	ع54 زور آور ع55 مددگار
کر مجھے یا حمید[56] تو محمود	حمد سے تیری دل رہے خوشنود	ع56 سراہا گیا ع57 گھیرنیوالا
علم و عرفاں عطا ہو یا محصی[57]	اچھی ہر ابتدا ہو یا مبدی[58]	ع58 پہلی بار پیدا کرنیوالا
قبر سے یا معید[59] روز نشور	تو اٹھا مجھ کو مقبل و مغفور	ع59 دوبارہ پیدا کرنیوالا
مجھ کو یا محیی[60] کر دے زندہ دل	دے مجھے اپنی یاد والا دل	ع60 زندہ کرنے والا
دل میں پیدا نہ ہو خیالِ غیر	خاتمہ اے ممیت[61] ہو بالخیر	ع61 مارنے والا
جبتک اے حی[62] جاں رہے تن میں	تو ہی بس میہمان رہے تن میں	ع62 ہمیشہ زندہ رہنے والا
میرے قیوم[63] رکھ مجھے دائم	دین احمدؐ پہ محکم و قائم	ع63 ہمیشہ قائم رہنے والا
دل غنی کر غنا دے یا واجد[64]	مجھ کو مجد و علا دے یا ماجد[65]	ع64 غنی ع65 بزرگ
تو ہے واحد[66] پلائے وحدت	مست توحید رکھ بصد عزت	ع66 یکتا ع67 اکیلا
یا احد[67] شرک سے بچا مجھ کو	یا صمد[68] کر دے بے ریا مجھ کو	ع68 بے پروا ۱۲۵
قدرت کاملہ سے اے قادر[69]	کر مجھے نفس پر مرے قادر	ع69 قدرت والا
مقتدر[70] کر مجھے وہ خوش تقدیر	مرے حق میں ہو خاک بھی اکسیر	ع70 قدرت ظاہر کرنیوالا
یا مقدم[71] ہو جلد میرا کام	خیر و خوبی سے جس کا ہو انجام	ع71 آگے کرنے والا
یا موخر[72] نہ ہو اس میں تاخیر	بہتری کی جو ہو مری تدبیر	ع72 پیچھے ڈالنے والا
روز بعث و نشور یا اول[73]	نام نیکوں میں ہو مرا اول	ع73 سب سے اول
ہو مرا وقتِ زیست جب آخر	کلمہ ہو زباں پہ یا آخر[74]	ع74 سب سے آخر
اپنے فضل و کرم سے یا ظاہر[75]	کر مجھے سرِّ غیب کا ماہر	ع75 آشکارا
زنگ آلود ہے مرا باطن	صاف باطن عطا ہو یا باطن[76]	ع76 پوشیدہ
اپنے بندوں میں کر مجھے عالی	اے مرے والی[77] اور متعالی[78]	ع77 مالک ع78 بلند

Manzar.com

اپنے احسان و لطف سے یا بَرّ[79]
نیک کاروں میں مجھ کو شامل کر

کرلے مقبول توبۂ تائب
تو ہے تَوّاب[80] حاضر و غائب

میرے اعمالِ بد کا نام نہ لے
مُنتقم[81] مجھ سے انتقام نہ لے

یا عَفُوّ[82] درگذر گناہوں سے
دیکھنا رحم کی نگاہوں سے

رحم کر یا رَؤُف[83] رحمت کر
لطف و احسان کو عنایت کر

مَالِکُ المُلک[84] ملک و دولت دے
حشمت و جاہ عزّ و صولت دے

بخش جاہ و جلال دے انعام
اے میرے والی اور مُتَعالی[85]

میرے مُقسط[86] ہے عدل تیرا کام
معدلت گُستری ہو میرا کام

بخش دلجمعی مجھ کو یا جامع[87]
کر مجھے علم و فضل کا جامع

اے غنی[88] کردے مجھ کو مستغنی
میرے مُغنی[89] مجھے بنادے غنی

منع کر میرے دل کو عصیاں سے
تو ہے مانع[90] بچانا شیطان سے

مجھ کو ضارّ[91] تو ضرر سے بچا
دین و دنیا کے شور شر سے بچا

نفع پہنچانا مجھ کو یا نافع[92]
تو ہے سارے جہان کا نافع

ظلمتِ جہل دور کر یا نُور[93]
مجھ کو نورِ یقین سے کر معمور

میرے ہادی[94] دکھا وہ راہ ہدیٰ
جس کے رہرو تھے انبیاء اولیا

انس دے مجھ کو فرض و سنّت سے
دور رکھ یا بدیع[95] بدعت سے

تیرا لطف و کرم ہو یا باقی[96]
نہ رہے رنج کی بنا باقی

کردے اپنے کرم سے یا وارث[97]
مجھ کو دین متین کا وارث

تو ہی ہے یا رشید[98] راہنما
ہر گھڑی مجھ کو نیک راہ دکھا

مشکلوں میں نہ ہو خطور مجھے
کر عطا صبر یا صَبُور[99] مجھے

میرے ماں باپ پر عنایت ہو
اقربا پر بھی چشمِ رحمت ہو

بخش کل امّتِ محمد کو
نیک بندوں کیساتھ بد کو

پڑھ نبی پر سلام اے دانش
نظم کر اختتام اے دانش

ع۷۹ بڑا احسان کرنیوالا
ع۸۰ توبہ قبول کرنے والا
ع۸۱ درگزر کرنے والا
ع۸۲ بدلہ لینے والا
ع۸۳ بہت مہربان
ع۸۴ سارے جہان کا مالک
ع۸۵ بزرگی اور بخشنے والا
ع۸۶ انصاف کرنیوالا
ع۸۷ جمع کرنیوالا
ع۸۸ آسودہ ۱۲
ع۸۹ بے پرواہ کرنیوالا
ع۹۰ باز رکھنے والا۔
ع۹۱ ضرر پہنچانے والا
ع۹۲ نفع پہنچانیوالا
ع۹۳ روشن کرنیوالا
ع۹۴ راہ دکھانیوالا
ع۹۵ بے نمونہ کے پیدا کرنیوالا
ع۹۶ ہمیشہ رہنے والا۔
ع۹۷ بعد فنائے موجودات باقی رہنے والا۔
ع۹۸ راہ نما ۱۲
ع۹۹ بُردبار ۱۲

تمت بالخیر!

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

Marfat.com

سیرتِ سلمان یعنے

حالاتِ مبارکہ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مجھے اپنی زندگی میں بہت سے مبلغین اسلام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان حضرات کی ایمان افروز تقاریر، دل نشین مواعظ اور پُر اثر خطبات کو سُن کر بظاہر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دین حق کی اشاعت کا قابل رشک فریضہ انجام دینے والی ان لائق احترام ہستیوں کی اپنی زندگیاں بھی اُسوۂ رسولؐ کی تقلید اور صحابہ کرام کی پاکیزہ سیرت کے اتباع کی آئینہ دار ہوں گی جن کے مبارک تذکرہ سے ان کی زبانیں ہر وقت تر رہتی ہیں۔ تاہم اس ضمن میں اپنے مشاہدہ کی رُو سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں کے مبلغ حضرات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

مبلغین کی پہلی قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو تبلیغ دین کے مقدس فریضہ کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کرتے ہیں اور صرف انہی مجالس و تقاریب میں اپنی خطابت کے جوہر دکھانے کیلئے تیار ہوتے ہیں جہاں سے انہیں معقول "نذرانہ" پانے کی توقع ہو اور اس کے بغیر وہ کسی جلسہ وغیرہ میں جانے سے یا تو کھلا انکار کر دیتے ہیں یا ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تبلیغ دین کو کمائی کا ذریعہ بنا لینے والے ان حضرات کی "پیدائش" میں کچھ دخل ہمارے معاشرہ کی اس غفلت کا بھی ہے جو اس نے دین کے بنیادی تقاضوں کے بارے میں اختیار کر رکھی ہے۔ ایک مسلم معاشرہ کے لئے لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کی خاطر اپنے اندر ہمہ وقت مبلغین کی ایسی جماعت موجود رکھنے کا انتظام کرے جو فکر و فاقہ سے آزاد ہو کر ساری اُمت کی جانب سے یہ فرض کفایہ ادا کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔ لیکن معاشرہ کی اس غفلت سے ان لوگوں کی نفع اندوزی کا بھی کوئی جواز نہیں نکلتا جو تبلیغ دین کے کام کو کمائی کا دھندہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے مبلغین کے دل خلوص سے خالی ہو جاتے ہیں۔ وہ موقع ملنے پر لوگوں کے سامنے الفاظ کے طوطا مینا تو اُڑا سکتے ہیں لیکن وہ ان کے دل

Marfat.com

مسخر کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کے مواعظ کو محض لذت کی خاطر سنتے ہیں اور عبرت یا نصیحت کا کوئی نقش سامعین کے ذہنوں پر قائم نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کے مبلغین وہ ہیں جو اپنی تقاریر کا معاوضہ تو ضرور لیتے ہیں لیکن اس معاملہ میں سودا بازی یا حرص و ہوس کی روش اختیار نہیں کرتے۔ جو کچھ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا جائے وہ اس کو قبول کر لیتے ہیں مبلغین کی یہ قسم زر پرستی کے موجودہ ماحول میں مجھے بسا غنیمت نظر آتی ہے۔

تیسری قسم ان عالی ظرف مبلغین حضرات کی ہے جو اپنی تبلیغ کا نہ کبھی معاوضہ طلب کرتے ہیں اور نہ کسی پیش کش کو قبول کرتے ہیں حتیٰ کہ سفر خرچ تک وصول نہیں کرتے۔ ان حضرات کی یہ بے نفسی اور یہ خلوص ان کے اعلیٰ کردار کا آئینہ دار ہے اور ظاہر ہے کہ ایک صاحب کردار مبلغ اپنی مختصر سی تقریر کے ذریعہ بھی تسخیر قلوب کا وہ شاندار کارنامہ سرانجام دیتا ہے جو کمائی کی خاطر تبلیغ کرنیوالوں کو طول طویل اور دلچسپ دار تقریروں کے ذریعہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔

مرحوم و مغفور جناب قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کو میں نے ایک ایسا ہی صاحب کردار مبلغ اسلام پایا۔

برصغیر کا وہ کون سا پڑھا لکھا مسلمان ہے جو قاضی صاحب موصوف کے اسم گرامی سے ناواقف ہے اور جس کی نظروں سے سیرت النبیؐ کے موضوع پر قاضی صاحب کی شہرہ آفاق جامع و مانع کتاب "رحمۃ للعالمین" نہیں گزری تین جلدوں پر مشتمل اس کتاب کے ایک ایک صفحہ پر محبت و عقیدت اور صحت و استناد کے بظاہر مختلف انداز جس طرح باہم شیر و شکر نظر آتے ہیں اسکی نظیر اُردو زبان میں شائع شدہ سیرت النبیؐ کی دوسری کتابوں میں کم ہی نظر آتی ہے چنانچہ عہد حاضر کے عظیم مفکر اسلام جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ اگرچہ اُردو میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر بیشمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ تاہم ان کتب میں سے چند ہی ایسی ہیں جن کے اندر واقعات کی صحت بیان کا کماحقہ لحاظ رکھا گیا ہے اور ان چند کتب میں قاضی صاحب کی "رحمۃ للعالمین" سرفہرست ہے۔

تصنیف و تالیف کے علاوہ قاضی صاحب فریضہ تبلیغ دین کی خاطر دینی جلسوں میں تقاریر کے لئے بھی تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ان کی تحریر کی مانند ان کی تقریر بھی خلوص اور حقیقت بیانی کے جوہر سے مرصع ہوتی تھی لیکن تقریروں کا معاوضہ طلب کرنا ان کے مذہب میں حرام

Marfat.com

تھا۔ اُن کی اعلیٰ قابلیت اور علمی منزلت کی بنا پر ملک کے اطراف و اکناف سے آئے دن دینی جلسوں میں شرکت کی غرض سے انہیں دعوتیں موصول ہوتیں ایسی دعوتوں کو وہ جہاں تک ممکن ہو سکتا قبول فرماتے لیکن یہ فریضہ ہمیشہ بے مزد انجام دیتے حتیٰ کہ اس ضمن میں سفر خرچ تک وصول نہ فرماتے۔ انکا یہ ایثار اس لحاظ سے اور بھی قابل قدر ٹھہرتا ہے کہ قاضی صاحب کو اپنے عہدے کے رکھ رکھاؤ کے سبب ہمیشہ اعلیٰ درجہ میں سفر کرنا پڑتا تھا۔ آج سے ۳۰-۲۵ سال قبل جب روپیہ سونے کے بھاؤ تلتا تھا یہ قاضی صاحب ہی کا دل گردہ تھا کہ وہ محض تبلیغ کی خاطر اپنے مستقر سے دور دراز شہروں کا سفر اپنی گرہ میں سے ریل کے اعلیٰ درجہ میں کرتے اور کبھی داد یا صلہ کے طالب نہ ہوتے۔

قاضی صاحب ریاست پٹیالہ میں بعہدہ سیشن جج ملازم تھے اور انہوں نے اپنی تعیناتی کا طویل عرصہ بٹھنڈہ میں گزارا جدید علوم کے ساتھ ساتھ انہیں اسلامی دینی علوم پر پورا پورا عبور حاصل تھا تیز زبان عربی میں زبردست دستگاہ رکھتے تھے جس کا اندازہ ان کی بلند پایہ تصنیف سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ بٹھنڈہ میں وہ التزام کیساتھ درس قرآن دیا کرتے تھے اس مبارک کام میں جس ذوق وشوق اور مستقل مزاجی کیساتھ سالہا سال تک انجام دیا وہ صرف اسی شخص کا حصہ ہے جو فریضۂ خدمتِ دین میں محض رضائے الٰہی کی خاطر ادا کرنے کا قائل ہو۔ جاڑا ہو یا گرمی، آندھی ہو یا برسات حاضرین کی تعداد کم ہو یا زیادہ قاضی صاحب کے درس قرآن کے معمول میں کبھی فرق نہ آتا تھا اور وہ ہر روز یکساں انہماک اور یکساں لگن کے ساتھ اس فرض کی انجام دہی جاری رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ اسی مداومت کا نتیجہ تھا کہ قاضی صاحب نے اپنی بٹھنڈہ کی تعیناتی کے دوران قرآن کا دورہ سات مرتبہ مکمل کیا اور یہ موصوف کی ایسی خوش بختی تھی کہ اس پر جتنا بھی رشک کیا جائے کم ہے۔

جو حضرات تقسیم ملک سے قبل کی ریاستوں کے حالات سے واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ دیسی ریاستوں کے ملازمین اوران کے اعلیٰ افسران کو ریاست کی جانب سے عموماً نہایت قلیل تنخواہ دی جاتی تھی البتہ راجوں مہاراجوں کی طرف سے اپنے اہلکاران اور افسران کو اس بات کی کھلی چھٹی تھی کہ وہ اپنی تنخواہ کی کمی کو رعایا سے زبردستی نذرلنے یا رشوت

Marfat.com

وغیرہ کی لوٹ کھسوٹ سے پورا کریں۔ قاضی صاحب بھی چونکہ ایک ریاست کے ملازم تھے لہٰذا سیشن جج ہونے کے باوجود ان کی تنخواہ کچھ زیادہ نہ تھی اس کے علاوہ انہیں اپنے عہدہ کی نسبت سے رکھ رکھاؤ، وضعداری اور مہمان نوازی کیلئے بھی اچھا خاصا خرچ کرنا پڑتا تھا وہ اگر چاہتے تو اپنے دوسرے ہم رتبہ ریاستی افسروں کی مانند اپنے نہایت اہم عہدہ کے ذریعہ اس زمانے میں بھی ہزاروں لاکھوں روپے بالائی آمدنی کے طور پر حاصل کر سکتے تھے لیکن قاضی صاحب اپنے اعلیٰ مومنانہ کردار کے باعث رشوت کی ایک پائی بھی وصول نہیں کرتے تھے اور محض تنخواہ کے رزق حلال میں اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ ان کی بود و باش ایک وضعدار مگر دیانتدار مرد مومن کی شان رکھتی تھی جس میں وقار اور استغناء دونوں کا ایک حسین امتزاج نظر آتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ قاضی صاحب کا ایک ہندو دوست قتل کے ایک ملزم کی سفارش کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ ملزم قطعاً بے گناہ ہے لہٰذا آپ براہ کرم اسے رہا کر دادیں۔ اس درخواست کیساتھ ہی اس ہندو دوست نے ایک بند لفافہ قاضی صاحب کی طرف بڑھایا۔ قاضی صاحب نے چونک کر پوچھا "اس لفافہ میں کیا ہے؟" ہندو دوست نے دبی زبان میں جواب دیا "یہ آپ کی مٹھائی ہے" قاضی صاحب سخت مضطرب ہو کر بولے "استغفر اللہ" "آپ مجھے حرام کھلانا چاہتے ہیں"۔ دوست غالباً زیادہ رغبت دلانے کیلئے بولا۔ "اس میں چالیس ہزار روپیہ ہے قاضی صاحب! قاضی صاحب نے فوراً جواب دیا" "حرام کی مقدار اگر زیادہ ہو تو یہ حلال نہیں ہو جاتا بلکہ مقدار بڑھنے کے ساتھ ہی حرام کی کراہت بھی بڑھ جاتی ہے لہٰذا اب میں اسے اور زیادہ مکروہ سمجھتا ہوں" دوست لاجواب ہو کر رہ گیا اور ایک مسلمان جج کی عظمتِ کردار کا گہرا نقش دل پر لئے ہوئے رخصت ہو گیا۔

قاضی صاحب سے میری پہلی ملاقات والد مرحوم حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب رودرویؒ کی وساطت سے ہوئی۔ قاضی صاحب کے والد محترم کیساتھ دوستانہ مراسم تھے اور اسی نسبت سے وہ مجھ پر بھی خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ قاضی صاحب کے مشفقانہ مراسم سے میں موصوف کی زندگی کے آخری لمحات تک فیضیاب رہا ہوں اور اس عرصہ کے دوران میں نے نہ صرف قاضی صاحب کے علم و فضل سے استفادہ کیا ہے بلکہ ان کے نیک مشورے اور عمدہ سلوک بھی ہمیشہ میرے شامل حال رہے ہے۔

ایک دفعہ میں مالیر کوٹلہ میں ایک تبلیغی جلسہ میں شرکت کے بعد واپس آرہا تھا۔ ریل کا سفر تھا راستے میں ایک اسٹیشن پر گاڑی رُکی اور میں یُونہی پلیٹ فارم پر اُتر آیا۔ اتنے میں کسی نے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ یہ شفقت اور محبت کے ہاتھ تھے میں نے گردن گھما کر دیکھا تو اپنے عقب میں قاضی صاحب کو ایستادہ پایا۔ انہیں دیکھ کر میرا دل خوشی سے سرشار ہو گیا۔ شاید یہ بھی ایک مردِ مومن کی علامت ہے کہ اسکے وجودِ گرامی سے اُس پاس والوں کیلئے ہمیشہ راحت و مسرت کی شعاعیں پھوٹا کرتی ہیں میرے ابا جانؒ مردِ مومن (ولی اللہ) کی پہچان کشف و کرامات سے نہیں بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اذا راؤ ذکر اللہ۔ (جب چہرہ پر نظر ڈالے تو خدا یاد آجائے) یہ کھلی نشانی قاضی پر پوری اترتی تھی۔ بہرحال مجھے یاد ہے کہ قاضی صاحب نے مجھے از راہِ ذرہ نوازی یہ نصیحت فرمائی کہ "آپ درسِ قرآن دیا کریں"۔ قاضی صاحب تو یہ نصیحت فرما کر رخصت ہو گئے لیکن میں نادیران کے ارشاد کے قابلِ عمل پر غور کرتا رہا۔ میں اس زمانے میں بالکل نوعمر تھا۔ میرے ذہن میں بار بار خیال آتا تھا کہ درسِ قرآن کا عظیم کام تو انہی بزرگوں کے لئے زیبا ہے جو علم و فضل کے ساتھ ساتھ عمر میں بھی مجھ سے آگے ہیں بھلا مجھ سا طفلِ مکتب اس کارِ عظیم کا بیڑا کیونکر اُٹھا سکتا ہے؟ لیکن میں اسے قاضی صاحب ہی کی ایک کرامت سمجھتا ہوں کہ ان کی مبارک تحریک سے میرے ذہن میں آخر کار خود اعتمادی کا جذبہ غالب آیا اور میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنی نوعمری ناتجربہ کاری اور کم علمی کے باوجود اس مبارک کام کا آغاز کر دیا اور قاضی صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بفضلہٖ درسِ قرآن کا یہ سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں تاہنوز جاری ہے خدا کرے اس کی توفیق مجھ بندہ ناچیز کو اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک حاصل رہے۔

قاضی صاحب کو مبداءِ فیض نے فہم و فراست سے بھی حصہ وافر عطا کیا تھا۔ چنانچہ وہ پیچیدہ مسائل کو عام فہم انداز میں سلجھانے کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ میرے ایک تایا زاد بھائی مولوی شریف الدین صاحب تھے۔ وہ ایک سیدھے سادے آدمی تھے انہوں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے اس حدیثِ نبوی کی وضاحت کی درخواست کی جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ (میری اُمت کا اختلاف باعثِ رحمت ہے) مولوی شرف الدین کا سوال تھا کہ آخر اختلاف کس طرح باعثِ رحمت ہو سکتا ہے جبکہ بر نظریہ ظاہر انتشار اور فرقہ بندی کی علامت ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس سوال کا جواب دیا وہ میرے بھائی صاحب کی ذہنی سطح سے قدرے بلند تھا لہٰذا یہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ قاضی صاحب کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مولوی شرف الدین صاحب کو

کہلا بھیجا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو معروف آدمی ہیں آپ کسی روز میرے پاس تشریف لائیں۔ میں آپ سے اس مسئلہ پر گفتگو کروں گا۔ چنانچہ مولوی شرف الدین صاحب قاضی صاحب کے ہاں پہنچے حسن اتفاق سے میں بھی اس مبارک مجلس میں موجود تھا۔ قاضی صاحب نے بڑی وضاحت کیساتھ اس حدیث کا اصل نقشہ بیان کیا۔ قاضی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں لفظ اختلاف فرمایا ہے نہ کہ لفظ مخالفت۔ باہمی مخالفت کا جذبہ یقیناً باعث رحمت نہیں ہو سکتا کیونکہ مخالفت انتشار اور عداوت کی علامت ہے لیکن اس سے اختلاف مبرا ہے۔ مخالفت اندھا دھند ہوتی ہے اور اس کی تہ میں منفی جذبہ کارفرما ہوتا ہے اسکے برعکس اختلاف کے پیچھے خیر خواہی کا تعمیری جذبہ ہوتا ہے جو سراسر ایک نیک ذہن کی پیداوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ نیک لوگ کسی بات یا مسئلہ پر اختلاف کا اظہار کرتے ہیں تو اس مسئلے کے بہت سے ایسے پوشیدہ اور راز چھل پہلو بھی نکھر کے سامنے آجاتے ہیں جنکی طرف پہلے کسی کی نگاہ نہیں جاتی۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس قسم کے اختلاف کی بدولت ہی مختلف دلائل سامنے آتے ہیں جن کی بنا پر فرامین نبوی کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے پھر آپ نے اپنے موقف کی تائید کیلئے یہ حدیث نبوی سنائی لخلوف فم الطیب عند اللہ من ریح المسک (ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک روزہ دار مسلمان کے منہ کی بُو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے) قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس حدیث کی تشریح میں ہمارے محدثین نے محض اختلاف رائے کی بنا پر نئے نئے نکتے پیدا کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بُو پسند ہے اس لئے روزہ دار کو روزہ کھولنے سے پیشتر مسواک کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ مسواک سے وہ بُو ختم ہو جائے گی جو اللہ کو محبوب ہے کچھ دوسرے محدثین اس حدیث سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ چوں کہ روزہ دار کے منہ میں یہ بُو عموماً دوپہر کے بعد پیدا ہوتی ہے لہٰذا دوپہر سے پہلے پہلے مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن فقہا کے ایک گروہ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس حدیث کا منشا زیادہ تر ایک روزہ دار کی اطاعت شعاری کو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ٹھہرانا ہے اور روزہ دار کو یہ یاد کرانا ہے کہ تمہاری بھوک اور پیاس کا اضطراب حتیٰ کہ اسکے سبب سے تمہارے منہ میں پیدا ہو ہو جانیوالی بُو بھی اللہ تعالیٰ کو تمہارے جذبۂ اطاعت کی بنا پر بہت پسند ہے۔ اس بُو کو باقی رکھنا روزہ دار پر لازم نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں اس حدیث نبوی کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے جس میں حضور نبی اکرم نے مسواک کرنے کی بلا استثنا تائید فرمائی ہے۔ اس مثال کے ذریعہ قاضی صاحب

Marfat.com

نے مولوی شرف الدین صاحب پر یہ واضح کیا کہ فقہا کا یہی وہ علمی اختلاف ہے جسے نبی کریمؐ نے باعث رحمت فرمایا۔

علم حدیث کی مانند علم تفسیر پر بھی قاضی صاحب کو پورا پورا عبور حاصل تھا اس ضمن میں مجھے اپنے استاذ محترم مولانا ابوالخیر خیرالدین احمد صاحب رسوی رحؒ کی ایک روایت یاد آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی صاحب مرحوم نے اپنے ہاں چند علما کو کھانے پر مدعو کیا۔ مدعوئین میں میں بھی شامل تھا اس محفل میں بہت سے علمی مسائل پر گفتگو ہوتی اور اس کے دوران قاضی صاحب نے سورۂ یوسف کی یہ آیت پڑھی وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اسکے ترجمہ اور تفسیر کیلئے مفسرین اور مترجمین نے مختلف انداز اختیار کئے ہیں اور کچھ تراجم اور تفاسیر ایسی بھی ہیں جن کے مطالعہ سے خدا کے ایک نبی کی شان مجروح ہوتی نظر آتی ہے۔ قاضی صاحب نے خیال ظاہر کیا کہ ایسے تراجم اور تفاسیر میں غالباً اسرائیلی روایات کی دخل اندازی ہوگئی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس آیت کا ترجمہ یہ ہونا چاہئیے کہ وہ عورت امراۃ العزیز اپنے اصرار (ترغیب گناہ) پر اڑی رہی اور وہ (حضرت یوسفؑ) اپنے انکار پر اڑے رہے اگر حضرت یوسف نے خدا کی برہان کو نہ دیکھا ہوتا (تو اس کا ارادہ کر سکتے تھے) اور حقیقت یہ ہے کہ اس ترجمہ کی صورت میں نہ صرف یہ کہ ذہن میں کوئی الجھن پیدا نہیں ہوتی بلکہ نبی کا کردار آئینہ کی طرح بے داغ نظر آتا ہے۔

جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔ قاضی صاحب ریاست پٹیالہ کے ملازم تھے دوسرے راجاؤں کی مانند پٹیالہ کے راجہ کے دربار میں بھی حاضری کے کچھ آداب مقرر تھے جو توحید پرست طبائع کیلئے گراں تھے خصوصاً راجہ کے سامنے حاضری کے موقع پر کورنش وغیرہ بجالانا اور اس قسم کی دوسری حرکات و افعال کسی ایسے شخص کے لئے ممکن نہیں ہو سکتے تھے جو ایک خدائے واحد پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کے بعد کسی اور ہستی کے سامنے سر نیاز خم کرنے کو گناہ سمجھتا ہو قاضی صاحب ماشاءاللہ ایک اعلیٰ درجے کے موحد مسلمان تھے اور ان کے عقائد کا علم خود راجہ کو بھی تھا قاضی صاحب کی خدا ترسی عدل وانصاف اور راستی سے راجہ اس درجہ متاثر تھا کہ اس نے قاضی صاحب کو کبھی ان کے عقائد کے منافی درباری آداب کی پابندی کے لئے مجبور نہ کیا۔

میرے ایک محب دیرینہ جناب سید لیفر احمد صاحب جو تقسیم ملک سے قبل ریاست پٹیالہ بغرض تعلیم رہائش پذیر تھے اور آجکل ملتان میں مقیم ہیں انکا بیان ہے کہ ایک دفعہ پٹیالہ کے راجہ ولایت

Marfat.com

لوٹے اور ان کے استقبال کیلئے عمائدین ریاست اسٹیشن پر پہنچے تو مجھے خیال آیا کہ چل کر دیکھیں کہ اس موقعہ پر قاضی محمد سلیمان صاحب جیسا موحد، راجہ کے روبرو کس طرز عمل کا مظاہرہ کرتا ہے اس خیال سے جب میں اسٹیشن پر پہنچا تو دیکھا کہ قاضی صاحب استقبال کے لئے آنیوالے دوسرے عہدیداران اور معززین کی قطار سے ذرا ہٹ کر کھڑے ہیں۔ راجہ صاحب جب گاڑی سے اُترے تو استقبال کے لئے آنیوالے تمام لوگ حسب معمول رکوع میں جا کر کورنش بجا لانے لگے۔ لیکن قاضی صاحب بدستور استغناء کی تصویر بنے اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ پھر میں نے یہ دیکھا کہ راجہ صاحب دوسرے لوگوں کے سلام وصول کرتے ہوئے جونہی قاضی صاحب کے قریب آئے اور ان کی نظر قاضی صاحب پر پڑی تو راجہ صاحب خود آگے بڑھ کر قاضی صاحب سے بغلگیر ہو گئے۔ یہ عجیب منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا اور اس روز سے میرے دل میں قاضی صاحب کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور میں نے سوچا کہ قاضی صاحب نے اپنے رزق اور اپنی دنیا کے لئے خدا پرستی کے اصول کو توڑنے سے پرہیز کیا۔ اسطرح بندوں کی بندگی سے انہوں نے خود کو بچائے رکھا جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ بندے خدا کے اس نیک بندے کے گرویدہ ہو گئے۔ سبحان اللہ! یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔

اس طرح ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ جن مبارک ایام میں قاضی صاحب مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھے ان دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز قاضی صاحب مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر نکل رہے تھے اور آپ کے ہمراہ مسجد نبوی کے امام صاحب بھی باتیں کرتے ہوئے آرہے تھے کہ مسجد کے دروازہ پر پہنچے جہاں نمازیوں کی جوتیاں پڑی ہوتی ہیں۔ اس جگہ پر امام صاحب نے بڑھ کر قاضی صاحب کی جوتیوں کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا اور انہیں قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ قاضی صاحب نے تیزی سے امام صاحب کے ہاتھوں کو پکڑا اور کہا کہ یہ آپ کیا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ جواباً امام صاحب نے آنکھوں میں آنسو لیکر فرمایا کہ "آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ میں ایسا کس کے حکم سے کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ رات خوش بختی سے مجھے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی اور مجھے عالم رویا میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو! محمد سلیمان میرا اپنا مہمان ہے اس کی ہر طرح سے عزت کرنا۔

"رحمۃ للعالمین" کی اصل مقبولیت — قارئین کرام اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ آج کل پروپیگنڈے اور اشتہار بازی کا زمانہ ہے۔ اس میں

Marfat.com

سرمایہ دار قسم کے لوگ جس ردّی سے ردّی چیز کو بھی چلانا چاہتے ہیں۔ اپنی دولت کے بل بوتے پر اشتہارات کے ذریعے اسے مقبول عام بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ اسے لوازم حیات سمجھا جانے لگتا ہے مگر رحمۃ اللعالمین کی مقبولیت میں کسی اشتہاری بازی کا دخل نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل مجھے اس واقعہ سے معلوم ہوئی کہ جس زمانہ میں اس کتاب کو شائع کیا گیا۔ اس زمانہ میں کئی بڑے بڑے تاجر کتب ادارے موجود تھے۔ مگر مصنف نے پٹیالہ کے ایک غیر معروف شخص خلیفہ شیخ ہدایت اللہ صاحب دروازہ عطر والا، ایسے شخص کا انتخاب کیا جو کہ اس فن سے بھی ناواقف تھے۔ انہوں نے اپنے کئی احباب سے ذکر کیا کہ میرے دفتر میں ایسے متعدد خطوط موصول ہوئے جن میں ایک ہی مضمون تحریر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے رحمۃ للعالمین نامی کتاب تاحال نہیں دیکھی اور نہ ہی اسکا اشتہار نظر سے گزرا ہے۔ بلکہ رات خواب میں آقائے کل سید الرسلؐ کی زیارت ہوئی اور آپ نے عالم خواب میں یہ حکم دیا کہ پٹیالہ کے اس پتہ پر خط لکھ کر "رحمۃ للعالمین" نامی کتاب طلب کرو۔ اور اس کا مطالعہ کرو۔ اس لئے ہم یہ خط لکھ رہے ہیں۔ اللہ اکبر! یہ نصیب اللہ اکبر، لوٹنے کی جائے ہے۔ اس کتاب کا اشتہار مصنف کا خلوص اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت بلکہ عشق تھا۔ آپ نے یہ کتاب بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک ایک لفظ اس احتیاط اور اہتمام سے رقم کیا ہے کہ آپ بعد از نماز تہجد باوضو اور رو بقبلہ ہو کر خشوع اور خضوع سے اس کی نگارش کی توفیق مانگ کر لکھا کرتے تھے۔ اس فعل کو انہوں نے آخر تک جاری رکھا۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎ کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے آہِ سحر گاہی۔

یہ اسی آہ سحر گاہی کا اثر ہے کہ ایک ایک لفظ دل میں اُترتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات پڑھنے کے دوران قاری کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ قارئین کرام میں سے اکثر حضرات نے رحمۃ للعالمین کا انگریزی ترجمہ پڑھا ہوگا جو "پاکستان ٹائمز" میں مسلسل طبع ہوتا رہا ہے (۶۱-۶۰-۱۹۵۹ء) اس ترجمہ کا شرف مصنف کے اکلوتے فرزند بقول الولد سر لابیہ جناب قاضی عبدالعزیز مرحوم کو حاصل ہوا۔ انہوں نے بھی اس ترجمے کے دوران سنت اولیٰ کو ملحوظ رکھا۔ اس حقیقت کا انکشاف جناب میجر جنرل غلام عمر صاحب (قاضی صاحب کی نواسی کے شوہر) نے کیا جو کہ خود بھی اس ترجمہ میں کسی حد تک ان کے شریک کار رہے۔ انہوں نے ان دنوں جب وہ کوئٹہ میں کرنل کے عہدہ کی ذمہ داریوں کو سنبھالے ہوئے تھے فرمایا کہ ماموں جان قاضی عبدالعزیز صاحب بعض دفعہ ایک سے زیادہ الفاظ پر غور کرنا شروع کرتے

Marfat.com

کہ یہاں ترجمہ کے لئے کون سا لفظ موزوں رہے گا۔ تو دغور کرنے کے علاوہ مجھ سے بھی مشورہ طلب کرتے۔ مگر آخری فیصلہ کن عمل یہ ہوتا کہ وہ باوضو ہو کر اللہ سے دعا کرتے کہ یا اللہ مجھے وہ لفظ کہنے کی توفیق دے جو تیرے نزدیک موزوں تر اور مؤثر تر ہو۔"

آخر میں ایک امر واقعہ کا ذکر میں ضرور خیال کرتا ہوں کہ قاضی صاحب اپنے بزرگ و برتر مولیٰ کی خدمت میں اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے مولا! مجھے ایسے وقت اپنے حضور بلانا جب میں دنیا کی ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہوں۔"

چنانچہ واقفِ حال حضرات کو بخوبی علم ہوگا کہ مولا کریم نے اپنے نیک بندے کی اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان کو اس وقت اپنے پاس بلایا جب وہ حج بیت اللہ سے واپس لوٹ رہے تھے اور جہاز پر سوار تھے۔ اس موقعہ پر ہر قسم کی روحانی آلائشوں سے تو پاک تھے ہی۔ دنیاوی مال و متاع بھی ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ ان کا جنازہ ایک معروف دینی خاندانِ غزنویہ کے چشم و چراغ مولانا اسمٰعیل غزنوی مرحوم نے پڑھایا اور مرحوم کا جسد مبارک سمندر کی پاک و شفاف لہروں کے سپرد کر دیا گیا۔ ع مری عمر رواں آبِ رواں معلوم ہوتی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ (سلمان)

تحریر

حکیم محمد عبداللہ صاحب (جہانیاں)

Marfat.com

ندائے سلمان!

اے آسماں کے تارو! نام خدا پکارو — دشت و جبل پکارو ارض و سما پکارو
جنگل کے سب پکھیرو تحمید گا رہے ہیں — خاموش کیوں ہو انساں جاگو صدا پکارو
جو دل میں بس رہا ہے جاری ہو وہ زباں پہ — پیارے کا نام پکارا ہے دل کشا پکارو
ذکرِ خدا سے غفلت ہے مانع محبت — لیل و نہار بولو صبح و مسا پکارو
ہونا پڑے گا چپ ہی زیرِ زمین جا کر — منہ میں زباں ہو رکھتے نام خدا پکارو
آئے ہو اس جہاں میں دینے کو تم گواہی — اے اہل صدق بولو۔ اہلِ صفا پکارو
تقدیر کبریا کی تقدیس ذوالمنن کی — وقت الم پکارو۔ حینِ دعا پکارو
اب زاویوں کو چھوڑو خلوت کدوں کو توڑو — ہاں چارسو میں حق کو بہرِ رضا پکارو
دعوتِ نجات کی ہے اسلام سب کو دعوت — یہ بے حساب بولو، بے انتہا پکارو
کانوں میں سب کے ڈالو پیغامِ مصطفےٰ کا — افراد کو سناؤ۔ قوموں کو جا پکارو

جو یک دل و زباں ہیں وہ کیوں ہوں مہر بر لب
سلمانِ خستہ دل کی سن لو صدا پکارو

Marfat.com

نعت

پیدا ہوئے محمدؐ عالم تمام چمکا
حقِ صریح چمکا صدق دوام چمکا

روشن ہوئے براہیں واضح ہوئے دلائل
جب نیرِّ رسالت برخاص و عام چمکا

اہلِ کتاب و مشرک محتاجِ بینہ تھے
حجت ہوئی مکمل مہر انام چمکا

بطحا کا ذرہ ذرہ انجم بنا فلک کا
مصر اور ہند وایران، اسپین و شام چمکا

چمکا وہ نورِ عالم سردارِ ولدِ آدمؑ
چشمانِ حورِ عین پر جس کا ہے نام چمکا

مقدم سے اس کے کعبہ ہے رشکِ طورِ سینا
اسود ہوا مجلّٰی بیت الحرام چمکا

غارِ حرا میں چھپ کر چرخِ بریں پہ چڑھ کر
ارض و سما پہ یکسر وہ نورِ عام چمکا

تکبیر اور اذاں میں روشن ہے نام اس کا
قطبین و استوار پر اس کا کلام چمکا

اے مشتِ خاک تیرا چمکا نصیب اعلیٰ
وہ ماہِ خاتمیت تجھ پر تمام چمکا

اس شوق میں کہ لیں گے نعلیں پاک سر پہ
الماس جگمگایا روئے رخام چمکا

شانِ محمدیؐ سے اندھے ہیں اہلِ ظلمت
وہ نورِ حق ہے جس سے دار السلام چمکا

تعلیمِ مصطفےٰؐ نے تجھ کو کیا منور
بختِ سیاہ تیرا اے عقلِ خام چمکا

روحِ حیاتِ سلمانؔ حُبِّ نبی ہے یارب
نورِ یقین عطا کر، فوق المرام چمکا

Marfat.com

وَقَالَ رَبُّكُمُ
ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ

فضائلِ دُعا

قرآن کریم و احادیث کی روشنی میں دُعا کی فضیلت اور اہمیت، دُعا کے آداب، قبولیت کے مواقع، قبولیت دُعا کی شرائط، استغفار کے فضائل، توبہ کی حقیقت و ضرورت، ہر مقام اور ہر موقعہ کی مسنون دُعائیں۔

بمعہ رسالہ

الحزب المقبول

سات منزلوں پر منقسم جامع دعاؤں کا مجموعہ جس میں ہر خیر کا سوال ہے اور ہر شر سے پناہ مانگی گئی ہے

تالیف

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری دامت برکاتہم

ناشر

ادارہ اسلامیات

۱۹۰- انارکلی- لاہور

۷۲۳۳۹۹۱
۳۵۳۲۵۵